

لعاب محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مجموعہ تقاریر

سلطان العلماء

علامہ غنصفر عباس ہاشمی

مرتب

امیر محمد رضا ہاشمی

ناشر

سلطان العلماء اکیڈمی بہاول پور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

﴿لعاب محمد﴾

مجموعہ تقاریر..... سلطان العلماء علامہ غففر عباس ہاشمی

مرتب..... امیر محمد رضا ہاشمی

معاون..... ملک غلام خراخوان

پروف ریڈنگ..... علامہ نادر عباس کانبجو

کیوزنگ..... محمد جمیل رضا

اشاعت..... اکتوبر 2009

ناشر..... سلطان العلماء اکیڈمی بہاولپور

رابطہ نمبر..... 03334006075/03017785572

ہدیہ..... 250/-

تقریریں

- | | |
|---------------------------------------|--|
| حسین مجالس سنٹر شاہ چن چراغ راولپنڈی۔ | امام بارگاہ باب الحوائج مغل پورہ لاہور |
| افتخار بک ڈپولاہور۔ | اسد بک ڈپو قدم گاہ حیدر آباد |
| ضامن بک سنٹر اردو بازار لاہور | احسین کیسٹ ہاؤس ملتان |
| رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر کراچی | غفار شاہ بک ڈپو سیالکوٹ |
| محفوظ بک ڈپو مارٹن روڈ کراچی | کاظمی بک ڈپو چنیوٹ |
| زیدی کتاب گھر بھوانہ | پاکستان بک ڈپو چنیوٹ |

انتساب

جوہرِ محمدیہ کے نام

تفسیرِ احمدیہ کے نام

کفو حقیقتِ علویہ کے نام

اے تفسیرِ کوثر، اے تاویلِ لیلۃِ القدر، اے شفیعہ محشر، اے اُم
الانوار، اے صاحبۃ الاستار، تیرے معصوم بچوں کی دہلیز کا گدائے
کاسہ بکف تیری بارگاہِ عصمت میں تیرے بابا کی لعابِ اقدس و اطہر
پر نثری قصیدہ ہدیہ کر رہا ہے۔ اے ملائک کونانِ جویں بخش کے اپنا
نمک خوار بنا دینے والی ذات۔ اپنی دہلیز پر کھڑے لاشی بھکاری
کے کشلول کے چند ریزے قبول فرما کے انہیں رشکِ دُرِّ ارم کر

دے۔

پیش کشی

ہر ہر حمد زیبا ہے اُس ذات بعید الادراک کیلئے جس نے حقیقت محمدیہ کو صادر کر کے کائنات پر احسانِ عظیم اور لعابِ احمدیہ کی خیرات بانٹ کر مخلوقات پر فطری عیم فرمایا۔ سلطان العلماء کی ذات سے بیگانہ و یگانہ آشنا ہے۔ کہ موصوف نے ہمیشہ اپنے خطاب کی لاج رکھی ہے۔ ان کے خطاب خود ساختہ نہیں خدا داد ہیں۔ جو مومنین کی طرف سے ان کے اعترافِ علم و فضل کے طور پر ملتے رہے۔ سلطان العلماء کا بیٹا ہونے کے ناطے نہیں، ایک مومن اور سامع کی حیثیت سے میں بھی ان کی سحر بیانی کے حصار میں چکرا رہا ہوں۔ ایسی نابغہ روزگار شخصیات روز روز پردہ ہستی پہ نمودار نہیں ہوتیں۔ قبلہ کی مسیں بھیگ رہی تھیں کہ شاہ پور سیداں چکوال میں ابوالفصاحت کا خطاب ملا۔ جس کا اعلان منبر سے علامہ قاضی سعید الرحمن علوی سے کرایا گیا۔ احمد پور شرقیہ میں ہزاروں مومنین کی موجودگی میں سید سعید علی بخاری صاحب نے گولڈ میڈل اور نقیب ولایت کا خطاب دیا۔ حیدر آباد سندھ، بہاولپور، لاہور اور میلسی میں سلطان العلماء کا خطاب اور دستار بندی جن میں تین طلائی تاج بھی قبلہ کے زیب سر ہوئے اور گولڈ میڈل ملا۔ سلطان العلماء کی آواز جب منبر سے گونجتی ہے تو دہلیزِ خیر شکن سے خیرات مانگتی ہوئی صورتِ اسرافیل کی طرح تشنگانِ عرفان میں حیات بانثی چلی جاتی ہے۔ لاتعداد ایسے موضوعات جن سے منبر آشنانہ تھا قبلہ کے سیر حاصل تبصروں سے مملو ہیں۔ علمی خطاب ہمارے خاندان کی روایت ہے۔ میرے جد امجد امیر العلماء اور بابا سلطان العلماء میرے قول کی بین دلیل ہیں۔ اسی روایت کو جاری و ساری رکھنے کیلئے عربی فاضل کا کورس کر رہا ہوں۔ اور مومنین سے طالب دعا ہوں کہ خدائے قدوس بطفیل معصومین علیہ السلام حقیر کو اس کو ہ گراں کے اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ سلطان العلماء نے لاہور میں "العاب

محمدؑ کے عنوان سے مومنین کو اپنے نوری علمی اور عرفانی بیان سے مستفید اور مستفیض فرمایا۔ جسے بندہ نے کتابی شکل دے کر ہر وادِ عرفان کی ضیافتِ ایمان کیلئے پیش کر دیا ہے۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ قبلہ کے موضوعات بکر پہ کتابیں شائع کرتا رہوں گا۔ میں علامہ نادر حسین کانبجو صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ جنہوں نے مسودہ کی پروف ریڈنگ کی۔ اور معروف عزا دار جناب ملک غلام خڑاعوان صاحب آف لاہور کا بھی شکر گزار ہوں کہ جن کی معاونت سے کتاب آپ حضرات کی دست بوس ہوئی۔ مومنین کی آراء کا منتظر رہوں گا۔

والسلام

طالب دعا

امیر محمد رضا ہاشمی خلف الرشید سلطان العلماء ابوالفصاحت، نقیب ولایت
علامہ غضنفر عباس ہاشمی خلف الرشید امیر العلماء قلندرِ زماں بہلول دوراں حضرت
علامہ امیر محمد ہاشمی تونسوی۔

فہرست

صفحہ نمبر	پیش لفظ
صفحہ نمبر 7	پہلی مجلس
صفحہ نمبر 26	دوسری مجلس
صفحہ نمبر 43	تیسری مجلس
صفحہ نمبر 63	چوتھی مجلس
صفحہ نمبر	پانچویں مجلس
صفحہ نمبر 96	چھٹی مجلس
صفحہ نمبر 110	ساتویں مجلس
صفحہ نمبر 125	آٹھویں مجلس
صفحہ نمبر 147	نویں مجلس
صفحہ نمبر 165	دسویں مجلس

ڈال دی ہے۔

خود اللہ اپنے آپ کو وَهُوَ الْعَلَى الْعَظِيمُ اپنے آپ کو عظیم کہتا ہے۔

کیا اللہ کے ہاں مبالغہ ممکن ہے؟

کسی کی تعریف میں حد سے گزر جائے؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (دادو تحسین)

يُؤْتِ كُلَّ ذِي حَقِّ حَقَّهُ

سورہ ہود کی آیت کہہ رہی ہے۔ وہ کہتا ہے میں تو ہر حقدار کو اس کا حق دیا کرتا ہوں۔ (يُؤْتِ

كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ۔ (دادو تحسین)

تو یہ آیت اور پھر وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا والی آیت، یہ دونوں آیتیں جب

سامنے رکھو گے۔ تو بات سمجھ میں آجائے گی۔ کہ جو فعل عظیم ہے۔ بے شک فضل ہے۔ لیکن

میرے رسول کا حق ہے۔ (دادو تحسین)

پروردگار کتنا فضل عظیم ہے تیرا، میرے رسول پر۔

حقیقت کو تو کیا آدم سے عیسیٰ تک کے عقلوں کا جو ہر بنا کر کسی ایک کے خانہء ادراک میں

رکھ دیا جائے۔ پھر بھی میرے حبیب کی حقیقت تک رسائی کا امکان ہو ہی نہیں سکتا۔

اس کے ظاہر وجود کو ہی دیکھ لیں۔ اس کے سر سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک، تراش خراش

کانٹ چھانٹ کے پھینک دینے والی چیزوں میں میں نے وہ جو ہر بھر دیے جو آدم سے عیسیٰ

تک کی حقیقت میں موجود نہیں تھے۔ (دادو تحسین، پر جوش نعرے)

آٹھ دس چہرے ایسے ہیں جن پر پریشانی دکھ رہی ہے مجھے۔ اور پریشانی اور اس ذکر کا آپس

میں کوئی جوڑ نہیں۔ (نعرے)

خوش ہونے والوں کو اور خوش کرنا چاہتا ہوں، پریشان ہونے والوں کو کچھ اور۔۔۔۔۔

اور یہ بھی میں نے رعایت کر دی تھی کہ میں نے رسول کے بالوں کا نام لے لیا۔ ناخنوں کا نام لے لیا۔ درحقیقت اللہ کہتا تو یہ چاہتا ہے کہ وہ پاپوش، وہ جوتی جو میرے حبیب کے قدموں کو چھو لیتی ہے۔ اُس چمڑے تک آدم سے عیسیٰ تک کی حقیقتوں کی رسائی نہیں۔ (دادو تحسین) نہیں نہیں۔۔۔ سر اٹھا سر اٹھا۔۔۔ میدان میں بول رہا ہوں، حجرہ میں نہیں۔

میں نے کہا ہے میرے نبی کی جوتی کی رسائی تک ان انبیاء کی حقیقتوں کی رسائی نہیں۔ عیسیٰ نے اُڑان بھری، ہانپ کے گر گیا فلک چہارم پر۔

اور میں نے ملک الموت سے یار اندگانہ۔ کتابیں پڑھو غنفر حرفوں کا ذمہ دار ہے۔ ملک الموت نے بھی اپنے شہ پر کے سہارے دکھا دیا۔ چھٹے آسمان پر گر گیا۔

شجرۃ الانبیاء ہونے کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان کو عبور نہ کر سکے۔ میرے نبی کی جوتی قاب قوسین تک چلی گئی۔ (زور دار داد)

کہا یہ ہے میرا فضل عظیم اپنے حبیب پر، اور یہ حق ہے اس کا۔

پالنے والے یہ سامعین پوچھنا چاہتے ہیں آخر یہ حق کیا ہے۔ کہا آدم سے عیسیٰ تک میری مخلوق ہیں، یہ مجھ بے دل کے دل کی دھڑکن ہے۔ (دادو تحسین)

فرمایا جس کے پاپوش کی برابری نہ کریں۔ حتیٰ کہ میرا فضل عظیم ہے اس پر کہ آدم سے عیسیٰ تک سارے نبی جو اپنے منہ کا مجموعہ آب ٹھوکر کے پھینک دیں۔ وہ تھوک کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔

جملہ کہنے لگا ہوں شیعہ سُنی دوستو! اور آنے والی ساری مجالس اسی جملے کے تناظر میں ہی گردش کرتی رہیں گی۔ ایسا ہی ہے نہ۔ تھو، یہ پھینک دیا۔ یہی ہے نہ لعابِ دہن کی حقیقت۔ کہاں وہ پھینکا ہوا تھوک جس سے کراہت تو کی جاسکتی ہے۔ اس کی کوئی قیمت نہیں ڈالی جاسکتی۔

لیکن میرے حبیب کے لعابِ دہن میں قرآن سے لے کر اسمِ اعظم تک کی حقیقتیں چھپی ہوئی ہیں۔
(زوردار داد پر جوشِ نعرے)

قرآن سے لے کر اسمِ اعظم تک یہ میرے نبی کے لعابِ دہن میں پوشیدہ ہے۔
لعابِ محمد ہی موضوع رکھا ہے ناں۔

ہاں اور سنو! اور پانچ دن کے بعد پھر سوچنا کہ جس کا لعابِ عقولوں سے باہر ہے۔ (داد)
ایک فقرہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہہ دوں؟ کہہ دوں؟

پانچ دن کے بعد پھر فیصلہ کرنا کہ جس کے لعاب کا تعاقب کرتے کرتے، فکروں کے پرندے
بے پال و پر ہو جائیں۔ اس کے بارے میں کیا سوچا جاسکے گا؟ جس کو نبی یہ بات کہہ رہا ہو
يَا عَلِيُّ لَحْمُكَ لَحْمِي دَمُكَ دَمِي جِسْمُكَ جِسْمِي (زوردار داد و نعرے)
یہ لعابِ دہن ہے، علی لہو ہے، رسول کا۔ (داد)

وہ گوشت ہے رسول کا

وہ وہ بدن ہے رسول کا

وہ روح ہے رسول کی (زوردار داد و تحسین)

سامعینِ شیعہ سنی جو بھی بیٹھے ہیں لوحِ دل پہ لکھ لو، آج یہ بتانا ضروری ہے۔

لعابِ دہن کیلئے ہمارے پاس ترجمہ یہی ہے ناں تھوک۔ لیکن عربی زبان جو ہے وہ اُم
الائسنہ ہے۔ اس کی گہرائی اس کے اپنے دامن میں ہی چھپی رہتی ہے۔ اس کیلئے تین لفظ
استعمال ہوتے ہیں۔

رِسْق تھوک معنی میں بھی ہے۔ یعنی لعابِ دہن اور منہ سے جو رال نکلتی ہے۔ اس کیلئے لفظ
در حقیقت لعابِ دہن ہی ہے۔

ایک لفظ اور بھی ہے۔ بُزاق یا بُصاق اس کیلئے بھی یہی ہے تھوک ترجمہ ہمارے پاس۔

اور لعابِ دھن لعابِ فم وہ بھی تھوک۔ فرق ہے بڑا۔

بُزاق یا بُصاق وہاں بولا جاتا ہے۔ جہاں منہ کے پانی کی حقارت مقصود ہو۔ اور لعاب

وہاں بولا جاتا ہے۔ جہاں اس پانی کی تکریم مقصود ہو۔ (داد)

سر اٹھانا! بُزاق، بُصاق، دبیق یہ تحقیر کیلئے ہیں۔ اور لعاب تکریم کیلئے ہے، تو قیر کیلئے ہے۔

اب لغت کی طرف آئیے۔ تین لفظ آپ کو بتانے لگا ہوں اور جاؤ چار دانگ عالم پھر لو لغت تو

لغت ہی ہوتے ہیں۔ اُن کے نہ مذاہب ہوتے ہیں نہ مسالک ہوتے ہیں۔

دو مثالیں دے رہا ہوں جو شرف کی طرف جاتی ہیں۔

ایک مثال میں آپ کو بظاہر مستی نظر آئے گی لیکن حقیقت میں وہ بھی مستی ہے نہیں۔

سر اٹھا! پھولوں کا رس نچوڑ لو!

اُسے عربی میں کہتے ہیں لعابُ الاڑھار

لُعَابُ الشَّمْسِ سورج کی شعاعوں کو سورج کا لعاب کہا جاتا ہے۔

میں نے آج تک کوئی بھٹکا ہوا منٹلا بھی نہیں دیکھا جو سورج کو خاکی کہے۔ (پرزورداد)

جو میرے نبی کے پسینے کی بھیک کا ایک ذرہ ہے۔ اس کی نوری شعاعیں لعاب کہلاتی ہیں۔

جاؤ تحقیق کر لو، سورج کی شعاعوں کو لعاب الشمس۔

سانپ کے زہر کو بھی عربی میں کہتے ہیں۔ لُعَابُ الْحَيَّةِ سانپ کا لعاب۔

اور بظاہر آپ کی طبیعت میں کراہت ہوگی کہ زہر کو بھی لعاب کہتے ہیں۔ لیکن چونکہ سانپ کی

حقیقت کا جو ہر زہر ہے۔ (پرزورداد و تحسین)

سانپ کی حقیقت کا جو ہر زہر ہے اس کے بغیر وہ سانپ ہے ہی نہیں۔ پھر تو مینڈک ہے۔

اُسے سانپ بنانے والی چیز ہی زہر ہے۔ تو اُسے بھی عربی میں لعاب کہتے ہیں۔

پھولوں کا رس بھی لعاب

سورج کی کرنیں بھی لعاب

سانپ کا زہر بھی لعاب

تو اگر آپ تھوڑا سا غور کریں تو بات سمجھ میں آجائے گی۔ کسی بھی چیز کا جو ہر لعاب ہوتا ہے۔

اور جو کسی کے وجود پر دلیل ہے وہ لعاب ہوتا ہے۔ (داد و تحسین و نعرے)

سورج کی پہچان نہ ہوتی اگر شعاعیں نہ ہوتیں۔ شعاعیں خبر دیتی ہیں کہ سورج نکل آیا۔ سورج

کی کرنیں سورج کے وجود پر دلیل ہیں۔ جب تک شعاعیں موجود ہیں۔ سورج ہے۔ شعاعیں

غائب بچہ بھی سمجھ لے گا، سورج ڈوب گیا ہے۔

تو چودہ کے ساتھ بھی یہی کرشمہ ہے۔ یہ ایک طرف آفتاب تو حید کی شعاعیں بھی ہیں۔ مجھے

عباس کے علم کی قسم میری جگہ کوئی اور ہو تو پتہ نہیں کتنے ادھر ادھر سے سہارے لے کر وقت

بچائے۔ اپنے مضمون بچانے کی کوشش کرے۔ اور میں ایک ایک جملے میں حقیقت کی دنیا بند

کر کے تمہاری جھولی میں بھر کے آگے گزر جانا چاہتا ہوں۔

آفتاب تو حید کی شعاعیں ہیں یہ، جس طرح اس سورج کی شعاعیں دلیل ہیں اس سورج کے

وجود پر۔ چودہ دلیل ہیں اُس کے وجود پر۔ (زوردار داد و پر جوش نعرے)

سورج کی شعاعیں سورج نہیں ہوتیں لیکن سورج سے الگ بھی نہیں۔

چودہ خدا بھی نہیں خدا سے جدا بھی نہیں۔ (داد)

سورج شعاعوں کو خلق نہیں کرتا، شعاع سورج سے صادر ہوتی ہے۔ (زوردار داد، نعرہ)

سورج خلق نہیں کرتا شعاعوں کو، ہاں ہاں وقت پر شعاعیں سورج سے صادر ہوتی ہیں۔ اللہ

نے بھی چودہ کو غلط نہیں کیا۔ (زوردار داد)

اب کوئی جنے یا مرے میری بلا سے، میں نے تو حق کی آذان دینی تھی دے دی۔

یہ تو حید کے سورج سے صادر ہوئے ہیں۔

جب سورج افق پہ ظاہر ہوتا ہے۔ تو فوراً شعاعیں ساتھ نہیں ہوتیں۔ سورج کے اندر کہیں چھپی

ہوتی ہیں۔ گھڑی پہ دیکھ کے آٹھ منٹ اور چوبیس سیکنڈ کے بعد پہلی شعاع زمین پر آتی ہے۔

یعنی ایک وقت ہوتا ہے سورج ظاہر ہوتا ہے شعاعیں ظاہر نہیں ہوتیں۔ بس کوئی لمحہ تھا، اللہ تھا

چودہ ظاہر نہیں تھے۔ (زوردار داد و نعرے)

سورج ہوتا ہے، ظاہر ہوتا ہے۔ شعاعیں ظاہر نہیں ہوتیں۔ سورج کے اندر ہی کہیں چھپی ہوتی

ہیں۔ پس اللہ تو جب سے ہے، ظاہر ہے۔ لیکن چودہ کچھ وقت کے بعد۔

کیونکہ وقت ہے نہیں کہ بتاؤں، کتنے وقت کے بعد؟ (داد)

اور یہی میں منبروں سے بتا چکا ہوں امیر کائنات کا فرمان۔ جب سلمان نے پوچھا تھا کوئی

شے تو تھی نہیں آپ کہاں تھے۔

كُنَّا مَوْجُودِينَ فِي غَامِضِ عِلْمِ اللَّهِ.

ہم اللہ کے علم کی گہرائیوں میں رہتے تھے۔ یعنی اُن کا گہر علم الہی ہے۔ اُن کا مکان اللہ کا علم

(داد و تحسین)

ہے۔

(داد و تحسین)

اور پھر جب سورج ڈوبے شعاعیں فنا نہیں ہوتیں۔

جاگو غنفر تمہاری جھولی میں وہ فلسفہ ڈالنے لگا ہے، جو پچاس ساٹھ مدعیانِ علم بھی سردیواروں

سے ٹکرائے حل نہ کر پائیں۔

سراٹھاؤ فنا نہیں ہوتیں۔ سورج میں ہی ضم ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ لگی بھی سورج سے تھیں۔

(زوردار داد)

پھر ضم بھی سورج میں۔

اللہ بھی تیرے رسول سے کہہ رہا ہے۔

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ . وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ .

تبلیغ سے فارغ ہونے کے بعد جانشین بنادینا پھر مر نہ جانا۔ پھر رب کی طرف لوٹ آنا۔

(زوردار داد)

سراٹھاؤ۔۔۔ سراٹھاؤ۔۔۔ سورج میں ضم ہو جاتی ہیں۔ کیوں؟ کیوں؟

تاکہ اگلے دن جب سورج نکلے، ہم پھر سورج سے نکلیں۔۔۔۔۔ (زوردار داد)

عمریں گزار دی جائیں لیکن جب تک علم بانٹنے والا عطا نہ کرے یہ فلسفے سمجھ میں نہیں آتے۔ جو میں عوام کو سمجھانے چلا ہوں۔

سورج میں چھپی رہتی ہیں۔ پھر اگلے دن جب سورج ظاہر ہوتا ہے۔ شعاعیں پھر نکل آتی ہیں۔ پھر ضم ہو جاتی ہیں پھر نکل آتی ہیں۔ ایک بار نہیں بار بار، بار بار، ہزار بار لاکھ بار کروڑ بار۔

جب تک سورج ظاہر ہوتا رہے گا۔ شعاعیں کسی نہ کسی رنگ میں ظاہر ہوتی رہیں گی۔

کبھی پہلی شکل میں

کبھی اودی شکل میں

کبھی نارنجی شکل میں

کبھی سفید کرنوں کی صورت میں۔

اور یہی تو خیر ممکن کہہ رہا ہے۔

فَإِنَّا نَظْهَرُ فِي كُلِّ زَمَانٍ فِي صُورَةٍ مَّا شَاءَ الرَّحْمَنُ.

ہم ہر زمانے میں شکلیں بدل بدل کر ظاہر ہوتے رہیں گے۔ (زور داد و نعرے)

اللہ خود قرآن میں کہہ رہا ہے۔ افعسینا بالخلق الاول

کیا ہم مخلوق بنانا کے تھک گئے ہیں۔

اب دیکھیں! دس لاکھ آدم کی حدیث میں تمہیں منبر سے سنا چکا ہوں۔ کہ دس لاکھ آدم گزر چکے ہیں۔

حسین کا بابا کہہ رہا ہے۔ ہر دور میں

آدم نیا

نوح نیا

ابراہیم نیا

موسیٰ عیسیٰ نئے

ہم چودہ ویں۔ کیونکہ ہم آفتاب توحید کی شعاعیں ہیں۔ جب بھی توحید کا سورج ظاہر ہوگا۔ اس سے ہم صادر ہوں گے۔ (داد و تحسین)

کس کی شعاعیں ہیں؟ یہ آفتاب توحید کی۔ اور سورج کی شعاع کو عربی میں لعاب الشمس ہیں۔ میرے نبی کا لعاب اس لیے تو کرشمہ ہے کہ خود یہ لعاب ہے کبریائی کا۔ (زور داد و نعرے)

اور یہ تو ہر کوئی سنا دیتا ہے۔ کہ رسول جس گلی سے گزر جاتے، ہفتوں وہ گلی مہکتی رہتی وجہ یہی ہے کہ پھولوں کے رس کو بھی لعاب کہتے ہیں۔ یہ جو ہر ہے گل توحید کا۔ (زور داد و نعرے)

ذات واجب گواہ عام جو استعمال ہوتا رہا ہے میرے رسول کا لعاب دہن۔ دنیا اس کی حقیقت کو نہیں سمجھی۔

کوئی ڈاکٹر بھی ہو گا محفل میں نہیں تو کسی مرضی کے ڈاکٹر سے پوچھ لینا۔

اصل میں لعاب میں وہی تاثیر ہوتی ہے۔ جو آپ کے معدے میں غذا کی۔

گندی چیزیں کھانے والے کے لعاب دہن میں بدبو ہوتی ہے۔ کیونکہ معدے میں غذا صالح نہیں۔

اچھی غذا کھانے والے کا منہ معطر رہتا ہے۔

تیرے نبی کی غذا کیا ہے؟ جو خود کہتا ہے۔

أَبِئْتُ عِنْدَ رَبِّي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي

تم روزہ افطار کر لیا کرو میں نہیں کروں گا کیونکہ میری رات گزرتی ہے عرش پر۔ (دادو تحسین)

هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي

وہی مجھے کھلاتا بھی ہے۔ وہی مجھے پلاتا بھی ہے۔

اب اللہ جانے میں جنگل میں پڑھ رہا ہوں یا آبادی میں؟ سوچ کے بیمار میرے سامنے کتنے

ہیں؟ اور ماننے والے کتنے ہیں؟ جن کی ماؤں کے دودھ کا اثر ہے بے سوچ ماننا۔

اب عرش پر باورچی خانہ دکھاؤ! عرش پر اللہ نے جو بٹلر رکھے ہیں وہ دکھاؤ!

وہاں ایسی چیزیں نہیں۔ تو پھر کھلاتا کیا ہے؟

پینے کیلئے توحید کا جوہر

کھانے کیلئے علم الہی

سانس لینے کیلئے رحمانیت کی ہوائیں کیونکہ جس کے معدے میں رحمانیت ہو، کبریائی ہو،

توحید ہو اُس کا لعاب دہن کیسا ہونا چاہیے۔ (زوردار داد، پر جوش نعرے)

میں نے آپ کو اسی منبر پہ حقیقت محمدیہ والے نمسے میں ام المومنین حضرت عائشہ کا ایک قول

بتایا تھا۔ کہ بی بی کھتی ہیں جب بھی رسول آفتابہ لے کر بیت الخلاء میں جاتے دُخُلْتُ عَلٰی
اَثَرُهُ میں فوراً پیچھے جاتی لَمْ اَجِدْ فِيْهِ اِلَّا رَاحَةَ الْمِسْكِ مشک کے علاوہ کچھ نہیں
ہوتا تھا۔ (دادو تحسین)

یہاں تک سنایا تھا، رسول کا جواب بھی تمہیں سنایا تھا۔ لیکن آج دوسرے والا سُنا تا ہوں۔ اُس
دن اور سنایا تھا، جس کو یاد ہو۔ رسول نے دو جواب دیے تھے۔ اور میں نے ایک بتایا تھا۔ ایک
تو رسول نے یہ فرمایا تھا۔

يَا عَائِشَةُ اِنَّا مَعَشَرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَكُونُ مِنَّا مَا يَكُونُ مِنَ الْبَشَرِ.

ہم جو انبیاء کا گروہ ہیں، ہم میں وہ کوئی چیز نہیں بھی نہیں ہوتی جو بشر میں ہوتی ہے۔

(دادو تحسین و نعرے)

اب یہ گھروں میں جا کے سوچنا، لَا يَكُونُ مِنَّا مَا يَكُونُ مِنَ الْبَشَرِ جو جو چیز بشر سے ہوتی
ہے وہ ہم سے نہیں ہوتی۔

فلسفہ ہے، یہ والا جواب اُس دن نہیں بتایا تھا۔ اور آگے رسول نے کہا تھا۔

يَا عَائِشَةُ اِنَّا مَعَشَرَ الْاَنْبِيَاءِ تَنْبِثُ اَجْسَادُنَا عَلٰی رَوَاحِ الْجَنَّةِ

ہم جو انبیاء کا گروہ ہوتے ہیں۔ ہمارے بدن آکسیجن پہ نہیں پلتے، جنت کی ہواؤں پر پلتے
ہیں۔ ہمارے وہ بدن جو دنیا میں ہے۔ (دادو تحسین)

اب میں جملہ کہنے لگا ہوں اب اللہ جانے کس کے معدے کو رسول راس آرہا ہے۔ اور کس کو
نہیں آرہا۔ جملہ کہتا ہوں۔

ہمارے یہ ظاہر بدن جو دنیا میں ہیں۔ یہ جنت کی ہواؤں میں پلتے ہیں۔ ورنہ ہمارے جو حقیقی
بدن ہیں۔ ان کے سانسوں کے طفیل جنت پلتی ہے۔ (زوردار دادو نعرہ)

تو میں سوچتا یہ تھا کہ علی تو سورہا تھا، نظام کیسے چلا رہا تھا۔ آج اس کی سمجھ آئی۔
 آسمان حرکت ہی سانسوں سے کرتے ہیں۔ (زوردار داد، پر جوش نعرے)
 اور نظام جو ہے یہ گردش افلاک کے تحت چلتا ہے۔

آسمان جنبش میں آتے ہیں
 شمس و قمر کو گردش ملتی ہے
 شمس و قمر گردش کرتے ہیں

انجم و کواکب گردش میں آتے ہیں۔ اور یہیں سے نظام چلتا ہے۔

اور سوتے میں علی سانسیں تو لے رہے تھے۔ (داد و تحسین)

اب حلالی ہو کے اپنی امانت وصول کرنا۔ اور یہ بھی حدیث ہے رسول کی
 النَّوْمُ آخُ الْمَوْتِ. نیند اور موت بہن بھائی ہیں۔
 پوچھا گیا تھا سرکار موت کیسے آئے گی؟ فرمایا

تَمُوتُونَ كَمَا تَنَامُونَ وَتُبْعَثُونَ كَمَا تَسْتَيْقِظُونَ

جیسے سو جاتے ہونا، ایسے مر جاؤ گے۔ فرق اتنا ہوتا ہے نیند چھوٹی موت ہے۔ اور موت لمبی
 نیند ہے۔ (داد و تحسین)

وَتُبْعَثُونَ كَمَا تَسْتَيْقِظُونَ

اور قبروں سے اٹھ کھڑے ہو گے تم جیسے جاگ جاتے ہو۔ (داد و تحسین)

یعنی نیند اور موت برابر۔ تو جن کی نیند نظام عالم چلائے۔ (داد و تحسین)

اللہ جانے اُن کی بیداری کیا ہوگی؟

ہاں میں کچھ کچھ جانتا ہوں، سب کچھ نہیں کچھ کچھ جانتا ہوں۔ ان کی بیداری کیا ہے؟

لیکن آج تمہیں بتا نہیں رہا۔ کبھی مولانا نے چاہا تو بتا بھی دوں گا۔

اور ایک اور چیلنج کر رہا ہوں، یہ چیلنج میرا تاریخ اسلام کو نہیں ہے تاریخ آدم کو ہے۔

دیکھو! حقارت کی مثال دی جاتی ہے میں فلاں بندے کو تھوک کے برابر بھی نہیں جانتا۔

آؤ کہیں چودہ کے کلام میں یہ تمثیل دکھاؤ۔ (زوردار داد)

اللہ جانے میں نے کیا کہا؟

یعنی یہ تو ملے گا، یہ جملہ ملے گا۔

مولا کے ہاتھ میں ٹوٹا ہوا جوتا تھا۔ جو کو اتنے پیوند لگے ہوئے تھے کہ اب جگہ بھی نہیں تھی۔

اُلٹ پلٹ کے دیکھ رہے ہیں کہ اب تو یہ پیوند کے قابل بھی نہیں ہے۔ اتنے میں عبد اللہ بن عباس آیا۔

يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا قِيَمَتُهَا اے عباس کے بیٹے اس جوتے کی کیا قیمت ہے۔

يَا مَوْلَى لَا قِيَمَةَ لَهَا اس کی تو کوئی قیمت نہیں، یہ تو مفت میں بھی کوئی نہیں لے گا۔

وَالَّذِي نَفْسُ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ بِيَدِهِ خَلَّافَتُكُمْ أَرْهَدُ عِنْدِي مِنْ شَيْعَةِ هَذَا
التَّعَلُّ.

مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہء اختیار میں علی کی زندگی ہے۔ تمہاری اس خلافت کی قیمت میری نظر میں اس جوتی کے تسمے جتنی بھی نہیں۔ (پرزوردادو پر جوش نعرے)

---حقیر ترین، ذلیل ترین، پست ترین یہ تین معنی ہیں۔۔۔۔۔ کے۔۔۔۔۔ من

شِيعَ هَذَا لِنَعْلٍ۔ اس ٹوٹے ہوئے تسمے سے بھی پست ترین ہے، یہ کہا۔

نہج البلاغہ میں خطبہ۔۔۔۔۔ میں فرمایا

دُنْيَاكُمْ هَذِهِ أَزْهَدُ عِنْدِي مِنْ أَطْلَقْتَ أَنْزِلْ

تمہاری یہ دنیا۔۔۔۔۔ دنیا سے رشتہ اپنائے دنیا کا ہوتا ہے۔ یہ اپنائے دنیا نہیں۔ دنیا سے پہلے کے لوگ ہیں۔ فرمایا

تمہاری یہ دنیا میری نظر میں جب بھیڑ کو نزلہ لگا ہوا ہو۔ اور وہ چھینک مارتی ہے۔ اور اس کی ناک سے غلیظ پانی نکلتا ہے۔ میری نظر میں اس پوری دنیا کی قیمت بھیڑ کی اس چھینک والے پانی سے بھی حقیر ترین ہے۔ (پرزور داد، پر جوش نعرے)

یعنی کتنی انتہا ہے حقارت کی۔

یعنی بھیڑ جب اچھوں کرے اور اس کی ناک سے جو پانی نکلے، کتنی کراہت آتی ہے؟ کتنا بے قیمت اور رازاں ہے وہ پانی۔

علی فرماتے ہیں پوری اس دنیا کی قیمت علی کی نظر میں۔۔۔۔۔۔۔ (داد)

ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ میں جانتا نہیں کہ کس کا کلیجہ پُچر سے پھٹے گا ابھی اور کس کے چہرے پہ ابھی گلاب کھل جائیں گے۔

یہ دنیا بھی کوئی عام چیز تو ہے نہیں۔

میں نے سلیمان بن داؤد جیسے نبی کو دیکھا

رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ

پالنے والے مجھے ایسی حکومت عطا کر دے، میرے بعد کسی کو نہ ملے۔

جس چیز کیلئے ایک نبی۔۔۔۔۔۔۔ (پرزور داد و نعرہ)

ایک نبی گزر گزرا کر، التجا کر کے اللہ سے جو چیز مانگ رہا ہے، علی کہہ رہا ہے۔

میری نظر میں بھیڑ کی ناک کے پانی سے بھی ذلیل ترین ہے۔

او! جس علی کے تصور کی برابری نبی نہ کریں۔ اس کی حقیقت کی برابری بازاری ماؤں کے بیٹے

کیا کریں گے۔
(پر زور داد پر جوش نعرے)

یعنی جتنی حقارتیں یہ دکھا رہے ہیں۔

اب یہ دیکھیں اس دنیا میں، زمین کی بات نہیں۔

حالانکہ سلیمان بن داؤد نے زمین کی حکومت مانگی تھی علی پوری دنیا کی بات کر رہا ہے۔ (داد)

ایک جملہ ہے

ایک تحفہ ہے

ایک نعمت ہے

ایک دولتِ باقیہ ہے جو حلالیوں کی جھولی میں ڈال رہا ہوں۔

آؤ دنیا کی حد قرآن سے پوچھتے ہیں۔

إِنَّا زَيْنَا السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ.

اللہ فرماتا ہے ہم نے دنیا والے آسمان کو سورج، چاند، ستاروں سے سجا دیا۔ یعنی چاند سورج

(زور داد)

ستاروں تک ہے یہ دنیا۔

یہ دنیا ہے۔ علی شمس و قمر کو بھی نظر میں رکھ کر

انجم و کواکب کو بھی نگاہ میں رکھ کر

ثوابت و کہکشاں کو بھی مد نظر رکھ رہا ہے کہ ان سب کی قیمت میری نظر میں بھیڑ کی چھینک

سے زیادہ نہیں۔

اب بھیڑ کے پانی کی ہمارے نزدیک کوئی اہمیت ہے۔

(داد و تحسین)

ڈڑے سے لے کر نور تک علی کی نظر میں یہ قیمت ہے۔

سراٹھانا ہے تحفہ اگر حلال زادے سمجھ سکیں۔

اور حسین کیلئے ایک جملہ استعمال کیا جا رہا ہے۔

نِعْمَةُ اَنْعَمَ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْنَا.

(زوردار داد)

حسین وہ نعمت ہے جو اللہ نے ہمیں عطا کر دی۔

ذّرے سے لے کر آفتاب تک

مُشتِ خاک سے عالمِ کبکشاں تک، علی کی نظر میں بھیڑ کے پانی سے بھی پست ترین۔

اور حسین کو کہہ رہا ہے "نعمت"۔

اور پھر حسین کی قیمت اگر سوچ سکتے ہو تو سوچو۔

(داد)

سوچنا علی کی قیمت کیا ہوگی؟

تھوڑا سا اندازہ میں یوں بتاتا ہوں۔ اب مثال کے طور پر کہتے ہیں یہ کہ فلاں بندے کی

جاندا کتنی ہوگی؟ ارے میاں پانچ کروڑ کی تو انگوٹھی پہنی ہوئی ہے اُس نے۔ ہوتا ہے ناں۔

اور میں تمہیں تھوڑا سا اندازے کا راستہ بتاتا ہوں۔

(زوردار ابو)

جس کی نیند کی قیمت اللہ کی رضا ہو۔

اس علی کی اپنی قیمت کیا ہو سکتی ہے۔

تو بس ختم ہو گئی آج کی بات۔

یہ حقارتوں کی مثالیں ہیں۔ لیکن چودہ کے ہاں یہ کبھی نہیں ملے گا۔ کہ اُنہوں نے کہا ہو، کہ فلاں

چیز کو ہم لعابِ دہن سے بھی پست سمجھتے ہیں۔ کیونکہ کائنات پست ہے اُن کے سامنے۔ اُن کا

(زوردار داد)

لعاب جو ہر کبریائی ہے۔

اس لیے معصومین کے کلام میں لعاب کے حوالے سے عظمت تو نظر آئے گی۔ چونکہ ہم پست

لوگ ہیں، ہمارا لعاب بھی پست۔ اور یہ اتنے بلند ہیں۔

میرے مولیٰ امیر کے اپنے خطبہ غدیریہ میں یہ جملے ہیں۔

(داد) **عَلَاهُمْ بِتَعْلِيْقِهِ** اللہ نے ال محمد کو بلند کیا اپنی بلندی جتنا۔

عَلَاهُمْ بِتَعْلِيْقِهِ بلند کیا ان کو اللہ نے اپنی بلندی جتنا۔

وَسَمَاءِ بِهِمْ اِلٰی رُتْبَتِهِ

اور انہیں رفعت دی اپنے رتبے جتنی۔ (پر زور داد)

بس جو اللہ کا رتبہ ہے

جو رتبہ الہی ہے

وہی ال محمد کی بلندی ہے۔

وہی ال محمد کی رفعت ہے

اس لیے اپنے لعاب کے حوالے سے عظمتوں کی بات تو کرتے ہیں۔ پستیوں کی نہیں کرتے۔

درود پڑھ لوٹ کر با آواز بلند

خوش رہو، آباد رہو۔ اللہ آپ کی حاضری منظور کرے۔ اور یہ بھی حقیقتِ قاہرہ ہے۔ جو شام

سے آتی ہے وہ نہ ہم سے موضوع سننے آتی ہے نہ اُسے ہماری خطابتوں سے کوئی غرض نہ

ہمارے علم سے کوئی لینا دینا۔

وہ پر سے کیلئے آتی ہے۔ بس زیادہ نہیں آپ کے تصور سے بھی بہت پہلے میں منبر خالی کرنے

لگا ہوں۔ بس ذہن میں صرف یہی رکھ لو کہ علی کی بیٹی کی حسرت صرف آنسو ہیں۔

تو پھر نہ روایت کی ضرورت ہے نہ پڑھنے والوں کی حاجت ہے۔ اور ذاتِ واجب گواہ ہے ہم

آج آئے۔ چوبیس گھنٹوں بعد پھر جمع ہوں گے۔ پڑھنے والے بھی سننے والے بھی۔ لیکن علی

کی بیٹی پانچ راتوں کیلئے یہیں رہے گی۔ اور عزا خانے کے دروازے بند ہو جائیں گے۔

ساری رات اس عز خانے میں پھرتی رہے گی۔ (بلا تیشیہ) ماں کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر دکھائے گی۔
 اُٹناں فلاں عز ادا رہاں رو رہا تھا۔ اُٹناں فلاں عز ادا رہاں بیٹھا رو رہا تھا۔ وہ اونچے نیچے
 کرنے والا یہاں بیٹھا تھا۔

اور جگہ دکھاتے دکھاتے ماں سے ایک سوال کرتی ہے۔ بتول کا ہاتھ پہلو سے اُٹھ جاتا ہے۔
 بلا تیشیہ۔ زمین میں زلزلہ آ جاتا ہے۔ سوال کیا کرتی ہے؟ اُٹناں یہ چیخیں مار مار کے رو رہے
 تھے، انہیں تو پتھر کسی نے نہیں مارے، ان پر تو سنگ باری نہیں ہوئی۔

بی بی کہتی ہے زنب! یہ کوئی گناہ تو نہیں کر رہے تھے۔ تیرے مظلوم بھائی کو رو رہے تھے۔
 بلا تیشیہ۔ چادرِ تطہیر سر سے اُٹھا کر کہتی ہے۔ اگر تیرے حسین پر رونا جرم نہیں، میرا سر زخمی کیوں
 ہے۔ میں نے تو یہاں حسین کا نام لیا

کہیں سنگ باری ہوئی

کہیں کھولتا ہوا پانی آیا

کہیں آگ کے شعلے بر سے۔۔۔۔۔ (مجلس ختم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ فرقان سے ایک آیت پیش نظر ہے میرے ویسے تو اس آیت پر مغلوپورے میں پورا عشرہ پڑھا ہے میں نے۔ لیکن وہ اور حوالے سے تھا۔ اور یہ گفتگو لعاب محمد پہ ہو رہی ہے۔ بس وہ آیت اور اس کا ترجمہ ورق دل پہ لکھیے اور میں اپنے مقصد کی طرف بڑھتا ہوں۔

اپنے مقاصد کے ترجمان سے اللہ کہہ رہا ہے۔ اور ذہن میں یہ رکھنا۔ کہ جب مخلوق سے کہتا ہے تو یہ کہتا ہے کیا تم نے زمین کو نہیں دیکھا۔ کبھی کہتا ہے کہ تم نے آسمان کی طرف نہیں دیکھا کبھی کہتا ہے کہ تم نہ فلاں مخلوق کو نہیں دیکھا۔ تم نے گردش لیل و نہار کو نہیں دیکھا تم نے روشن شمس و قمر کو نہیں دیکھا۔

لیکن رسول سے کہہ رہا ہے: **الْم تَرٰ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَظْل و لَوْ شَاءَ لَجْعَلَ مٰکِنًا و جَعَلْنَا الشَّمْسُ عَلَیْهِ دَلِیْلًا**۔

تو نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا۔ اللہ جانے کس بصارت کی مالک ہے یہ ہستی؟ کیا تو نے اپنے پروردگار کی طرف نہیں دیکھا۔ کیا تو نے اپنے رب کو نہیں دیکھا کہ اس نے ظل (سائے) کو پھیلا کیسے؟ سائنسدانوں کو پچاس سال بھی نہیں ہوئے کہ ان پر منکشف ہوا کہ سایہ بھی وزن رکھتا ہے۔
(زوردار داد)

اور تیرہ سو سال پہلے میرے سید الساجدین نے یہ کہا۔ تسبیح کے لائق ہے تو سائے کا وزن بھی جانتا ہے
(داد و نعرے)

بہر حال یہ جملہ معترضہ تھا۔ اور موضوع دوسرا ہے پھر کبھی بتاؤں گا۔ کہ میں سائے کے وزن کی بات میرے امام نے کی ہے وہ کس کا سایہ ہے۔
(داد و تحسین)

ہاں سر اٹھانا، کیا تو نے اپنے پرورگار کی طرف نہیں دیکھا کہ اس نے سائے کو کس طرح پھیلایا۔ اور اگر وہ چاہتا تو وہ سائے کو ساکن رکھتا۔

اب پھر دوہراتا ہوں۔ اور کوشش میری یہ ہے کہ میرے سامعین خود نتیجے تک پہنچیں۔ دودفعہ واحد کے صیغے میں بات کر رہا ہے۔ کیا تو نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا کہ اس نے سائے کو کیسے پھیلایا؟ اور اگر وہ چاہتا تو سایہ ساکن رہتا آگے کہتا ہے۔ (زوردار داد)

اور ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا۔ نہیں نہیں میرے سامنے آئیں صاحبان علم، دعوے دارانِ علم کوئی غیر مسلم انگلی اٹھا سکتا ہے۔ قرآن پر کہ یہ کیسی فصاحت ہے؟ قرآن کی سلاست کو داغدار کر کے اسلام کا ٹھٹھا اڑا دیا میری انگلی پکڑو آؤ میں تمہیں کسی کے دروازے پر لے چلوں کیوں کہہ رہا ہے ہم نے سورج کو دلیل بنایا۔ تو کوئی خطیب ازل کہتا ہوا ملے گا اللہ کی قسم سورج کو نور دینے والا میں علی ابن طالب ہوں۔ (زوردار داد)

کیسے اس نے نے ظل کو سائے کو پھیلایا۔ تو بس اس کو ذہن میں رکھنا اور یہ نہ بھلانا اس سے لعاب نکلے گا (داد و تحسین)

جانتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ اب جان لو انسانی بدن میں لعاب جیسی مطہر طاہر بستے ہیں یا نہیں۔ یہ جو لعاب ہے انسان کے منہ کا لعاب اس سے زیادہ پاکیزہ شے انسانی بدن میں نہیں یہ زبان کا فطری غسل ہے (داد و تحسین)

ہاں ہاں سر اٹھاؤ سر اٹھاؤ زبان کا فر کی بھی نجس نہیں ہے۔ زبان مشرک کی بھی نجس نہیں ہے۔ قرآن کہتا ہے، مشرک ناپاک ہے۔ لیکن زبان اس کی بھی پاک دلیل دوں یہاں کوئی آجائے میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں تو کلمہ پڑھاؤ گے (اگر زبان نجس ہے تو اللہ کا نام کیسے لے رہا ہے (داد و تحسین)

یہ زبان کا جبلی فطری غسل ہے جھوٹ بولا زبان ناپاک ہوگئی لعاب نے غسل دے کر طاہر کر دی۔
(دادو تحسین)

ہاں یہ غسل ہے قدرت کی طرف سے زبان اتنی پاک ہوگی یعنی مشرک کی بھی پاک۔ مومن کی کتنی پاک ہوگی پھر لسان اللہ کتنی پاک ہوگی۔
(دادو نعرہ)

پھر لعاب محمد وہ کتنا طاہر ہوگا کہ میں نے اسے اب جو یہاں ہیں سردار صاحبان سے میرا وعدہ ہے وہ زیادہ سے زیادہ 30 سیکنڈ کے بعد یہاں نہیں رہنے والے، وہ عرش بہت پیچھے رہ جائے گا۔ وہ روحانی طور پر اس سے بھی آگے نکل جائیں گے۔ اور جو سرے سے یہاں ہی نہیں۔ ان کے ساتھ میری گفتگو ہی نہیں۔ سر اٹھانا کتنا طاہر طیب ہوگا۔ لعاب محمدی کہ میں نے اس لعاب کو عین اللہ کا سرمد بننے دیکھا ہے۔ (زور داد داد)

غلط کہا میں نے غلط کہا کس کا لقب ہے عین اللہ تیرے خیر شکن کا۔ خیر شکن کی آنکھ میں میں نے میدان خیر میں یہاں (آنکھ پہ اشارہ) لگا تھا یا نہیں اور یہاں میں ایک غلط فہمی دور کر دوں میں نے بڑوں بڑوں سے سنا آشوب چشم کا کہ جب عین اللہ بھی خرابی سے نہ بچ سکی۔
(دادو تحسین)

اگر عین اللہ بھی دکھنے آسکتی ہے تو پھر باقی آنکھوں کی حقیقت کیا ہے۔ کوئی آشوب نہیں، پتہ نہ ہو سکے تو کسی پتے والے سے پوچھ لیا کرتے ہیں۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے فاسئل بہ خبیرا پوچھ لیا کرو اس سے جسے خبر ہے۔ علی تھا مدینہ جنگ لڑی جا رہی تھی خیر ۳۹ دن اسلام کی فوجوں میں بھگدڑ دیکھ کر فرط غیرت سے عین اللہ کی آنکھیں لال ہو گئیں۔ (دادو نعرے)
فرط غیرت سے غیرت اللہ کی آنکھوں میں سرخی سٹ آئی۔ سرخی سٹ آئی۔ (نعرے)
ایک اہلسنت عالم نے لکھا ہے۔ آج سے ساڑھے آٹھ سو سال پہلے انہوں نے کہا ہے جب

آنکھیں دکھنے آئیں

آشوب چشم انتہا سے گزر جائے۔

اور آنکھیں اتنی خراب ہو جائیں کہ کچھ دکھائی نہ دے اور درد سے ابلی پڑ رہی ہوں۔

کوئی دوا کام نہ کرے

یہ سنی عالم لکھ رہے ہیں۔ ذمہ داری سے منبر پہ کھڑا رہا ہوں تو جو مجرب دم ہے۔ وہ پڑھو ٹھیک ہو

جائیں گی۔

کہا کہ سرمہ لگاؤ سلائی کے ساتھ اور اس پہ یہ دم پڑھو ایک ایک سلائی لگائی آنکھیں ٹھیک۔

بھی کیا پڑھیں؟

اِذَا مَا مُقَلَّتِي رَمَدَتْ فَكَحَّلِي تَرَابَ مَسِّ نَعْلِي ابْنِ أَبِي طَالِبٍ

جب میری آنکھ دکھتی ہے تو سرمہ بناتا ہوں اس تراب کو اس مٹی کو جو ابوتراب کی جوتیوں کو

چھولتی ہے۔ (نعرہ)

جس کی جوتیوں کو چھولنے والی خاک کا ذکر آنکھ کی خرابی دور کرنے اس کی اپنی آنکھ خراب ہو

جائیں گی؟ (نعرے)

سُرخ تھیں۔ وہ پورے جلال سے کیونکہ اللہ کے دوسرے جلال کا نام علی ہے۔

پھر بھی مازاغ البصر کی نظر پڑی یا علی آنکھوں میں سرخی؟

سرکار کیوں نہ ہو۔ ہو کیا رہا ہے؟ دو دو ٹکے کی یہود نہیں فسیلوں سے جھانک کر اسلام کے

خلاف تالیاں پیٹ رہی ہیں۔ آنکھیں سُرخ نہ ہوں تو کیا کروں۔

اچھا ادھر آ۔ میرے زانوں پہ سر رکھ۔ بلاشبہ انگشت شہادت سے لعاب لگایا۔ (دادو تحسین)

تھوڑا سا ادھر (ایک آنکھ کی طرف اشارہ) تھوڑا سا ادھر (دوسری آنکھ کی طرف اشارہ) سرخی

غائب۔

نام نہیں لیتا ایک عالم نما جاہل نے مجھ سے کچھ کہا تھا۔

اُس نے کہا روٹی نہ کھو کھانا کہہ لو۔

کھانا نہ کھو طعام کہہ لو

ہے تو روٹی ہی ناں۔

تھوک لگایا علی کی آنکھوں میں یہ عزت تو نہیں۔

میں نہ کہا جاہل تھوک ہی سہی لیکن مصرف دیکھ۔ کبھی نفرت سے کسی کے منہ پہ تھوکتے ہیں۔

اور اسی لعاب سے قرآن کا ورق اُلتتے ہیں۔ (پر زور داد، نعرے)

ایسے ہی ہے ناں قرآن کا ورق اُلتنا، لعاب سے

میں نے کہا باقی جہاں بھی لعاب رسالت گرا یوں گرا (نیچے کی طرف منہ کر کے کہا) تاریخ کو

چیلنج کر رہا ہوں ہر جگہ یوں گرتا رہا (نیچے کی طرف منہ کر کے آرام سے تھوکا)

علی کے لیے یوں (اشارہ کیا لعاب نکال کر آنکھ پر لگانے کا)

بتا دیا اس میں اور کائنات میں اتنا فرق ہے جتنا قرآن مین اور فرش میں ہوتا ہے۔

(زور دار داد اور نعرے)

تو یہ سب سے بڑا مصرف ہے اور کمال ہے لعاب محمد کا جو عین اللہ کا سرمد ہو۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے حافظہ ہی تو میری میراث ہے۔ ملک غلام عباس نے لعاب محمد عنوان

رکھا، حالانکہ اُس نے مجھے بتایا نہیں منہ پہ بیٹھا ہے۔ لیکن جو میں کہہ رہا ہوں یہ یقیناً اس کی

تردید نہیں کر پائے گا۔

تو میں نے سوچا کہ آخر اس نے لعاب محمد عنوان کیسے رکھا؟ آخر تحریک ہوتی ہے ہر چیز کے

پچھے آخر تحریک کیا ہوئی؟ فوراً مجھے یاد آیا کہ یہ بھی میرے ایک جملے کی وجہ سے رکھا۔
اسی منبر پہ حقیقت محمد کے دوران میں نے جملہ پڑھا تھا۔ اہلسنت کے بہت بڑے مفسر علامہ
اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں انہوں نے لکھا میں جلدی جلدی جملہ آپ کو یاد دلاتا ہوں جو
نہیں ہیں اُن کے لیے نیا ہوگا۔ جو سن چکے ہیں اُن کے لیے قد کر رہے۔

انہوں نے رسول کے ظاہر بدن پہ بات کی ہے کہ رسول کا ظاہری بدن اللہ نے کیسے بنایا۔
فَرَمَا إِنْ اللَّهَ خَلَقَ مُحَمَّدًا فَجَعَلَ رَأْسَهُ مِنَ الْبُرُكَةِ وَعَيْنِيهِ مِنَ الْحَيَاءِ وَأُذُنِيهِ
مِنَ الْعِبْرَةِ وَلِسَانَهُ مِنَ الذِّكْرِ وَشَفْتِيهِ مِنَ التَّسْبِيحِ وَوَجْهَهُ مِنَ الرِّضَاءِ وَصَلْوَتَهُ
مِنَ الْإِخْلَاصِ وَشَعْرَتَهُ مِنَ النَّبَاتِ الْجَنَّةِ وَرِيقَهُ مِنْ غَسَلِ الْجَنَّةِ .

کہ اللہ نے جب اپنے محبوب کا بدن بنانا چاہا

برکت کا جو ہر نکال رسول کا سر بن گیا

حیاء کا عرق نچوڑ رسول کی آنکھیں بنیں

حقیقت عبرت سے رسول کے کان بنے

ذکر کی روح نکالی رسول کی زبان بنی

شفیقین میں تسبیح حقیقت تسبیح سے رسول کے لب تراشے

وَوَجْهَهُ مِنَ الرِّضَاءِ اِپنی رضا کا جو ہر نکال رسول کا چہرہ بنا

وَصَلْوَتُهُ مِنَ الْإِخْلَاصِ اخلاص سے رسول کا سینہ بنایا ہے

وَشَعْرَتُهُ مِنْ نَبَاتِ الْجَنَّةِ جنت کے نباتات کا عطر نکالا کے گیسو بنائے۔

وَرِيقُهُ مِنْ غَسَلِ الْجَنَّةِ جنت کے شہد کے جوہر سے رسول کا لعاب دہن بنایا۔ (داد)

اور یقیناً اسی کی ہی وجہ سے اسے تحریک ملی کہ ختمہ ہی لعاب پہ پڑھواؤں تو اگر تحریک غائب

اشارے نے دے دی ہے تو پھر بات تو آگے کی کرنے چاہیے ناں۔

یہ علامہ اسماعیل حقی تھے۔ اب ایک شیعہ عالم کی بات سنا تا ہوں تمہیں وہ کہتے ہیں اسماعیل حقی تم نے موتی پروئے خوبصورت بات کی لیکن ہمارے حلق سے اُتری نہیں (دار)

لَوْ مُسْلِمٌ أَنَّ رَيْقَهُ مِنْ عَسَلِ الْجَنَّةِ سَلِمَتْ أَنْ يَكُونَ الْعَسَلُ قَبْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا خِلَافُ الصُّرُورِيَّاتِ مِنَ الَّذِينَ كَمَا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَخَذَ ظِلَّ مُسْحَمِدٍ آيَتِ ظِلِّ يَادِیْ بَہُولِ تو نہیں گئے ناں میں نے کہا تھا ضرورت پیش آئے گی۔ کہا تو نے اپنے رب کی طرف دیکھا اس نے سایہ کس طرح پھیلایا۔

كَمَا أَخَذَ ظِلَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَدَّةُ تَارَةِ فِي صُورَةِ الْعَرْشِ وَتَارِقَةِ فِي صُورَةِ الْأَفْلَاقِ وَيَمُدُّهُ فِي جَنَّةٍ فِي صُورَةِ ظِلِّ مَمْدُودٍ وَكَمَا أَنَّ مِنْ أَنْفَاسِهِ خَلَقَ أَرْوَاحَ الْأَنْبِيَاءِ كَذَا خَلَقَ أَجْسَادَهُمْ مِنْ عَرَقِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَذَا خَلَقَ مِنْ لُعَابِ رَسُولِ اللَّهِ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ اور پہلے یہ بتا دوں تو ت خرید ہوگی تو یہ چیز آج دے دوں گا ورنہ پھر کل وَغُيُونَهَا خَلَقَ أَنْهَارَ الدُّنْيَا مِنْ بُخَارَاتِ ذَلِكَ الْمَاءِ وَلَمَّا كَانَ الْمَاءُ حَيَاتٍ كُلِّ ذِي نَفْسٍ فِي الدُّنْيَا فَلِذَا يُصَلِّي عَلَيْهِ الشَّارِبُ عَنْهُ شَرِبَ الْمَاءَ. (نعرہ)

وہ کہتے ہیں یہ بات اگر تسلیم کر لی جائے۔ کہ سرکار کالعب جنت کے شہد سے بنا تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ جنت اور اس کا شہد محمد سے پہلے تھے۔ (زوردار وار)

بھی جو شے جس سے بنتی ہے۔ وہ شے پہلے ہوتی ہے۔ آدم مٹی سے مٹی پہلے تھی۔ جن آگ سے آگ پہلے تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے رسول کا لعب جنت کے شہد سے ہے۔ تو پھر یہ شہد پہلے ہے۔ اگر یہ شہد پہلے ہے تو جنت میں ہے جنت پہلے ہے۔ اور کہتے ہیں تہتر فرقہ

مانتا ہے۔ کچھ نہیں تھا۔ یہ تھا۔ (زوردار داد)

اگر مانا جائے۔ یہ بات عقل میں آتی ہے ناں اگر جنت کے شہد سے ہے تو پھر یہ شہد پہلے ہوگا۔ تو شہد ہے جنت میں پھر جنت پہلے ہوگی۔ وہ کہتے ہیں هَذَا خِلَافُ الضَّرُورِيَّاتِ مِنَ الدِّينِ یہ ضروریات دین کے خلاف ہے (داد و تحسین)

وہ کہتے ہیں بس ایسا ہی ہے۔ توجہ

كَمَا أَخَذَ ظِلُّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَدَّةً فِي تَارَةِ صُورَةِ الْعَرْشِ وَتَارَةِ فِي صُورَةِ الْأَفْلَاقِ وَيَمُدُّهُ فِي جَنَّةٍ فِي صُورَةِ ظِلِّ مُنْذُودٍ۔

وہ کہتے ہیں جس طرح اللہ نے وہ کہتے ہیں اور یہ باتیں علی والے ہی کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے باب مدینہ العلم سے علم کیا ہو۔ وہ کہتے ہیں زمانہ حیران ہے کہ رسول خود تو ہے۔ اس کا سایہ کہاں گیا۔ وہ کہتے ہیں آؤ میں بتاتا ہوں کہاں گیا۔ (داد و تحسین)

وہ کہتے ہیں چونکہ اللہ کبہر رہا ہے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ یہ عالمین کیلئے رحمت ہیں۔

اللہ نے اپنے حبیب کا سایہ لے لیا اور اُسے پھیلا دیا

(زوردار داد) کہیں عرش کی صورت میں

کہیں آسمان کی صورت میں

اور سورۃ واقعہ میں اللہ کبہر رہا ہے

وَاصْطَبُ الْيَمِينِ مَا اصْطَبُ الْيَمِينِ ۝ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ۝ وَظِلِّ مُنْذُودٍ ۝

کہ اپنی جانب والے اصحاب یعنی جنتی یہ گھنٹی گھنٹی بیریاں تہہ در تہہ اور پھر پھیلے ہوئے سائے کی پناہ میں ہو گئے۔ (داد و تحسین)

وہ کہتے ہیں سایہ ایک ہے اور پوری جنت پر پھیلا ہوا ہے۔ کہتے ہیں وہی تو میرے نبی کا سایہ ہے۔ (دادو تحسین)

جس طرح اللہ نے اس کا سایہ پھیلا یا میں ایک کلیہ بیان کرتا ہوں۔ علماء الہیین، علم الہیات والے علماء ان کے ہاں یہ مسلمہ کلیہ ہے۔

إِنَّ الْوَاحِدَ لَا يَصُدُّ مِنْهُ إِلَّا الْوَاحِدُ

واحد ہوتا ہی وہی ہے جس سے واحد شے صادر ہو۔ (دادو تحسین)

اب میرے سامنے جوشیعہ سنی بیٹھے ہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں اللہ واحد ہے کہ نہیں، تو اس سے بھی ایک حقیقت واحدہ صادر ہوئی ہے۔ (دادو تحسین)

اور اس کے مختلف نام ہیں کبھی یہی شے صادر اول کہلاتی ہے، کبھی ارادہ کہلاتی ہے، ازل الازال کہلاتی ہے، کبھی مشیت کہلاتی ہے، کبھی فضل اللہ کہلاتی ہے۔ کہیں حقیقت محمدیہ کہلاتی ہے۔ (دادو تحسین)

تو بس اُس نے بھی حقیقت محمدیہ کو اپنے سے صادر کیا اور آگے کائنات کی ہر اچھی شے اُسے کے ذریعے بنانا گیا۔

کبھی اسے پسینہ دلا کے نبی بنا دیے۔

جاگتے رہنا کبھی نظر غیرت سے دیکھا ذوالجلال نے دوسرے ذوالجلال کو۔ (دادو تحسین)

اب اللہ جانے میں جنگل میں ہوں یا آبادی میں میرا خطاب اپنوں سے ہے بیگانوں سے میں کچھ نہیں جانتا۔

ذوالجلال نے دوسرے ذوالجلال کو۔

چلو آسان کردوں ذوالجلال نے اپنے جلال کو دیکھا۔ (دادو تحسین)

سراٹھا جانے نہیں دوں گا ایسے ارے جو قطرہ ہے پسینے سے ہے نطفے سے نہیں۔
اُوئے نطفہ حرام علی تو لہو ہے محمد کا۔

جب پسینے کے کرشمے یہ ہیں۔

علی سے لیکر قائم تک سارے خون ہیں محمد کا انہیں کیا اور کیسا ہونا چاہیے۔
سانس نے نبیوں کے ارواح خلق کر دیے۔

میرے حبیب ذرا اپنے خُدا روں کا خیال کر کے مسکرا تو دے۔
کیوں میرے مالک؟

میں نے جنت بنائی ہے۔
تیرے تبسم سے جنت بنائی ہے۔

اچھا محبوب ذرا اپنے دشمنوں کا خیال کر کے غصے میں تو آتا کہ میں جہنم بناؤں۔

(زوردار داد)

اسی ایک حقیقت کو اس طرح استعمال کر رہا ہے۔

تو وہ فرماتے ہیں اس طرح استعمال کرتے کرتے یہاں پہنچا۔

جنت کے شہد سے اس کا لعاب نہیں بنایا یہ خود پہلے تھا۔

اپنی حقیقتوں کے ساتھ

اپنی ذات کے ساتھ

اپنے وجود کے ساتھ

اپنی صفات کے ساتھ

اپنے افعال کے ساتھ

وہ کہتے ہیں اس وقت بھی رسول تسبیح پڑھتا تھا یا نہیں؟ ہاں جی پڑھتا تھا۔ زبان تھی تو پڑھتا تھا۔ اگر زبان تھی تو لعاب بھی تھا۔ (زوردار داد)

زبان تھی تو سبحان اللہ کہتا ہے۔ اور اگر زبان ہے تو لعاب بھی ہوگا۔ وہ کہتے ہیں اس کا لعاب جنت کا شہد سے نہیں بنا خلق اللہ مِنْ لُعَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللہ علیہ و آلہ وسلم اَنْهَارُ الْجَنَّةِ وَغُيُوتُهَا۔

اللہ نے اپنے حبیب کا تھوڑا سا لعاب لیا جنت کی نہر سے جاری کر دیں۔

(زوردار داد و نعروں کی گونج)

جنت کے چشمے اس کے لعاب سے جاری کیے۔

وہ پانی جو جنت میں جاری ہوا اس کے بخارات سے دنیا کی زمین کے میٹھے دریا اور چشمے جاری ہوئے۔ (زوردار داد)

بخارات نکلتے ہیں ناں تو اس کے بعد

جو میٹھے دریا بہتے ہیں

جو میٹھے چشمے ہیں

جو میٹھی ندیاں ہیں

جو میٹھی جھیلیں ہیں یہ نہیں

ہے توجہ فرماتے ہیں لَمَّا كَانَ حَيَاتٍ كُلُّ ذِي نَفْسٍ فِي الْمَاءِ۔

(داد و تحسین)

وہ کہتے ہیں کون نہیں جانتا کہ ہر ذی نفس کی زندگی پانی میں ہے

میٹھے ہو یا چلے گئے ہو، ہر ذی نفس کی۔

تو اب پتہ چلا کہ قرآن میں پانی کی ملکیت کے جو غائب اشارے ہیں وہ رسول کی طرف

ہیں۔ پانی کی ملکیت کے اشارے نبی کی طرف۔ زمین کا مالک علی پانی کا مالک نبی۔ (داد)
 کیونکہ تراب ابو تراب کی پاپوش کے ذرے کے صدقے میں وجود میں آئی ہے۔ پانی جو تو پی
 رہا ہے۔ تیرے رسول کے لعاب کا نتیجہ ہے۔ (زوردار داد)

تو جس کے لعاب کے بخارات سے پانی اس کی ملکیت۔ (پر جوش نعرے)
 سارے حلالی موالی سب شیعہ سنی دوست! میری تسلی کیلئے بتاؤ گے۔

پانی کا مالک کون؟

نبی

زمین کا؟

علی

اچھا جس مذہب جس مسلک سے تعلق ہے تیرا کوئی تو تیرے اعتبار کا عالم ہوگا؟
 اس کے پاس چلے جانا حضور میں نے نماز پڑھنی ہے۔ اس نے کہتا ہے وضو کر کے پڑھ
 لے۔ وضو کس سے کروں پانی سے۔ (زوردار داد)

سرکار اگر پانی نہ مل سکے، کہے گا زمین پہ تہتم کر۔
 جی میں نے غسل کرنا ہے؟ نہا لے۔ (پر زور داد)

کس سے؟ پانی سے۔ جی پانی نہ ملے یا بیمار ہونے کا اندیشہ ہو؟ پھر بھی تہتم کر۔

معلوم ہوتا ہے طہارت یا نبی کی ملکیت میں یا علی کی ملکیت میں۔

تطمیر بانٹنے والے ہیں دونوں بھائی۔

اوائے جن کی ملکیت کے بغیر تو ناپاک مر جاتا۔ (داد)

اچھا حوصلہ ہے کلیجہ جلے گا تو نہیں۔

یہ ان کی ملکیت کا جادو ہے ناں
ان کی ملکیت کا فیض ہے ناں
ان کی ملکیت کا صدقہ ہے ناں۔

بڑے بھائی کا پانی نہ ہو چھوٹے بھائی کی خاک نہ ہو۔ (دادو)
دنیا کا نظام چلے کیسے؟

ہے چھوٹا لیکن اس کے نصیب تو دیکھ اس کے حصے میں زمین آئی۔ جو صرف پاک نہیں کرتی جو
رزق بھی فراہم کرتی ہے۔ (دادو)

یعنی پانی کے بغیر زندگی بھی نہیں۔ رزق کے بغیر زندگی نہیں۔ نمک بھی زمین سے نکلتا
ہے۔ نمک کا مالک خیر شکن۔ دونوں بھائیوں کا صدقہ ہے۔ ناں بڑے بھائی کا پانی نہ ہو
چھوٹے کی خاک نہ ہو، وضو نہیں ہوتا۔ غسل اگر غسل ہی نہیں نماز پڑھ سکے گا؟
اگر وضو نہیں نماز ہو سکے گی؟ جس علی کی وراثت کے بغیر تیری نماز نہیں ہوتی وہی تیری نماز میں
آئے تو باطل ہو جاتی ہے۔ (دادو تحسین)

وہ فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سنت الہیہ نے یہ فرمان جاری کیا کہ پانی پینے والا
پانی کے خاتمے پر درود پڑھے کیونکہ جس لعاب کے بخارات پیے ہیں۔ (دادو تحسین)
اس کا شکر ادا اسی طرح ہوتا ہے کہ درود پڑھا جائے۔ تو کیا فرش سے لیکر جنت تک جو
حیات جاری و ساری ہے۔ لعاب محمد کے صدقے میں ہیں۔ (دادو تحسین)
اللہ جانے اس کی حقیقت کیا ہوگی۔

درود پڑھو لول کر بلند آواز میں۔

کچھ لطف آیا یا وقت ضائع ہوا۔ خوش رہو آباد رہو۔ مولا آپ سب کی عبادت قبول فرمائے یہ

بھی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ حقیقت ہے۔ فصیل عرش یہ کندیں ڈال دو۔ علم کے لاکھوں دریا بہا دو۔ اگر چار آنسو نہ بہیں آنکھوں میں نمی نہ اترے شام سے آنے والی راضی نہیں ہوتی۔ اللہ اکبر! یہی آمد کا مقصد پر سر ہے۔ بلکہ یقین مایہ جب کبھی میرا بیان تھوڑا معمول سے طویل ہو جاتا ہے۔ تو میں دل میں علی کی بیٹی سے ندامت محسوس کرتا ہوں۔ کہ بی بی تو ہماری خطابتیں تو سننے نہیں آتی تھی۔ تیرا مقصد پر سر تھا۔ ہم نے تجھے بہت انتظار کر دیا۔ درد کے تصور کدے سے تصویر نکال کے یاد دہانی کے طور پر سامنے میں لاؤں گا۔ آنسو کی بھیک مجلس کی مالک سے خود مانگ لینا۔ بغیر کسی رنگ آمیزی و ترمیم کے میں نے بات شروع کر دی سننے اور کہنے کو بہن بھائی نے مدینہ چھوڑا۔ کہنے سننے میں یہی آیا ہے ناں کہ حسین نے وطن چھوڑ دیا۔ اور بھائی کی محبت میں زینب نے بھی وطن چھوڑ دیا یہ بات ظاہر کی ہے۔ شہیں ضرر نکسیں آنے سے میرے دائیں بائیں ہیں۔ یہ گواہ بیمار کر بلا سلطان کر بلا کسی کے دائیں ہیں کسی کے بائیں ہیں۔ یہ گواہ شام والی، جنت البقیع والی، پردہ داروں میں ہے۔ یہ گواہ اتنے بڑے گواہوں کو ضامن لے کے کہنے لگا صرف حسین اور زینب سے ہی مدد نہیں جمے گی۔ کن اور سی سے بھی مدینہ چھوٹ گیا تھا۔ فرق یہ تھا کہ حسین اور بہن کو آنکھوں نے دیکھا۔ اسے کسی اور نے دیکھا۔ نشان بتاتا ہوں پہچان جاؤ گے ادھر بہن بھائی کی سواری چلی۔ اور ادھر کوئی پہلو پہ ہاتھ رکھے۔

اللہ اکبر سارے سمجھ گئے ہو۔ بتول سے بقیہ چھوٹا پوری تحقیق کے بعد کہنے لگا ہوں۔ کبھی حسین کے گھوڑے کے ساتھ چلیں۔ کبھی شام والی بیٹی کے محل کے ساتھ چلیں۔ آگے جملہ ذرا دل دکھانے والا ہے۔ یہ میں ہاتھ جوڑے ہوا ہوں، اپنی قوم کا خادم سمجھ کر معاف کر دینا۔ اگر دل پہ چوٹ زیادہ لگے۔ کتابیں بھری پڑیں ہیں۔ خود بی بی نے کہا بھائی سے بھیا کیلی تجھے میں

نہیں روتی۔ تجھے اللہ جانے کون کون رو رہا ہے۔ ہمارے خیمے لگتے ہیں۔ جب آدمی رات ڈھلتی ہے۔ تیرے خیمے کے باہر ایک بی بی ہے جو واخسینا، وامظلوما، وا غریبتا..... اللہ اکبر۔

حسین نے کہا آواز سنی ہے۔ یا قریب بھی گئی ہو۔ نہیں بھیا آواز آئی۔ فرمایا آج قریب چلی جانا۔ بس آدمی رات ڈھلی وا مظلوما اماں فضہ میری چادر تھمیر لاؤ۔ فضہ کے ساتھ خیمے کے پیچھے کی طرف گئیں دیکھا ایک سیاہ پوش بی بی ہے۔ جو بیٹھی رو رہی ہے۔ بی بی نے کہا۔ بی بی بھائی مجھے دکھایا کا ہے۔ تو کون اور میرے حسین پر کیوں رو رہی ہے۔ ہاں نہیں پھیلا کے کہا اتنی مظلوم ہو گئی ہو کہ اب اپنی ماں کی آواز نہیں پہچان سکتی۔ تم بہن بھائیوں نے اکیلے مدینہ نہیں چھوڑا۔ جس دن سے تم چلے گئے ہو۔ ماں تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔ تو بس کہنا یہ تھا۔ اور جس کے لئے میں نے ہاتھ جوڑے تھے یہ پھر جوڑ لیتا ہوں۔ مدینہ سے کربلا تک بتول چلتی رہی۔ کربلہ میں چار موقعے ایسے آئے کہ بتول کو دوڑنا پڑا۔ اور بازار شام میں ایک ایسا موقعہ آیا۔ نہ چل سکتی تھی۔۔۔ کربلا تک چلتی رہی کربلا میں دوڑی ایک دو موقعے یاد دلا کر اجازت چاہتا ہوں تم سے۔ سب سے پہلے اس وقت دوڑیں جب شبیہ پیغمبر گھوڑے سے اُتری۔۔۔ اللہ اکبر جب تصویر محمد کو برچی لگی بلا تشبیہ اکبر نے عقاب کے، اپنے گھوڑے کے گلے میں بائیں ڈالیں کہا عقاب میری اور کوئی فرمائش نہیں اگر ہو سکے مجھے زندہ بابا تک پہنچا دے لاکھوں شامی تھے۔ بھڑ میں گھوڑا کبھی دائیں دوڑتا ہے کبھی بائیں دوڑتا ہے۔ نو لاکھ حرامیوں نے دیکھا ایک کالے برقعے والی بی بی ہے جو گھوڑے کے پیچھے پیچھے بائیں پھیلا کے کہتی ہے۔ کوئی میرا بچہ گھوڑے سے اتارے۔ کوئی میرے زخمی اکبر کو بچائے۔۔۔۔۔ اللہ اکبر اللہ اکبر

دوسری بار تب دوڑیں جب قائم تقسیم ہو گیا۔

تم یہ تو سنتے رہے ہوناں شبہ قاسم کے قاتل ملعون کا نام ہے شبہ اس حرامی نے نیز امارا قاسم
نے زین چھوڑی یَا عَمَّا أَذِرْ کُنْجِی..... جیسے شکاری عقاب پرندے پر جھپٹتا ہے۔ حسین
ایسے آئے۔ اب یہ بات پڑھنے سے نہیں سننے سے نہیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ رونا ہے تو
دیکھنا میری طرف۔ جہاں آواز آئی وہاں حسین پہنچے۔ دائیں دیکھتے ہیں پھر بائیں دیکھتے ہیں
أَیْنَ ایْن بَنَى الْقَاصِمُ قاسم تو نے آواز تو دی تم کہاں ہو۔ ادھر سے آواز آئی لبیک کلرا
اٹھایا۔ ادھر سے آئی، لبیک کلرا اٹھایا۔ قاسم کو چلتے چلتے حسین کی نظر پڑی کہ ایک سیاہ پوش بی
بی ہے۔ جو دوڑتے ہوئے گھوڑے کے سموں میں زمین کر بلا پہ ہاتھ مار رہی تھی۔ حسین نے
کہا اماں زہرا تو کیا کر رہی ہے؟ کہا میرے قاسم کی انگلی گھوڑے کے سُم کے ساتھ
گئی۔۔۔۔۔ مجلس ختم۔

مجلس نمبر 3۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلوٰۃ باواز بلند

سورہ بنی اسرائیل سے ایک شہرہ آفاق آیت پیش نظر ہے میرے۔ موضوع وہی ہے۔ آیت اور بدل جاتی ہے۔ ارشاد ہے

وَنُزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا.

فرمایا ہم قرآن میں سے وہ چیز نازل کیا کرتے ہیں، جو مومنین کیلئے شفاء بھی ہے، رحمت بھی۔ روایت نہیں پڑھی میں نے آیت پڑھی ہے۔

نُزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ فرمایا قرآن یہ صرف مضامین کا مجموعہ نہیں ہے۔ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ اور مومنین کیلئے رحمت بھی۔

اب اگر میرے سامعین یہیں ہیں

میری سوچ، میری عقل، میرا علم، میرا ادراک ششدر بھی ہے گنگ بھی، لرزہ بر اندام بھی۔ میرے ہاتھ کھڑے ہیں مگر جملہ تمہاری جھولی میں ڈال دیتا ہوں۔

قرآن مومنین کیلئے شفاء ہے اور

لعاب محمد امیر المومنین کیلئے شفاء ہے۔ (زوردار داد پر جوش نعرے)

ایسا ہی ہے ناں یہ دونوں حقیقتیں ہیں۔ اور حقیقت قاہرہ ہے۔

عین اللہ کیلئے سرمہ بنا ہے لعاب محمد، میدانِ خیبر میں۔ (داد)

تو قرآن کہتا ہے میں مومن کیلئے شفاء ہوں۔ اور لعاب رسالت کہتا ہے، میں امیر المومنین کیلئے

(زوردار داد)

شفا ہوں۔

اب کہے بنے چارہ نہیں، جس کے لعاب کی برابری قرآن نہ کرے۔ اس کے لہو کی برابری کون کرے گا۔
(زوردار داد، نعرے)

کہاں لعاب کہاں لہو؟

اگر کوئی بھول بھی گیا تو پھر یاد دلادوں۔ اسی مابینطق کی زبان کو جنبش میں لا کر رسول نے کہا تھا۔

يَا عَلِيُّ لَحْمُكَ لَحْمِي جِسْمُكَ جِسْمِي ذِمَّتُكَ ذِمَّتِي

یا علی تیرا گوشت میرا گوشت ہے، تیرا جسم میرا جسم ہے، تیرا خون میرا خون ہے۔

اور یہ بھی ہمیشہ یاد رکھنا، کہ رسول نے یہ نہیں کہا کہ میرا خون تیرا خون۔ کیونکہ اگر رسول کہتے کہ میرا خون تیرا تو پھر علی کا رشتہ خود سے جوڑتے۔
(زوردار داد)

یہ کہہ کر کر تیرا خون میرا، اپنا رشتہ علی سے جوڑا۔

اب اللہ جانے طلسم کیا ہے؟ حقیقت کون سے چھپی ہوئی ہے کہ جو سلطان مملکتِ احدیت ہے، وہ اس خون کو اپنا خون کہتا ہے۔

تو پھر سر اٹھانا! قرآن لعاب کی برابری نہیں کرتا۔ وہ قرآن جو یہ دعویٰ کرتا ہے۔

لَئِنْ الْجِثْمَعَتِ الْاِنْسَ وَالْجِنَّ عَلٰى اَنْ يَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

اللہ فرماتا ہے تمام جن جمع ہو جائیں تمام انسان اکٹھے ہو جائیں قرآن کی کم مثل لاؤ۔ (داد)

کائنات کو چیلنج کہ کائنات جمع ہو جائے، میری مثل لائے۔

لائے؟ نہیں لاسکے۔

قرآن نے دعوے میں نرمی کر دی۔ اچھا میری چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتوں جیسی نہیں

لاستے تو۔ فَأَتُوا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِنْهُ مِثْلَ حَاشِيَ الدِّينِ۔ نہیں لاسکے۔

قرآن نے کہا

إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ

چلو دس بھی نہیں لاسکتے، ایک لاؤ۔ لاسکے؟ نہیں۔

اور جو خون ہے محمد کا اس کی برابری اندھی گلی کی اندھی پیداواریں کیا کریں گی۔

(زوردار دادو نعرے)

قرآن نہیں کر سکتا برابری کیونکہ وہ مومنین کیلئے شفا ہے۔ یہ مومنین کیلئے بھی شفا ہے، امیر المومنین کیلئے بھی شفا ہے۔

اور اب غففر یہاں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

یا رسول اللہ تو خود ایسا مصدر شفا ہے کہ امیر المومنین کی آنکھوں کا سرمہ بنے حیر العباب۔ پھر یہ

کیا چکر ہے؟ میں نے ایک دن تجھے دیکھا، تو اُسی علی کی زوجہ کے صحن میں جا کر یہ کہہ رہا تھا۔

إِنِّي لَأَجِدُ فِي بَدَنِي ضَعْفًا فَأَيُّتَنِي بِالْكَسَاءِ اليماني

میں ضعف محسوس کر رہا ہوں مجھے اپنی چادر اڑھا دے۔ (داد)

مجھے نہیں خبر کہ میرے سامنے نمک حلال کتنے بیٹھے ہیں اور نمک حرام کتنے ہیں۔

جنہوں نے اُن کا نمک چکھ کر حرام نہیں کیا۔ جملہ اُن کیلئے ہے۔

رسول نے کہا ہڈیاں نہ بک، نہ میں بیمار ہوتا ہوں۔ (داد و تحسین و نعرہ)

شفا میری ادا کے جوہر کے عکس کا نام ہے۔ تو پھر یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ اور پھر تیرے پاس کوئی

چادروں کی کمی ہے، تیرے پاس تو ایسی چادریں ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے۔

بَعْضُ يَأْتِيهَا الْمُدَقَّرُ، بَعْضُ يَأْتِيهَا الْمَزْمَلُ

مذرتیری

مزل تیری

پھر چادر علی کی زوجہ سے لے رہا ہے۔

کہا جاہل نہ بن یہ بھی تمہیں سبق دے رہا ہوں۔ کہ میں محمد ہو کر اس کپڑے سے شفا مانگ رہا ہوں۔
(زوردار داد و نعرے)

میں علی کا مولیٰ ہو کر

میں بتول سے افضل ہو کر اس کے کپڑے سے شفا مانگ رہا ہوں۔ جو ان سے منسوب ہے۔
تم بھی علم کے کپڑے سے شفا مانگنے کو بدعت نہ کہنا۔
(داد)

کیونکہ اس کے پھریرے میں بھی بتول کی چادر کے ریشے کا اثر ہے۔
بس ایک جملہ کہہ کر میں آگے گزر جانا چاہتا ہوں۔

ایک عالم ربانی کا جملہ ہے اور جملہ کیا ہے کائنات بند ہے جملے میں۔ وہ کہتے ہیں بتول نے
زندگی میں دوسرے لباس تیار کیے۔

إِنَّ فَاطِمَةَ سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهَا غَزَلَتْ قَمِيصًا لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَكَانَ يَلْبِسُهُ تَحْتَ
الْيَابِ فِي حُرُوبٍ لِيَتَقِي نَفْسَهُ فِي الْحُرُوبِ

ایک قمیص بی بی نے بنا علی کیلئے كَانَ يَلْبِسُهُ تَحْتَ الْيَابِ علی پیراہن کے نیچے پہنا کرتے
تھے۔ پہنتے کیوں تھے تاکہ

لِيَتَقِي نَفْسَهُ فِي الْحُرُوبِ تاکہ اپنے بدن کو میدان جنگ میں زخموں سے بچائیں سکیں۔
(زوردار داد و نعرے)

ذہن میں رہے یہ وہ علی ہے۔ کلیجہ تھام کے رکھنا، لرزے نہ پائے

طرف پکڑ کے رکھنا اُلٹنے نہ پائے۔

میں نے یوب نبی کو دیکھا سر سے پاؤں تک زخم ہی زخم۔

اپنی طرف سے کہوں تو ابھی میری زبان پر فالج گرے۔

مجھ پر قہر الہی کی بجلی گر پڑے۔

اس سے بڑی بد دعا کوئی اپنے آپ کو منبر پہ نہیں دے سکتا۔ کوئی ان قسموں پر شک کرے اپنا ابا

تلاش کرے۔ اَنَا اَصَاحِبُ اَيُّوبَ الْمُتَبَلِّیْ وَ شَافِیْهِ اَيُّوبَ کَوْزَمُوں سے شفا دینے والا

میں علی ابن ابی طالب۔۔۔۔۔ (زوردار دادو نعرے)

میں تھا ایوب بیمار کا ساتھی

اَنَا اَصَاحِبُ اَيُّوبَ الْمُتَبَلِّیْ وَ شَافِیْهِ میں تھا ایوب بیمار کا ساتھی وَ شَافِیْهِ اور اُسے شفا

دینے والا۔ اور جو نبوت کے بدن پہ آئے زخموں کو مند مل کر دے۔ وہ اپنا بدن زخموں سے

بچاتا ہے۔

سراٹھانا۔ ایک قیص بُنا وَ خَاطَطَ قَمِیْصِیْنِ اور دو کرتے ہیں۔

بُنا تھا علی کیلئے، یہ کس کیلئے؟ لِعَبَّاسِ بْنِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (زوردار دادو نعرہ)

ایک گرتا علی کیلئے بُنا، دو کرتے عباس کیلئے ہیں۔

وَ كَانَ يَلْبِسُهُمَا عَلٰی ظَاهِرِ الْبَدَنِ الْاَقْدَسِ

علی گرتا پہنتے تھے لباس کے نیچے۔ عباس پہنتا تھا اُدپر۔ (دادو تحسین)

میں لاہور کی دھرتی پر کوئی سینکڑوں مرتبہ یہ لفظ کہہ چکا ہوں آج پھر دو ہر رہا ہوں۔ جیسے

خطابت ہر ایک کو نہیں آتی۔ سماعت بھی ہر کو نہیں آتی۔

جسے سُننے کا ہنر آتا ہے، جو لفظوں کی قوت خرید رکھتا ہے۔ جملہ ہے اُسی کیلئے۔

وہ فرماتے ہیں علی پہنتے رہے کرتا چھپا کے، عباس پہنتے رہے ظاہر۔ اس لئے علی کا علم بھی دنیا میں پھپھ گیا۔
(زوردار داد، فلک شکاف نعرے)

علی نے وہ کرتا چھپا کے رکھا۔

فَلِذَا خَفِيَ رَأْيُهُ فِي الدُّنْيَا وَسَيُظْهَرُ فِي يَوْمِ الْقِيَمَةِ

دنیا میں علی کا علم چھپا رہا، قیامت میں ظاہر ہوگا لواء الحمد بن کر اور چونکہ عباس ظاہر پہنتے رہے۔ ہر چھت پر عباس کا علم لہرا گیا۔
(زوردار داد)

(داد)

تو عباس کے علم میں بتوں کی چادر کے ریشے کا اثر ہے۔

وجہ یہی ہے جیسے امام زمانہ نے کہا کہ اگر ہمارے شیعہ گناہ نہ کریں تو ہم ایک لمحہ بھی اُن کی نظروں سے غائب نہ رہیں۔ اگر ہمارے شیعہ خاکِ شفاء کا احترام کریں، مُردے اُٹھادیں۔ اسی طرح اگر شیعہ علم کا احترام سیکھ جائیں، تو کوئی وجہ نہیں عزرائیل روح لیوں تک لا چکا ہو، عباس کے علم کا پھر راجھواد نکلی ہوئی روح لوٹ آیا کرے گی۔
(داد و تحسین)

ہاں جس کے لعاب کی برابری۔۔۔۔۔

ابھی میں آ رہا تھا کہ ایک مومن نے مجھے ایک چٹ پکڑادی کہ آپ نے فرمایا کہ زبان کا فراور مشرک کی بھی نجس نہیں۔ اس پر بڑی بحث چھڑ گئی۔ خود مجتہد بننے کی کوشش نہ کیا کرو۔
ہاں تھوڑا علم بھی ایمان کا دشمن ہوتا ہے۔ کیونکہ عقائد سے جو تعلق رکھنے والی چیزیں۔ کفر اور ایمان کی سرحد پر کھڑا ہوتا ہے بندہ۔ بس ایک سینٹی میٹر ادھر ہوا تو ایمان، ادھر ہوا تو کفر۔

حالانکہ رات میں نے دلیل دے دی تھی کہ اگر مشرک کی زبان ناپاک ہے تو پھر وہ کلمہ نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ مسلمان ہونے کیلئے کلمہ پڑھے گا تو اللہ کا نام لے گا۔

اور تشریح مزید چاہتے ہو؟ اگر چاہو تو باقی کی ساری مجلس میں اسی پہ پڑھ دوں۔ دلائل الحمد للہ

میرے پاس اتنے ہیں۔ ہاں ایک یاد دلاتا ہوں۔

پڑھو قرآن سوراعراف

اِذْ اخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاسْهَدَهُمْ عَلَىٰ انْفُسِهِمْ۔

اللہ فرماتا ہے اے محمد یاد کرو وہ وقت جب میں نے آدم کی پشت سے اُس کی پوری ذریت کو

باہر نکال لیا۔ (داد و تحسین)

میں نے کہا کچھ لوگوں نے داد دی اور کچھ آنکھیں پھاڑے حیران ہو کے مجھے دیکھ رہے ہیں۔

ایک بندہ لعاب محمد کا خمسے سے بی نہ۔ اور دو مہینے بعد تمہیں کسی گلی میں موڑ پہل جائے۔

تم اس سے کہو گے؟ یاد کرو وہ مجلس جس میں غنفر نے لعاب پہ بات کی تھی۔ نہیں کہو گے ناں۔

اب اللہ کہہ رہا ہے یاد کرو وہ وقت جب میں نے آدم کی پشت سے اُس کی پوری ذریت کو،

اولاد کو باہر نکالا۔

اسْهَدَهُمْ عَلَىٰ انْفُسِهِمْ اور انہیں ایک دوسرے پر گواہ بنا کے میں نے ایک بات پوچھی

تھی۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔

قَالُوا بَلٰی سب نے کہا ہاں۔

اب اُس کی ربوبیت

مومن نے بھی ہاں کی

منافق نے بھی ہاں کی

کافر نے بھی ہاں کی

مشرک نے بھی ہاں کی

دنیا میں مگر کیا بات دوسری ہے۔

اللہ نے انعام یہ دیا جس زبان سے ہاں کی، ہر شے ناپاک ہو جائے گی یہ زبان نہیں ہوگی۔

(زوردار داد و نعرے)

جہاں تک تاریخ پڑھی جائے چند واقعات ہیں جن میں لعاب رسالت کے اثر ظاہر ہوئے ہیں۔

جابر بن عبد اللہ انصاری نے دعوت دی۔ سرکار کافی دن سے میں آپ کو فاقے سے دیکھ رہا ہوں۔ اب دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے گھر میں بکرے کی ایک ران تھی۔ ایک میں ہے کہ کوئی چھوٹا سا بکرا تھا پانچ چھ سیر کا۔ اس وقت کلو تو تھے نہیں ہی تھے۔

سرکار نے کہا ٹھیک ہے، تیار کراؤ۔ جب کھانا پک گیا۔ سرکار تشریف لے چلیے۔

بھری ہوئی تھی مسجد، سرکار نے فرمایا

قُومُوا إِلَىٰ طَعَامِ جَابِرٍ۔ سب کے سب چلو جابر کی دعوت پہ (داد)

اب سینکڑوں آدمی چل پڑے۔

جابر گھر پہنچا چہرہ اُتر ہوا۔ بی بی نے پوچھا کیا ہو؟

کہا ہوا کیا کھانا تو دس بندوں کیلئے بھی نہیں ہے۔ اور سینکڑوں آرہے ہیں۔ کہا تو نے بلایا ہے، سینکڑوں کو یا رسول نے۔

(زوردار دان، نعرہ)

کہا نہیں کیا میں سٹھیا گیا تھا؟ مجھے پتہ نہیں تھا کہ گھر میں کیا ہے؟ میں بھلا کیوں ملتا۔ میں نے تو رسول کو بلایا۔ انہوں نے سب سے کہا آؤ سینکڑوں وہاں سے چلے، راستے میں جو جو ملتا گیا رسول نے کہا جابر کے گھر آ جاؤ۔

فرمایا اگر اُس نے بلایا ہے، یہ تو مدینہ ہے گل کائنات بھی آجائے یہی ہانڈی پوری ہو جائے گی۔
(زوردار داد)

هُوَ عَلِيمٌ بِالْأَمْرِ
وہ معاملے کو تم سے بہتر جانتا ہے۔

ایسا ہی ایمان ہونا چاہیے، حجت پر۔

جابر واپس آیا رسول مُسکرائے، گھبرا گیا تھا۔ وہ ہانڈی لے آ۔

جاگنا اور یہ طرفین کی کتابوں کا انبار ہے میرے پاس صرف شیعہ کتابوں کی بات نہیں کر رہا۔
طرفین کی کتابوں کا پہاڑ لگا کے دکھا دوں۔

وہ اتنی سی (ہاتھ سے تھوڑی سی کا اشارہ کیا) ہانڈی تھی۔ اٹھا کے لے آیا۔

سرکار اتنی ہے۔ سرپوش ہٹایا وَتَقَلَ فِيْهِ اِجَالُ الْعَالَمِ دہن ہانڈی میں پھینکا۔ (زوردار داد)
اللہ جانے کسی نے کیا سنا؟

خدا معلوم کوئی کیا سمجھا؟

کس کے سر سے گزرا؟

کس کے دل میں اُترا؟

لفظ ہے وَتَقَلَ فِيْهِ اور اگر میں تھوڑا سا گستاخانہ ترجمہ کروں، تو یہ ہوگا کہ
رسول نے اُس میں تھوک پھینکا۔

تو اپنے سالن میں پھینک اور پھر کسی مولوی سے پوچھ۔
(زوردار داد)

اے محمد جیسا ہونے کا دعویٰ کرنے والے جاہلو۔۔۔۔۔

تم کسی کھانے پر تھوک پھینکو۔ کفرانِ نعمت سے لے کر کفر تک کا فتویٰ لگ جائے گا۔ میرے

رسول نے لعاب پھینکا، اور پوچھا سرپوش ہٹانا نہیں اور بیوی سے کہہ کہ بانٹتی جائے۔
خداے واحد کی قسم میں نے کتابوں میں پڑھا ہے۔ اونٹ کی ران کا ناشتہ کر لیتے تھے، ایک
اونٹ کی ران کا ناشتہ وہ لوگ آئے ہوئے تھے دعوت پر۔

سرکار نے فرمایا زانو ٹیک کے کھاؤ۔ (زوردار داد و نعرے)

تیرے مولا کے بڑے بھائی سرکار عقیل فرماتے ہیں، ایک ہزار تیرہ بندے میں نے گئے۔
جنہوں نے کھایا چلے گئے۔ آخر میں رسول نے تناول فرمایا۔

بی بی نے جابر سے کہا ہانڈی مجھے ویسی کی ویسی لگ رہی ہے۔

رسول نے عبا مبارک اٹھا کر کندھے پر ڈالی۔ فرمایا تمہارے گھر آیا ہوں، کوئی تحفہ تو ہونا
چاہیے۔ میرا تحفہ یہ ہے سرپوش نہ ہٹانا اور کھاتے رہنا۔ (زوردار داد و نعرہ)

وہ کھاتے رہے دن ہفتوں ہفتے مہینوں میں گزرتے رہے۔ ہانڈی ختم ہی نہیں ہو رہی۔ انسان
کی فطرت میں تجسس ہے۔ تو ایک دن کچھ مہینوں کے بعد جب جابر کی بیوی نے تجسس سے
کہہ دیکھوں ہے کتنا؟ تو بس ایک پلیٹ باقی پڑی تھی۔ (داد)

جب جابر محفل نبوت میں گیا تو دور سے آتا دیکھ کر رسول نے مسکراتے ہوئے کہا اگر تیری بیوی
جلد بازی نہ کرتی، قیامت تک تیری نسلیں اسی سے کھاتیں۔ (داد و تحسین و پر جوش نعرہ)
یہ لعاب کا اثر ہے۔ اس میں برکت بھی، نما، افزائش نسل یعنی کسی چیز کی بڑھوتری کو عربی میں
نما کہتے ہیں۔ یہ اثر ہے لعاب میں۔

کسی قبیلے کی بستی میں تشریف لے گئے رسول۔ لوگ جمع ہو گئے۔ سرکار آپ جانتے ہیں۔
عرب میں کنواں کھودنا کتنا مشکل ہے۔ ہم نے کنواں کھودا۔ پانی اتنا کڑوا ہے کہ ایک گھونٹ
نہیں لیا جاتا۔ یہاں (گلے پر اشارہ) پھنس جاتا ہے۔ حلق اور سینہ جل اُٹھتے ہیں۔ فرمایا لے

چلو۔

وَقَفَّ عَلَى شَفِيرِ الْبُئْرِ وَتَقَلَّ فِيهِ

کنویں کے کنارے کھڑے ہو کر رسول نے لعاب پھینکا۔ عرب والوں نے اتنا میٹھا شہد کبھی نہیں کھایا۔
(زوردار داد و نعرے)

اور اب اس میں کیا ہے؟ سیرت بدل دی۔ (داد)

میں اپنی طرف سے کچھ کہوں گا، کیلچے چر جائیں گے۔ میں کچھ نہیں، کہتا بس اتنا تو جانتے ہو اسے کہتے ہیں سیرت بدل دینا۔ یعنی تلخ، ترش، مُرو، کڑوے پانی کو رشکِ غسل شہد سے بھی میٹھا کر دیا میرے رسول کے لعابِ دہن نے۔

آؤ میں تمہیں سیرت بدلنے کا تھوڑا سا مفہوم دیتا ہوں۔ ترجمہ کر کے گزر جاؤں گا۔ اپنی طرف سے کچھ کہوں گا نہیں۔

موسیٰؑ طور پر کھڑا ہے۔ سورت طہ کو پڑھنا۔ وَمَا تَلَّكَ بِمِثْنِكَ يَمْوُسىٰ ؕ اے موسیٰؑ یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔
(زوردار داد)

جو پہنچ گئے انہیں میں کہتا ہوں "واہ"۔ اور جو نہیں پہنچے تمہیں بھی میں اکیلا نہیں کرنا چاہتا۔ یہ واہ کیوں کر رہے ہیں؟ میں بتاتا ہوں۔ کیا اللہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ میں کیا ہے۔ (داد)
سامنے لے کر کھڑا ہے پھر بھی پوچھتا ہے کیا ہے؟

تو کبھی چودہ میں سے بھی کوئی کسی سے پوچھ رہا ہو، کہ فلاں بندہ کدھر یہ نہ سمجھنا کہ وہ جانتے نہیں۔
(زوردار داد)

اس میں عُنس ہیں۔

اس میں مصلحتیں ہیں۔ اور وہ لاتعداد ہیں۔

قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّوْا عَلَيْهَا وَاهْبُثْ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآزِبُ أُخْرَىٰ ۚ
پالنے والے یہ میرا عصا ہے، تھک جاتا ہوں اس کی ٹیک لیتا ہوں۔

وَاهْبُثْ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي ۚ اپنی بکریوں کیلئے درختوں سے اس کے ذریعے پتے جھاڑتا
ہوں۔ (داد)

وَلِيَ فِيهَا مَآزِبُ أُخْرَىٰ ۚ

اور میرے لئے اس میں بہت سے فائدے ہیں۔

موسیٰ کا عصا کس کام آ رہا ہے اَتَوَكَّوْا عَلَيْهَا موسیٰ کی ٹیک ہے یہ عصا۔ دعا کرو کہ
میں حق پہنچاؤں اور اُن کیلئے بھی دعا کرنا کہ یہ حق کا ہتھوڑا نہیں پوری چٹان ہے۔ اسے
برداشت کر سکیں۔

وَاهْبُثْ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي ۚ اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑ کر بکریوں کے رزق کا
سامان کرتا ہوں۔

تیرے مولا امیر کی زیارت میں ایک فقرہ ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَصَا اللّٰهِ
اے اللہ کے عصا میرا سلام۔ (داد و نعرہ)

کیا جیلے ہیں۔ اے اللہ کے عصا۔

یہ ہے موسیٰ کا عصا

علیٰ ہیں اللہ کا عصا

اتنے کام تو اسے بھی کرنے چاہئیں۔ کم از کم جتنے موسیٰ کا عصا کر رہا ہے۔

موسیٰ کا عصا ایک ہے موسیٰ کی۔

اے اللہ تعالیٰ تو علیٰ کی ٹیک لیتا ہے۔ کہا جاہل نہ بن میرا تو بدن نہیں۔ مگر میری خدائی کی ٹیک

ہے علی۔ (پر زور داد و نعرہ)

خدا کی نہ، خدائی کی ٹیک ہے علی۔ (پر زور داد و نعرہ)

سراٹھانا۔ موسیٰ کا عصا بکریوں کو رزق فراہم کرتا ہے۔

موسیٰ کی ذمہ داری وہ بکریاں ہیں۔ اور اللہ کی ذمہ داری کیا ہے؟ عالمین کو رزق دینا۔

یہی توجہ ہے خطبہ بھی پڑھا ہوتا ہے میرا شہنشاہ۔ خطبے کی روانی بھی نہیں رکتی۔ لفظ بھی نہیں

اُٹکتے اور انگشت شہادت کو یوں دائرے میں گھماتے ہے۔ منافق پوچھتا ہے کیا کیا۔ فرمایا

عالمین کو رزق بانٹا۔ (زور دار داد و نعرے)

اللہ نے کہا یہ صرف اس کام کیلئے نہیں ہے۔ اَلْقِ عَصَاكَ ذرا اسے زمین پہ پھینک۔ فَاِذَا

هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ اژدہا بن گیا۔ موسیٰ کے دل میں خوف آیا۔

قرآن کہہ رہا ہے خوف آیا۔ میں کیا کروں خوف آیا تو بس آیا۔

ایک جگہ نہیں چار جگہ خوف کا ذکر ہے قرآن میں خوف کا۔ پڑھ سورہ اللہ کہتا ہے۔

خُذْهَا بِكَرَاةٍ وَلَا تُخَفِّخْ خَوْفٌ نَّكَرَ۔ کیا، تو اللہ کہہ رہا ہے۔ خوف نہ کر۔ (داد)

بیٹھے ہو یا چلے گئے۔ تھک گئے ہو تو ادھار کر دوں۔ کیونکہ میں نے جو جملہ بولنا ہے یہ تھکے

ہوؤں کیلئے ہے ہی نہیں۔ یہ تازہ دم لوگوں کی سماعت کیلئے ہے۔ سارے تازہ دم ہو؟

موسیٰ نے پینتالیس برس کی عمر میں اپنا سوٹا پھینکا۔ جب وہ سانپ بنا ڈر گیا۔

علی ابھی چالیس دن کا نہیں تھا۔ (داد)

علی کے پاس اپنا کوئی پالتو سانپ نہیں آیا۔

باہر سے اژدہا آیا۔ ننھی ننھی انگلیاں دواس کٹے میں ڈالیں، دواس کٹے میں ڈالیں۔ چرکی

آواز سے دم تک چیر ڈالا۔ (داد)

کنز ورمعدے والو! بھاگ جاؤ۔ ورنہ غصنفرف کہنے لگا ہے۔ جس علی کے بچپنے کی برابر ی موسیٰ جیسے نبی کی جوانی نہ کرے۔ اس کی جوانی کی برابر ی ناپاک ماؤں کے بیٹے۔۔۔۔۔

ایسا ہی ہے ناں۔ جس کے بچپنے کی برابر ی اولوالعزم پیغمبر کی جوانی نہ کر سکے۔ اس کی جوانی کی برابر ی کون کر سکتا ہے؟
(نعرے)

لعاب محمد پر اس سلسلے میں اتنا کچھ ہے۔ اس خنصے کی حقیقت کیا ہے؟
 سر اٹھانا ہاں ایک بات اور سن لو! سلمان کے بارے میں جانتے ہو۔ یہ ایک یہودی عورت
 کے پاس غلام تھے۔ نبی اور علی اُس باغ سے گذرے، جس باغ میں ملازمت تھی۔ دور سے
 آٹار دیکھے۔ خدا کی قسم جھوٹی روایت میں بھی نہیں ملتا کہ سلمان نے کہا ہو کہ معجزہ دکھائیں،
 اگر آپ نبی ہیں؟
 (واو)

آثار سے قرائن سے پہچانا، پیچھے چلتے ہوئے اصحاب کو دیکھا۔ پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے علی کو دیکھا۔ شاید بعض لوگوں کے وارے میں نہیں آئی کہ علی پہلو میں کیوں چل رہے ہیں۔ اللہ سے لڑے۔

نہیں نہیں، خدا کی قسم کتابوں میں پڑھا ہے کہ رسول گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے۔ اور علی کوئی ضروری بات کرتے ہوئے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔

اچانک تغیر وجہ رسول اللہ کے چہرے کی رنگت بدلی۔

یا علی اِنَّا اَنْ تَرْکَبَ وَاِنَّا اَنْ تَرْجِعَ یا گھوڑا منگا کر سواری کر یا واپس جا۔

سرکار کیوں؟ کہا ابھی ابھی جبرائیل آیا ہے۔ مجھ سے کہا ہے جب علی سوار ہوا کرے تم بھی سوار ہوا کرو۔ جب علی پیدل چلے تم بھی پیدل چلا کرو۔ (زوردار دادا نعرے)

پہلو میں چلتے ہوئے علی کو دیکھا، پہچان تو گیا۔ آزمائش کیلئے بھاگا بھاگا آیا۔ سلام کیا۔ سرکار

(داد)

خاندان شرف کے افراد معلوم ہوتے ہو۔

اور شرفاء کی دعوت میرا شیوہ ہے۔ ہوں میں غلام لیکن میں نے اپنی مالکن سے اجازت لی ہوئی ہے۔ اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مہمان نوازی کیلئے اس کے باغ کی جتنی کھجوریں چاہوں خرچ کر سکتا ہوں۔

تو میری دعوت کیلئے ذرا تشریف لائیے۔

سرکار گئے ایک طرف اصحاب بیٹھے، ایک طرف نبی اور علی۔

سلمان ایک بڑا تھاں بھر کے لایا کھجوروں کا۔ کہ یہ صدقہ ہے۔

(داد و نعرے)

رسول نے اصحاب سے کہا کھاؤ۔

سرکار کھاؤ کھاتے کیوں نہیں۔ اِنَّ الصَّدَقَةَ مُحَرَّمٌ عَلَيْنَا صدقہ ہم پر حرام ہے۔

بھاگ بھاگ گیا دوسرا تھاں لے آیا۔ جی یہ ہدیہ ہے۔

ہاں یہ میں اور علی کھائیں گے۔

کہا پھر کھانا بعد میں

(داد)

اَشْهَدُ اَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

خدا کی قسم ایک تحفہ دینا چاہتا ہوں تمام شیعہ سنی دوستوں کو کہ اگر

اَشْهَدُ اَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهَذَا عَلٰی وَلٰی اللّٰهِ پس سلمان کی شان ہی یہی ہے جس نے

(زور دار داد و نعرے)

نبی کے ہذا کہنے سے پہلے کہا هَذَا عَلٰی وَلٰی اللّٰهِ

کھا چکے۔ فرمایا سلمان تو نے صدقہ بھی دیا۔ ہدیہ بھی دیا۔ تو نے ہدیہ دیا ہم ہدیے کے بغیر

کیسے جائیں۔ ہم بھی تجھے کچھ ہدیہ دینا چاہتے ہیں۔

سرکار وہ کیا۔

فرمایا غلامی سے آزادی۔ (دادو تحسین)

مسلمان کا چہرہ اُترا۔ سرکار میں نے ایک معاہدہ لکھ کر دیا۔ دیا آپ کی محبت میں۔ آپ کی جستجو میں۔ آپ کو تلاش کر رہا تھا۔ فارس سے چلا۔

اصفہان اور شیراز کے درمیان کا جو خطہ ہے یہ وطن ہے مسلمان کا۔

سرکار وہاں سے چلا تجھے اور علی کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے۔ خوابوں میں تو تم دونوں بزرگ مجھے کئی دفعہ مل چکے ہو۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے آیا تو یہاں یہودی عورت کی غلامی کر لی۔ میں تحریر لکھ کر دے بیٹھا ہوں۔ کہا تحریری بڑی سخت ہے۔

فرمایا اچھا زرا مالکن کو بلاؤ تو سہی۔ آگئی سلام کیا فرمایا مائی مجھے پہچانتی ہو۔ ہاں ہاں تو وہی نہیں جو کہتا رہتا ہے۔ میں نبی ہوں۔ فرمایا میں کہتا رہتا نہیں میں واقعی نبی ہوں۔

اچھا مجھے کیوں بلایا۔

پیسے مانگ قیمت بتا، مسلمان کو آزاد کر دے۔ نوکر کو آزاد دی۔۔۔۔۔ تحریری نکالی۔ دیکھ یہ لکھ کر دے چکا ہے۔ آج اگر یہ کھجور کا پودا لگائے اور جب تک وہ جوان ہو کے پھل نہ دے۔

(زوردار دادو نعرہ)

فرمایا بس (دادو تحسین)

اللہ اکبر براء بن عازب کو حکم دیا سرکار نے گٹھلیاں جمع کر، پانچ سو گٹھلیاں لا۔ طشت میں پانچ سو گٹھلیاں آئیں۔

پانی کا انتظام کرو!

پانی کا انتظام ہوا۔ اپنے لعابِ دہن سے مس کرتے ہیں۔ (زوردار دادو نعرہ)

فرماتے ہیں یا عَلِيُّ اَنَا اَزِدُّهَا وَاسْقِهَا اَنْتَ.

یا علی بوتا میں جاتا ہوں۔ پانی تم لگاتے جاؤ۔

ذات واجب کی قسم حرفوں کا میں ضامن ہوں۔ بس ایک گٹھلی لعابِ دہن سے مس کر کے دوسرے لگائی۔ علی ایک کو پانی دے کر دوسری تک پہنچے نہیں تھے۔ پہلی پھل لا چکی تھی۔

(زوردار داد پر جوشِ نعرہ)

سراٹھاؤ بات آگے ہے، جو تحفہ دیتا ہے۔

ایسے ہی پانچ سو پودے جوان ہو کر لد گئے پھلوں سے۔ میں نے عالمِ ارواح میں رسول سے سوال کیا۔ جب تیرے لعابِ دہن سے مس ہو چکی گٹھلی، علی سے پانی لگوانے کی علت کیا ہے۔

(زوردار داد، نعرہ)

اور بظاہر کام بھی الٹا ہو رہا ہے۔ زمین کا مالک علی ہے۔ کل رات ہی بتا چکا ہوں۔ پانی کا مالک ہے رسول۔ بونا علی کو چاہیے تھا۔ پانی آپ کو دینا چاہیے تھا۔

یہ بھی تمہیں کئی بار بتا چکا ہوں کہ سورج نما سندی کرتا ہے، ہنوت کی۔ چاند امامت کی، ولایت کی، نائب کی۔ لیکن یہاں بھی کام الٹا ہے۔ چاند رسول نے چیرا۔ سورج علی نے لوٹایا۔

(زوردار داد)

مومین مجھے کہاں کہاں تک آزمائیں گے۔ یا تو میرے پاس میرا اپنا کچھ ہو تو ختم بھی ہو جائے یہ علم بانٹنے والے کی خیرات ہے۔

ایک جملہ ہے اور بس وہی تحفہ ہے۔ تو یا رسول اللہ بس آپ کا لعابِ مس ہو چکا، بس کافی تھا۔ پھر علی کی ضرورت کیوں؟

کہا غضنفر ہذیان نہ بک، گو میں محمد ہوں تکمیل کا مالک علی ہے۔ (زوردار داد پر جوشِ نعرے)

یا رسول اللہ کیا مطلب تکمیل کا مالک علی۔

کہا میں نے پتھر کھا کے تبلیغ کی، تکمیل کی سند نہ ملی
 مجھ پہلاز جھڑیاں گرائی گئیں تکمیل کی سند نہ ملی
 میرے گلے پر کپڑا ڈال کے بھیجا گیا تکمیل کی سند نہ ملی
 میں نے نماز پہنچائی، روزہ پہنچایا، جہاد و قرآن تکمیل کی سند نہ ملی۔
 ملی بھی اُس وقت جب میں نے کہا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ۔ (زوردار داد پر جوش نعرے)
 درود پڑھ لول کے باواز بلند

یہ بھی حقیقتِ قاترہ ہے۔ کہ لاکھ دریا علم کے بہائے جائیں۔ جب تک چار آنسو نہ بہیں،
 آنکھوں میں نمی نہ اترے شام سے آنے والی راضی نہیں ہوتی۔
 اس کا مقصد ہماری خطابت ہمارا علم نہیں ہے۔

وہ پر سے کیلئے آتی ہے۔ بس درود کے تصور کدے سے تصویر نکال کے یاد میں دلاؤں گا۔
 آنسوؤں کی بھیک تم خود مانگ لینا۔

کہنے کو عباس نے زین چھوڑ دی۔ کیا کہا میں نے؟ کہنے کو عباس نے زین چھوڑی۔ اور جب
 سوار زین چھوڑ دے۔ سواری کی پشت ہلکی ہو جاتی ہے۔ اشہل نام ہے عباس کی سواری کا۔
 سفید رنگ کا بھنورے کی طرح سیاہ آنکھوں والا گھوڑا ہو۔ وہ اشہل کہلاتا ہے۔

لیکن اشہل بہت عرصے تک عباس کو اپنی پشت پر محسوس کرتا رہا۔

کتابوں میں یہ جملے آئے ہیں۔ قمر بنی ہاشم تو جانتے ہو۔ حسن و جمال کی وجہ سے میرے شہنشاہ
 کو قمر بنی ہاشم کہتے ہیں۔ كَانَ قَوْمٌ قَمْرٌ قَمْرٌ بَنِي هَاشِمٍ قَمْرٌ الْاَفْرَاسِ۔ وہ فرماتے ہیں قمر
 بنی ہاشم کا گھوڑا گھوڑوں کا قمر تھا۔ اتنا خوبصورت گھوڑا۔

عباس نے زین چھوڑی۔ عمر بن سعد لعین نے اعلان کیا، بڑا خوبصورت گھوڑا ہے۔ اور پھر

عباس کی سواری پکڑ لو۔ یزید کو تختے میں دے گے۔

پچاسیوں شامی کچھ ٹاپوں سے فی النار کیے، کچھ دانٹوں سے کاٹ کاٹ کر مارے۔ کسی سے پکڑا نہیں گیا۔ عمر بن سعد نے کہا بہت نقصان کیا گھوڑے نے رہنے دو۔ انہوں نے چھوڑ دیا۔ پھر کہاں گیا جہاں جہاں سجاد اور زینب گئے وہاں وہاں عباس کی سواری میں حرفوں کا ضامن۔ جہاں الی محمد کا قافلہ پڑاؤ کرتا، یہ قریب آنے کی کوشش کرتا۔ قافلے کے شامیوں نے راستے میں پکڑنے کی کوشش کی۔ درمیان میں بھی دو چار شامی مار دیے۔ آخر تھک ہار کے عمر بن سعد نے کہا بھئی اسے اپنے حال پہ چھوڑو۔ دیکھو تو سہی قافلے کے قریب آ کے کرنا کیا چاہتا ہے۔

دو تین دن قریب آ کے جب دیکھا کہ اب مجھے کوئی نہیں پکڑے گا کہ اب مجھے کوئی نہیں پکڑے گا۔ سیدھا اُس نیزے کے نیچے چلا آیا جہاں عباس کا سر تھا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ جس نیزے پہ قبر بنی ہاشم کا شہسوار۔ نہہنا کے اپنی آواز میں چیخیں مار مار کے رونا شروع کیا۔ تم تو چودہ سو سال کے بعد رو رہے ہو ناں۔ کتاب میں یہی پڑھا ہے کہ اُس نے ادھر اپنی نہہنا ہٹ میں عباس کا ماتم شروع کیا۔ زینب نے رو کے کہا سجاد اسے خاموش کرا۔ سجاد مجھے لگتا ہے میرا عباس ابھی زین سے اُتر رہا ہے۔ لگتا ہے میری سکیں کا آسرا اب ٹوٹا ہے۔ اللہ اکبر بس ہو چکا پر سہ۔ کر چکی ہیں تم سب کی آنکھیں وضو بس ایک جملہ۔ اور میں نے ختم کر دی بات۔ شام تک اشہل قافلے کے ساتھ رہا۔ سارا دن اشہل کا زندان کے دروازے پر گزرتا۔ کبھی سجاد کے زخمی پاؤں پہ منہ۔ کبھی اپنی بلبلا ہٹ پہ بین، یزید کو اطلاع دی گئی۔ عباس کا گھوڑا ساتھ آیا ہے۔ پکڑا کسی سے نہیں گیا۔ ہے لاکھوں دینار کی قیمت کا اکیلا گھوڑا۔ یزید نے کہا کیسے پکڑا جائے اس نے تو ہمارا بڑا نقصان کیا ہے۔

دیکھو اب میں نے تمہارے ہاتھ جوڑے۔ اب تمہارے دل دکنے کا وقت آ گیا ہے۔ اپنی قوم کا خادم اور وکیل سمجھ کے معاف کر دینا۔

شمر حرامی نے کہا میرے پاس نسخہ ہے، تجویز ہے بغیر کسی تردد کے ابھی پکڑا جائے گا۔ اچھا عمل کر اپنی تجویز پر۔ اس حرامی نے قلم ہاتھ میں پکڑا۔ اور سجاد کی پشت پر سطریں لکھنا شروع کر دیں۔ ابھی تیسری سطر لکھی تھی کہ سجاد نے کہا ظالم میرا قصور کیا ہے؟ میرا جرم کیا ہے؟ بغیر جرم کے۔ کہنے لگا سینکڑوں بندے تیرے چچا کے گھوڑے نے ہمارے مارے۔ تجویز بتائیہ کیسے پکڑا جائیگا۔ سجاد نے سرخ آنکھیں اٹھائیں، رو کے کہا اہل ہے تیری مرضی لیکن میری پشت اب زیادہ تازیا نے برداشت نہیں کر سکتی۔ میری کمر اتنی زخمی ہو چکی ہے کہ میں اب زیادہ برداشت نہیں کر سکتا۔

سجاد کا یہ کہنا تھا اور روتا ہوا اہل قریب آیا۔ شمر سے کہا لے جاؤ۔ حرامی نے لگام چڑھائی اہل خاموش رہا۔ اس نے زین کسی اہل خاموش رہا۔ لے کے چلنے لگا۔

اللہ کرے میں کہہ سکوں۔ اور تو میرا آخری فقرہ سمجھ سکے۔ اچانک زندان کے اندر اطلاع پہنچی، عباس کا گھوڑا پکڑا گیا، شمر یزید کی سواری کیلئے لے کے جا رہا ہے۔ چار سال کی بتول ننگے پاؤں دوڑتی زندان کے دروازے پہ آئی۔

دور سے دیکھ کر کہا یا اَہْلُ اَبْرِکْبُ یَزِیْدُ عَلٰی ظَهْرِکَ لَقَدْ کُنْتَ مَرْکَبًا لِّعِیْمِ الْعَبَّاسِ کل تک میرے عباس کو اٹھایا آج یزید کی سواری بننے جا رہا ہے۔ اہل نے ہنہنا کے باگیں چھینیں۔ کبھی اس دیوار پہ سر مارا، کبھی اُس دیوار پہ سر مارا۔ اہل گر پڑا۔ سجاد نے قریب آ کر کہا سکینہ! نہ تو نے طعنہ دیا ہوتا۔ تیرے چچا کا راہوار مر گیا۔ تیرے اہل کی روح پرواز کر گئی۔۔۔ مجلس ختم۔

جلس نمبر 4۔

بسم الله الرحمن الرحيم

سلوۃ باواز بلند

سورہ محمد سے ایک آیت پیش نظر ہے میرے ارشاد ہے

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعدَ الْمُتَّقُونَ ط فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ ۖ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ
لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ۖ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ ۖ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى ط
وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ط

فرمایا جس جنت کا وعدہ متقین سے کیا گیا ہے۔ اس میں قسم قسم کی نہریں بہتی ہیں۔ مالک کیسی
کیسی أَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ ایسے پانی کی نہریں کہ جس میں رنگت تبدیل نہیں ہوتی۔ وَ
أَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ اور دودھ کی ایسی نہریں جن کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوتا
وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ اور شراب کی ایسی نہریں جو پینے والوں کو بہوش نہ کریں
بلکہ مزادیں وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى اور صاف کیے ہوئے شہد کی نہریں۔ شہد میں موم
ہوتا ہے ناں۔ فرمایا جنت میں جو نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان میں موم کی ملاوٹ نہیں۔ وَلَهُمْ
فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ کل قسم کے پھل دار درخت ان کیلئے ہیں۔ اُن کیلئے پروردگار کی
طرف سے مغفرت اور بخشش۔

یہ علماء تک میرا موضوع نہیں ہے۔ بس ایک سوال کر کے میں اپنے موضوع کی طرف آ رہا
ہوں۔ ساری نعمتیں گنوانے کے بعد اللہ کہہ رہا ہے۔ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ان کے رب کی
طرف سے مغفرت بھی ہوگی۔ بخشش بھی۔

(دادو تحسین)

بخشش کے بغیر تو جنت میں بندہ جا نہیں سکتا۔

بس میرا صاحبانِ علم سے سوال یہ ہے

جنت بھی آچکے ہیں

چار چار قسم کی نہروں سے پی بھی رہے ہیں

تمام ثمرات سے لطف بھی اٹھا رہے ہیں

تو ان سب کے بعد والی مغفرت کیا ہے۔ (دادو تحسین و نعرے)

یہ پھر کبھی مولانا نے چاہا تو بتاؤں گا کہ یہ مغفرت کے بعد کی مغفرت کیا ہے۔

بحرِ حال ہے ضرور، کیونکہ قرآن کہہ رہا ہے۔ میں نے تو جو کہنا ہے وہ صرف اتنا ہے۔ شہد کی

نہریں مِنْ غَسَلِ مُصَفًّى صَاف کیا ہوا شہد، اس کی نہریں بہتی ہوں گی۔

ہر ہر حلالی موالی سر اٹھائے۔ خیر شکن فرما رہا ہے۔ مَا الْعَسَلُ إِلَّا لَعَابُ النَّحْلِ

شہد کیا ہے؟ مکھی کا لعاب ہی تو ہے۔ (دادو تحسین)

فرمایا مکھی کا لعاب ہی تو ہے۔

جو لطف میں

لذت میں

ذائقے میں مطعومات کا سردار ہے۔

ہے لعاب اگر آسان لفظ استعمال کروں، مکھی کا تھوک ہے۔

او خوشی خوشی مکھی کا تھوک چاٹنے والو! (دادو تحسین)

اے نعمتِ عظمیٰ سمجھنے والو!

ویسے اللہ نے بھی ترتیب جب گئی ہے تو شہد کا نمبر سب سے اونچا رکھا ہے۔

سب سے پہلے کہا پانی کی نہریں جو عام چیزیں ہیں۔

دودھ کی نہریں جو اس سے خاص ہیں۔

پھر کہا شراب کی نہریں جو خاص الخاص ہیں۔

پھر کہا غسلِ مصفیٰ جو اخص الخاص ہے۔

یعنی شہد کو تمام مشروبات پر فوقیت دی۔ خیر شکن کہہ رہا ہے مَا الْعَسَل کیا ہے شہد؟ اِلَّا لُعَابُ

النحل شہد کی مکھی کا لعاب۔

میری طرف دیکھنا مسجد نبوی بھری ہوئی تھی۔ شہد کی مکھی اُڑی، رسول نے آواز دی۔ (داد)

اِنَّهَا النَّحْلُ تَعَالَيْنِ اَلَيْنَا مکھی ذرا ادھر آنا

مکھی ہتھیلی پہ بیٹھی۔ مُردوں سے خطاب نہیں کرتا غنفر، زندوں سے خطاب کرتا ہے۔

سر اٹھاؤ، دو منظر آسمان نے دیکھے سلیمان کی ہتھیلی پہ چوٹی تھی۔ اوئے آج فخر سلیمان کی ہتھیلی

پہ شہد کی مکھی ہے۔ چوٹی نے سلیمان کو لا جواب کر دیا یہ کہہ کر۔۔۔۔

سوال کیا تھا چوٹی نے۔

تیرا نام کیا ہے؟

سلیمان۔

تیرے باپ کا کیا نام تھا۔

داؤد

تو افضل ہے یا تیرا باپ

افضل تو میرا باپ ہے۔

کہا تیرے نام کے حرف کیوں زیادہ ہیں۔ (دادو تحسین)

داؤد چار حرف ہیں سلیمان چھ حرف ہیں۔ کہا تیرے نام کے حرف زیادہ کیوں ہیں؟

جناب سلیمان کو جواب نہیں آیا۔ اور یہ اللہ دکھا رہا تھا، کہ سلطنت کے تکبر میں چلنے والے میں چاہوں تو نبوت کو چھوٹی سے لا جواب کر دوں۔ (دادو تحسین و نعرے)

مصدر ہوتا ہے ایک اور اُسی سے اسم مصغر بنتا ہے۔ مثلاً "فُوقَان" یہ مصدر ہے۔ اب اگر اس کا اسم مصغر بنایا جائے۔ تو وہ بنے گا۔ "فُویقان" "فرقان" سے فریقان۔

سلمان مصدر ہے۔ اس کا مصغر ہے سلیمان۔ سلمان، سلامتی کا مصدر سلیمان یعنی چھوٹا سلمان۔ سلیمان کا نام رکھا اللہ نے، سلمان کا نام مَا يَنْطِقُ کی زبان نے۔

سلمان کا نام اُس کے ماں باپ نے نہیں رکھا۔ ماں باپ نے تو "روز بہ" رکھا تھا۔ آپ نے کہا تو روز بہ نہیں سلمان ہے۔

یا خدا اور محمد میں تصادم کر ورنہ۔۔۔۔۔

یہ چھوٹا سلمان ہے، بتا رہا ہے محمد زمانے کو اوجس علی کے نوکر کے مقابلے میں نبی چھوٹے ہو جائیں۔ اس علی کے مقابلے میں اللہ جانے کیا کیا چھوٹا ہوگا۔ (دادو تحسین و نعرہ)

سرکار فرماتے ہیں۔

إِنَّهَا النَّحْلُ تَأْكُلِينَ مَرًّا تَخْرُجِينَ حُلُومًا

تو کڑوی کڑوی تلخ غذائی کھاتی ہے۔

فرمایا تیری غذا تلخ ہے

ترش ہے

مروہ ہے

کڑوی ہے

(دادو تحسین)

تخرجین حلوا تیرے لعاب میں شیرینی کیوں ہے؟

حالانکہ جیسی غذا ہو ذائقہ ویسا ہوتا ہے۔ تیری غذا اور لعاب میں زمین آسمان کا فرق کیوں ہے۔

اب سر اٹھانا اگر کچھ خریدنے آئے ہو۔ اس نے کہا

كُلْ مَا أَكُلَ النَّاسُ عَلَى أَغْدَاكَ وَ أَهْلَ بَيْتِكَ وَ كُلَّمَا أَخْرَجْتُ عَسْلًا صَلَّيْتُ عَلَيْكَ وَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ

جب کھاتی ہوں زبان کو تلخ لگتا ہے، تیرے اور تیرے آل کے دشمنوں پر لعنت کرتی ہوں۔

(دادو تحسین و نعرے)

مجھے تلخی لگتی ہے، پھر میں تیرے اور تیری آل کے دشمنوں پر لعنت کرتی ہوں۔ پھر درود پڑھتی

(دادو تحسین و نعرے)

ہوں۔

بس مجھے کہنا اتنا ہے۔ جن پر درود کے صلے میں بننے والا لعاب

دوا بن جائے

شفا بن جائے

غذا بن جائے

دنیا و آخرت کا طعام بن جائے۔ لعاب محمد کیا ہوگا۔ (دادو تحسین)

یہ صلوات کا صلہ ہے، درود کا۔

ایک بات ذہن میں آگئی، آئی مالی تو نہیں کبھی میں نے۔ حدیث ہے

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ سُوقًا يُبَاعُ فِيهِ الصُّورُ

فرمایا جنت میں ایک بازار ہے، جہاں صورتیں بکتی ہیں۔ (دادو تحسین و نعرے)

صورتیں یعنی جو یہاں بد صورت ہے، اُسے گھبرانا نہیں چاہیے۔ جنت صورت پر نہیں ملتی۔

جنت سیرت پر ملتی ہے۔ اور سیرت کی پاکیزگی کا معیار علی کی ولایت ہے۔ (دادو تحسین)
یہ جس دل میں آجائے، معاشرے کے بد سے بدترین بندے کے دل میں ہو وہ صاحب
شرف ہے اور خود انہیں کی نسل والے کے دل میں نہ ہو۔ (دادو تحسین)

جی جی اللہ کے ہاں، محبت کے ہاں رشتے نہیں چلتے۔ اگر رشتے چلتے ہوتے تو سب سے پہلے
نجات نوح کے بیٹے کو ملتی۔ خسیس پیشوں والے پار اترے، بیٹا ذوب مرا۔
کیوں؟ اُن بد کردار لوگوں کا حجت سے ولا کا رشتہ تھا، وہ قائم رہا۔ لہو کا رشتہ ٹوٹ گیا۔
اسی لئے تو میرے مولانا نے کھیل سے کہا تھا۔

كُنْ مَعَنَا تَكُنْ مَعَنَا ہمارے ساتھ رہنا، ہم میں سے ہو جاؤ گے۔ (دادو تحسین و نعرے)
کون نہیں جانتا؟

کون نہیں جانتا؟ کہ رسول نے عبدالمطلب کے بیٹے کو شرف سے خارج کر دیا، ابولہب کو۔
اور مجوسی کے بیٹے کو مَعَنَا کہہ کر گلے سے لگا لیا۔ (دادو تحسین)
اِنَّ فِي الْجَنَّةِ سُوقًا جنت میں ایک بازار ہے۔ يُسَاعُ فِيهِ الصُّوَرُ اُس میں صورتیں
بکتی ہیں۔ اور نئی خریدی جاسکتی ہیں۔

یہاں جو جمال یوسف کے قصے سن کر سر دھنتے ہیں، وہاں لحوں میں یوسف کی صورت خریدی
جاسکتی ہے۔

دل ہے آج یوسف بنوں، خرید لو۔

آج فرشتے کے پیکر میں آؤں، خرید لو۔

سامعین مجھ سے پوچھتے ہیں قیمت، سائل نے بھی تیرے امام سے بڑی جلدی پوچھا تھا۔
قیمت وہاں کیا دینی پڑے گی؟

فرمایا: ثَمُنْهَا الصَّلَاةُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآهْلِ بَيْتِهِ (دادو تحسین و نعرے)

فرمایا محمد اور اُس کی آل پر ایک درود (دادو تحسین)

نہ نہ، اب ایسے نہ چھیڑا کرو۔ حلالیوں کی طرح جلدی جلدی فیصلے دیا کرو۔

جنت میں نماز ہے؟ نہیں۔

روزہ ہے؟ نہیں۔

حج ہے، زکوٰۃ ہے؟ نہیں۔

جہاد ہیں، اعمال ہیں؟ نہیں۔

درود وہاں بھی ہے۔ (دادو تحسین)

یہ موضوع نہیں ہے پھر بتاؤں گا کہ

وہاں ذکر علی بھی ہے اور ذکر حسین بھی ہے۔ (دادو تحسین و نعرے)

ایک بات بتاؤں گا، صرف ایک بات کیونکہ موضوع دوسرا ہے۔ رسول کی حدیث ہے تفسیر

فراست سے کوئی بڑی تفسیر ہے تیرے مذہب میں تو لے آ۔ ساڑھے گیارہ سو پونے بارہ سو

تفسیر قدیم۔ تیرے رسول کی حدیث ہے، طوبیٰ کی تعریف کر رہے تھے رسول۔ فرمایا ایک

ایک پتہ پوری دنیا کے برابر ہے۔ سرکار اتنا بڑا درخت کیوں ہے وہ فرمایا:

ظُلُّ طُوبَىٰ مَجَالِسُ شِيعَةِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ

اس کے نیچے علی کے شیعہ مجلس کیا کریں گے۔ (دادو تحسین)

چونکہ آدم سے لے کر قیامت تک کے شیعوں نے وہاں جمع ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے

اتنا بڑا سائبان لگا رکھا ہے۔ (دادو تحسین)

توجہ بات کہنے لگا ہوں اور عالمانہ ضمانت سے۔ مقام محمود چھت ہوگی، ایک مجلس اس کے

نیچے ہو رہی ہوگی۔ ایک طوبیٰ کے نیچے۔

طوبیٰ کے نیچے مجلسِ خیرِ شکن

دوسری مجلسِ سلطانِ کربلا

اب کون سا مومن ہے، جس کے دل میں علی نہیں۔

کون سا مومن ہے جس کے دل میں حسین نہیں۔

مومن دودلے ہو جائیں گے سوچنے لگیں گے ادھر جائیں کہ ادھر۔ آواز آئے گی ادھر جاسکتے

علی کی مجلس میں رسول موجود ہیں۔ کچھ ادھر دوڑیں گے، پھر آواز آئے گی ادھر آسکتے ہو اس

میں میں اللہ بھی موجود ہوں۔ (دادو تحسین و نعرے)

اس کی وجہ میں بتاتا ہوں حسین بننا مشکل کیوں ہے۔ ویسے تو علی کا خادم ہے حسین، محمد مصطفیٰ

کی رعیت ہے حسین۔ گردنوں بتول جیسی ماں کہاں سے لاتے۔ (دادو تحسین و نعرے)

علی کیوں نہیں بن سکتا حسین۔ بتول جیسی ماں کہاں سے لاتا علی اپنے لیے۔ علی اپنے لیے علی

جیسا بابا کہاں سے لاتا۔

رسول اپنے لیے اپنے جیسا نانا کہاں سے لاتا۔ (دادو تحسین و نعرے)

صورتیں بکتی ہیں۔ درود کے بدلے ایک صورت، جو چاہو بنا لو۔

جنت صلہ کس چیز کا ہے۔ کس چیز کے بدلے جنت ملے گی۔ نمازوں کے بدلے۔

کس کے بدلے؟ علی کی محبت کے بدلے۔ جس کی محبت کے بدلے جنتی روزِ نئی صورت بنا

سکتا ہے۔ اگر وہ منبر سے کہہ دے

أَتَقَلَّبُ فِي الصُّورِ كَيْفَ أَشَاءُ

میں ہر زمانے میں جیسے چاہتا رہا ہوں، صورتیں بدل بدل کر آتا رہا ہوں۔

ایک درود قیمت ہے صورت کی۔

ایک بندہ صورتوں کے بازار سے گزر رہا ہے۔ یوسف کی صورت پڑی ہے۔ ایک درود پڑھے گا، یوسف بن جائے گا۔ جس یوسف کو محمد کی رعیت کا فرد، علی کا حب دار ایک درود کے بدلے خریدے۔ (دادو تحسین)

نہیں وارے میں آ رہا ناں۔ یعنی جو چیز سستی ملے اُس کی قدر کہاں۔
ہاں ہاں اپنے پلے سے کچھ جائے تو۔

میلے میں ایک دہقان اپنی پگڑی سے جوتی صاف کر رہا تھا۔ دیکھنے والے نے دیکھا۔
پگڑی اور پگڑی آخر پگڑی ہوتی ہے۔ ویسے بظاہر قیمتی بھی لگ رہی تھی۔
اُس نے پوچھا: اوئے! اس پگڑی پہ کتنے روپے لگے ہیں؟ جی سات روپے۔
جوتی پہ؟ جی دو روپے۔

کہا بڑا احق ہے تو، دو روپے کور گزر رہا ہے سات روپے سے۔
کہا یہ ابانے دی ہے۔ یہ میں نے خود خریدی ہے۔
(دادو تحسین)

خود خریدی ہوتی تو پھر پتہ چلتا کہ آٹے دال کا بھاؤ کیا ہے۔ تو تو اس بات پہ اکڑ رہا ہے۔
پوری اولادِ آدم جکڑی ہوئی ہے، درود کی زنجیر میں۔ (دادو تحسین)
میں نے کہا لوگ حیران ہو گئے، اکثریت مجھے دیکھنے لگی۔ یاد دلا دوں یا بس کروں؟
آدم بنے پھر حوا بنی۔ آدم کی نظر پڑی، قدم بڑھائے۔

یا آدم علیٰ رسلک اے آدم وہیں کھڑا ہے۔
پاس جانا حلال نہیں تیرے لیے، جب تک نکاح نہ ہو۔ پالنے والے پھر جلدی کر۔

اور یہ آپ میں سے کون نہیں جانتا، نکاح کیلئے کم از کم کتنے بندوں کی ضرورت ہے۔ ایک دولہن کا وکیل ایک دولہا کا وکیل دو عادل برابر کے گواہ اور ایک نکاح خواں۔ (دادو تحسین)

جب تک پانچ نہ ہوں نکاح نہیں ہوتا۔ (دادو تحسین نعرہ)

آ، پھنسا کے ماروں گا تجھے وہاں جہاں پانی ہو بھی اور تو پی نہ سکے۔ ہاں یہ کیا بات ہے کہ جہاں پانی نہ ملے۔ نہ ملے تو نہ ملے مجبوری ہے۔ پانی ہو پھر پی نہ سکے۔ اب پڑھا اپنے ابا کا نکاح۔

کس سے پڑھوائے گا؟

اُن فرشتوں سے جو ابھی جدے میں پڑے تھے۔ (دادو تحسین)

کسی فرشتے کی یہ جرأت ہے کہ آدم سے کہہ سکے، تجھے حوا قبول ہے؟ نہیں ابھی جدہ کیا ہے۔ پھر جنوں سے پڑھوائے گا؟ جو دشمن ہیں تیرے ابا کے۔ جن کی اصل نے جدے سے انکار کیا تھا۔ وہ یوں گئے اور یہ یوں گئے۔ اب مخلوق نہیں۔

ڈھونڈو وہ پانچ کہ اب تیرے ابا کا نکاح ہو سکے۔ (دادو تحسین)

آ پہلا بشر بلکہ ابوالبشر، بشر نہیں ابوالبشر پہلی مشکل میں پڑا، دائیں بائیں دیکھا میں کیا کروں؟ عرش سے علی کی آواز آئی تیرا وکیل میں

(دادو تحسین)

ایک پردے دار کی آواز آئی حوا تیری وکیل میں

(دادو تحسین)

دو بھائیوں نے آواز دی ہم برابر کے عادل گواہ

حسن حسین برابر کے گواہ، برابر کے عادل، ہم پہلے۔

محمد مصطفیٰ نے کہا میں تیرا نکاح خواں

اک پولی جنی بگل، منتنا ضرور جا۔ کہ آج اگر میرا نبی نہ ہوتا نکاح نہ ہوتا۔

میں کہہ دوں اگر ابوطالب نہ ہوتا۔ (دادو تحسین و نعرہ)

یہ پانچ وارے میں ہیں؟ نہیں نہ سہی۔ پھر اور پانچ ڈھونڈ، جن کا آدم سے پہلے ہونا بھی ضروری ہو۔ اور جو اس منصب پر فائز بھی ہو سکیں۔ ورنہ تیرے ابا کا نہ نکاح ہوگا، نہ نسل حلال ہوگی۔

یہ پہلی مشکل تھی تیرے ابا، میرے ابا آدم پہ۔ پانچوں نے حل کی۔ خوش ہو گیا اللہ تعالیٰ انتظام ہو گیا۔

فرمایا ابھی ٹھہر میں نے تجھے زمین کیلئے بنایا۔ تیری اولاد میں، میں نے شریعت پھیلانی ہے۔ مہر کے بغیر نکاح حلال نہیں، مہر کا انتظام کر۔

صفی اللہ بغلیں جھانکنے لگے، کہا ہاتھ تو خالی ہیں۔ ابھی تو میں ملکوت میں ہوں۔

زمین پہ اتر انہیں

کچھ کا نا نہیں

کچھ کمایا نہیں

(دادو تحسین)

کچھ جوڑا نہیں

مہر کہاں سے دوں؟ آواز آئی، دیکھ! میری شریعت ہے میں نے مہر بنانا ہے۔

دو قسم کا معجل غیر معجل

معجل وہ ہے جو موقع پہ ادا کیا جائے۔

غیر معجل وہ ہے جس کا آگے وعدہ کیا جائے۔

تیرے لیے بھی میں نے دونوں بنائے۔ معجل تو ادا کرنا ابھی۔ (دادو تحسین)

اور غیر معجل کا مجھ سے وعدہ کر، حلال ہو جائے گی۔

پالنے والے معجل کیا ہے؟

میں حجرے میں تو نہیں، منبر پہ ہوں

مکے میں منہ نہیں، مایک پہ رکھا ہوا ہے۔

کوئی مائی کا لال رو پیش کرے غفنفر کا۔

کہا معجل یہ ہے صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ خَمْسَ مَرَّات

پانچ مرتبہ محمد اور آل محمد پہ درود پڑھ۔

نہیں نہیں بظاہر یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ نکاح حوا کا مہر جا رہا ہے محمد اور آل محمد کے گھر۔ تم

نکاح کر رہے ہو۔ مہر کے پیسے کسی اور کو دے دو۔

تہتر فرقوں کے مفتی لکھ دیں گے نکاح حلال نہیں، نسل حلال نہیں۔ کیونکہ مہر اسی کا جس کا نکاح، دولہن کا۔

اٹھ مفتیانِ عالم کو، اس گنجلک سے مجھے باہر نکالیں۔ اس کے علاوہ کوئی حل ہی نہیں۔

فقہ کیس کتابوں میں موجود ہے۔ اَلْعَبْدُ وَمَالُہٗ لِمَوْلَاہٗ غلام ہو یا کنیز وہ خود بھی اور اُن کی کمائی بھی اُن کے مولیٰ کی ہوتی ہے۔ (دادو تحسین)

غلام جسے مالک خرید چکا ہے۔ وہ خود بھی ملکیت ہے، اپنے مالک کی۔ اور جو کچھ وہ کمائے وہ بھی ملکیت ہے۔

او محمد اور آل محمد کے غلام زادو! او چودہ کی کنیز کے بیٹو!

یہ دلیل ہے حوا کنیز تھی اُن کی۔ (دادو تحسین)

آدم خادم تھا اُن کا۔ بات کا نتیجہ سن لو! یہ پانچ درود پڑھ لیے۔ غیر معجل بتا۔

فرمایا: جب زمین پر جائے اب آدم سمجھ رہا ہے

کوئی گندم بتائے گا کوئی جو

کوئی سونا کوئی چاندی

کوئی درہم کوئی دینار

کوئی سکے کوئی معدن

اللہ نے فرمایا تجھ پہ بھی واجب اور اولاد کو بھی نصیحت کر کے جانا

حَدَّثَهُمْ بِفَضَائِلِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ (دادو تحسین و نعرے)

تم بھی علی کے فضائل پڑھنا، اولاد سے بھی کہنا کہ علی کے فضائل پڑھو۔

علی کے فضائل مہر تھا تیری ماں کا۔ (دادو تحسین)

اولاد کے مہر میں ڈنڈی مارنے والو! (دادو تحسین و نعرے)

پوری اولاد آدم مقروض ہے علی کے فضائل کی

ہاں کچھ پڑھ کے ادا کریں

کچھ سُن کے ادا کریں

کچھ شک نہ کر کے ادا کریں (دادو تحسین)

جو پڑھ سکتا ہے اور نہ پڑھے یعنی منبر بھی ملے، سینے میں علم بھی ہے، بولنے والی زبان بھی ہو،

اور نماز روزہ بتا کے اُتر جائے۔ مہر کا قرض کھا گیا۔ (دادو تحسین)

اسی طرح جو سُن سکتا تھا، سُننا نہیں مہر کھا گیا۔

جس نے سُن بھی لیا مان سکتا تھا شک کیا۔۔۔۔۔

اور یہیں سے تو بنیاد دینی ہے۔ جو علی کے فضائل میں شک کرے۔ اس کے نطفے میں شک ہوتا

ہے۔ (دادو تحسین)

کیونکہ جب تک مہر کی ادائیگی نہ ہو نسل حلال نہیں۔ اور جب نسل حلال نہیں ہوگی۔ پیدائش مہلک ہوگی۔ اور جب پیدائش مہلک ہوگی، سینے میں علی کیسے آئے گا۔
علی نے تو دنیا میں آتے ہی نمونہ دکھا دیا۔

کعبے میں اتر کر کہ اتنا طاہر مکان پسند ہے مجھے۔ (دادو تحسین)

جی کعبے میں کفار کے بت نہیں ہونے چاہئیں اور دل میں شک کے بت نہیں ہونے چاہئیں
ورنہ کوئی اور تو آ سکتا ہے۔ وہاں علی نہیں آ سکتا۔

دور در پڑھ لول کے باواز بلند

خوش رہو! آباد رہو! مولا آپ سب کی عبادت قبول فرمائے۔ یہ بھی اپنے لیے نہیں پوچھتا۔
آپ کیلئے ہی پوچھتا ہوں۔ تاکہ ننگے سر بیٹھی ہوئی اس قوم کا احساس جگاؤں۔ کہ لاکھ دریا علم
کے بہائے جائیں۔ اگر چار آنسو نہ بہیں۔ آنکھوں میں نمی نہ اترے۔ شام والی مخدومہ راضی
نہیں ہوتی۔ اس کا مقصد پر سے کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ اکبر۔

بس میں یاد دلا دوں گا۔ آنسوؤں کی بھیک خود مانگ لینا۔ مصائب کوئی بھی پڑھا جائے۔ ذکر
کسی کا بھی کیا جائے۔ مجلس منسوب حسین سے رہتی ہے۔ آج تک کسی نے مجلس علی مجلس حسن
نہیں کہا۔ فضائل چاہے کسی کے ہوں، مصائب کسی کے ہوں تو گویا تم میں سے ہر بندہ حسین
پر رونے آتا ہے۔ شام والی بھی حسین کو رونے آتی ہے۔ دعا کرنا کہ میں کہہ سکوں تم میرا مفہوم
سمجھ سکو۔ ہر بندہ روتا ہے حسین پر۔ میدان کربلا میں چھ موقیعے ایسے آئے ہیں۔ جہاں خود
حسین دھاڑیں مار مار کے روئے۔ اللہ اکبر

حسین کا رونا اور ایسے نہیں دھاڑیں مار مار کے رونا مذاق نہیں۔ پتہ نہیں کتنی بار عرش پگھلا
ہوگا۔ کتنی بار عالم برہم ہوتے ہوتے بچا ہوگا۔ کتنی بار جسم بے جسی کی آنکھ سے وہ رویا ہوگا۔

سارے موقعے نہیں ان میں ایک موقعہ یاد دلا کے میں منبر چھوڑنے لگا ہوں۔

شب عاشور ایک موقعہ آیا، دھاڑیں مار کے روئے حسین۔ کیوں؟ یہ تو سنتے ہو۔ ایک چار سالہ بتول تھی۔ بڑا پیار تھا حسین کو اس بچی سے۔ اور یہ بھی طے ہے۔ جس رشتے سے حسین کو زیادہ پیار رہا ہے۔ اللہ نے اُس رشتہ کے حوالے سے امتحان بھی اُتار دیا ہے۔

بیٹوں میں اکبر سے زیادہ پیار تھا۔ کہا سینے میں برچھی دیکھ۔

حرموں میں جناب رباب سلام اللہ علیہا سے زیادہ پیار تھا۔ اَوَّلُ حَجَرٍ وُقِعَ عَلٰی جَبْهَتِهَا فِي السُّوقِ۔ بازار کا پہلا پتھر اصغر کی ماں کی پیشانی پر لگا ہے۔

بیٹیوں میں سکینہ سے زیادہ پیار تھا۔ اور امتحان اللہ نے یوں لیا کہ کربلا سے شام تک جتنے تازیانے شمر ملعون نے سجاد کو مارے ہیں۔ اتنے طمانچے اس کینے نے معصومہ کو مارے۔

شب عاشور باتیں ہو رہی ہیں، باتیں کرتے کرتے لاڈ میں آ کر (بس میرے فقرے سمجھ لینا اور اشارے بھی کہ مجھے عریاں لفظ استعمال نہ کرنا پڑیں) بچی نے لاڈ سے بلا تشبیہ بابا کے گلے میں بانہیں ڈالیں۔ بیٹی باپ کی ریش چومتی ہے۔ اور حسین آنکھیں بھرا کے بچی کے کان چومتے ہیں۔ رونے والو! ایک بار، دو بار، سہ بار، چار بار جب بار بار حسین نے کان چومے تو چاہے چار سال کی تھی۔ عام بچی تو نہ تھی۔ حجت کی بیٹی تھی۔ بابا کے گلے سے بانہیں نکال لیں۔ بابا آپ نے ہمیشہ سر چوما، ماتھا چوما۔ یہ آج ریت کیوں بدل دی۔ مسلسل آج میرے کان کیوں چوم رہے ہیں۔ یہی تو موقع ہے جہاں چیخیں نکل گئیں تھیں حسین کی۔ دھاڑیں مار کے روئے تھے۔ کہا بیٹی کل یہ گوشوارے چھن جائیں گے۔ تیرے کان زخمی ہو جائیں گے۔ وہ وقت مجھے رُلا رہا ہے۔ بابا کب؟ کل۔ کہاں؟ وہ سامنے اُس جگہ پر۔ بچی کی آنکھوں میں جہان بھر کی حسرت سمٹ آئی۔ بابا جب میرے گوشوارے اُتر رہے ہوں گے۔ تو مجھے چھڑائے

گابا؟ تو مجھے بچائے گا بابا؟ حسین نے ایک نیلے کی طرف اشارہ کیا۔ کہا جب تیرے گوشوارے چھینیں گے۔ میں اُس نیلے کے پاس سو رہا ہوں گا۔ بیٹی نے بڑے بھولپن سے کہا پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ جب شرلعین چھیننے آئیگا میں بھاگ کے تیرے پاس آ جاؤں گی۔ تیرے سینے پر گر کر تجھے اُٹھا دوں گی۔ پھر تو مجھے بچائے گا۔ دھاڑیں مار کے رویا حسین۔ کہا بیٹا بانہوں میں لے لوں گا۔ آگے تیرا مقدر، تیرے گوشوارے بچیں یا نہ بچیں۔ اب میں جن کے سینے میں پتھر ہے اُن کیلئے نہیں۔ جملہ اُن کیلئے جن کے سینے میں گوشت ہے۔ بس آ گیا وہ وقت شمر حرامی نے وہ حد عبور کر لی۔ جہاں محمد بھی رُک جاتے تھے۔ بچی کی نگاہ پڑی بابا کے لفظ یاد آئے۔ کانوں پہ ہاتھ رکھ کے سیکنہ مقتل کی طرف دوڑی۔ شمر ملعون نے دیکھا بچی دوڑ رہی ہے۔ یقیناً ہاتھوں کے نیچے بڑے قیمتی گوشوارے ہیں۔ یہ حرامی گھوڑے پر سوار ہوا۔ ذرا خود سوچو، ایک طرف چار سالہ بچی کی دوڑ ایک طرف گھوڑے کی رفتار۔ ابھی لاش سے کچھ دور تھی، شمر حرامی پہنچ گیا۔ گھوڑے سے کودا سیکنہ نے چلا کے کہا۔ بابا شمر آ گیا۔ حسین کی لاش نے بانہیں پھیلائیں۔ سیکنہ دوڑ کے باپ کے سینے پہ گری۔ بلا تشبیہ۔ حسین نے بانہوں کے ہصار میں لپیٹا لیا۔ تمہارا کیا خیال ہے شمر واپس چلا گیا۔ اس حرامی کا ایک ہاتھ ادھر آیا۔ دوسرا ہاتھ ادھر آیا۔ کر بلا میں ایک چیخ اُٹھی، حسین کی لاش تر پی۔ زمین میں زلزلہ آیا۔ حسین نے کہا زینب جلدی آمیری سیکنہ بہوش ہو گئی۔۔۔۔۔ مجلس ختم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ انبیاء سے ایک شہرہ آفاق آیت پیش نظر ذات واجب نے محبوبِ لم یزل نے غنفر سے لے کر آدم تک اور غنفر سے لے کر شبِ محشر تک پیدا ہونے والے ہر صاحبِ ایمان سے یہ کہا ہے کہ

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ.

یہاں ایک تھوڑی سی گزارش کروں گا، عام طور پر ترجمہ یہی ہوتا ہے۔ تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے سوال کرو۔ تو کیا اہل ذکر کے علاوہ بھی کوئی کچھ جانتا ہے۔ (دادو تحسین) جو مفہوم کبریائی ہے وہ یہ ہے۔

چونکہ تم نہیں جانتے اس لیے اہل ذکر سے سوال کرو۔

اب نہ تفسیریں دیکھنے کی ضرورت ہے نہ کتابوں کی ورق گردانی کی۔ اپنے ادراک کو سوچ کے ہر دے دے کر اُڑا دو اور اُسے کہو کہ اُٹھو کیونکہ اللہ نے کہا ہے کہ اہل ذکر سے سوال کرو۔

تو بس تلاش کر لیں اُس کو جو کہہ رہا ہو سَلَوْنِی (دادو تحسین)

گزشتہ چار مجالس میں سُن چکے ہو

قرآن کی تاثیر ہے عُقابِ رسالت

اسمِ اعظم کی تاثیر ہے عُقابِ رسالت

عین اللہ کی آنکھ سرمہ ہے عُقابِ رسالت

اس میں نشوونما ہے، اس میں رزق ہے، اس میں برکت ہے، اس میں تغیرِ سیرت کی تاثیر ہے۔

لیکن آج جو میں بتانے چلا ہوں یہ پچھلا سب بیچ ہو جائے گا۔ (دادو تحسین)

مگر مزاجوں کی آمادگی پر نہیں بتاؤں گا۔ (دادو تحسین و نعرے)

دعوے کی کئی قسمیں ہیں۔ صاحب منبر سلونی کی
کبھی عَنْ اسریِّ لِلْغُیُوبِ غیب کے اسرار پوچھو
سلونی عَمَّا دُونَ الْعَرْشِ ماورائے عرش کی باتیں پوچھو
سلونی عَمَّا سُبْتُہُمْ جوتی چاہے مجھ سے پوچھو

یا علی یہ بار بار سلونی، سلونی، سلونی سلونی
دوہی پکاریں دیکھیں ہیں میں نے کہ جن کی پکار سے کوئی پکار نکلائی نہیں۔ یا اس کی کُنْ
فَیْکُونِی (دادو تحسین و نعرے)

یا اس کی کُنْ فَیْکُونِی کہ جس سے کوئی آواز نہ نکلا سکی، یا تیری سلونی سلونی آخر تو
ہم بے علموں کو بتانا کیا چاہتا ہے۔

خیبر شکن کہہ رہا ہے سلونی ہَذَا لَعَابُ رَسُولِ اللہ سوال کرو علی کے سینے میں محمد کا لعب
ہے۔ (دادو تحسین و نعرے)

سلونی ہَذَا لَعَابُ رَسُولِ اللہ یہ اللہ کے رسول کا لعب بول رہا ہے۔

ذڑے سے عرش تک پوچھو

ثَرِی سے ثریا تک پوچھو

وَرَأْسِ ماورائے تک پوچھو

لیکن یہ بتانا بھی ضروری ہے علی بتانا یہ چاہتا ہے جو کائنات کو میں نے علم دیا ہے، یہ محمد کا لعب
ہے۔ میرا علم ابھی میرے سینے میں ہے۔ (دادو تحسین و پر جوش نعرے)

جو کائنات سے کہہ رہا ہے کہ سلونی سوال کرو مجھ سے۔

ٹولتے اندر گئے۔ کسی کا ہاتھ ہاتھی کے کان پر پڑا، اُس نے گھر جا کر بتایا ہاتھی پچھے جیسا ہوتا ہے۔ کسی کا اُس کی اگلی ٹانگ پر پڑا۔ اُس نے کہا ستون جیسا ہوتا ہے۔ کسی کا سوٹ پر پڑا اُس نے کہا لباس جیسا ہوتا ہے۔ چونکہ اندھیرا تھا، جس کے ہاتھ جو لگا۔۔۔۔۔

آگے مولانا روم فرماتے ہیں۔ او جاہل!

تو تیار کی علی را دیدہ ای۔

تو نے علی کو اندھیرے میں جو دیکھا ہے۔ (دادو تحسین دفرے)

ایک چیز بتاتی تھی میں نے، اگر یاد ہے تو۔ لعاب کے حوالے سے جو علامہ حق کے جواب میں شیعہ عالم نے کہی تھی۔ اُن کا ایک جملہ اور بھی تھا۔ وہ میں نے دانستہ روک لیا تھا۔ آج کیلئے روکا تھا۔ اب یہ تو مجھے دوہرانے کی ضرورت نہیں تاں کہ واحد ایک حقیقت بناتا ہے۔ واحد سے واحد شے صادر ہوتی ہے۔ اسی کو اُس نے آگے تقسیم کیا۔

اُن میں ایک جملہ بتانے لگا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ مِنْ بَيَاضِ ثَغْرِهِ النَّهَارَ وَمِنْ سَوَادِ شَعْرِهِ اللَّيْلَ وَمِنْ رَوَاحِ عَرْقِهِ
عُطُورَ الْجَنَّةِ وَمِنْ لُعَابِ فَمِهِ الْعِلْمَ وَخَلَاوَتِ الدِّكْرِ.

دعا کرنی ہے اللہ کرے میں حق کو حق کے تناظر میں پہنچاؤں۔ اور یہ سارے حق کو حق سمجھ کے اپنالیں۔

فرماتے ہیں۔ اللہ کا حبیب اُس عالم میں کبریائی کی تنہائی میں کسی بات پر مسکرایا۔ دانتوں کی چمک پڑی۔ اللہ نے اُس چمک سے دن بنایا۔ (دادو تحسین)

دانتوں کی چمک سے دن بنا۔ وَمِنْ سَوَادِ شَعْرِهِ اللَّيْلَ اپنے حبیب کی زلفوں کی سیاہی سے رات بنائی وَمِنْ رَوَاحِ عَرْقِهِ عُطُورَ الْجَنَّةِ پسینے سے نبی بنائے پسینے کی خوشبو سے عطر

(دادو تحسین)

بتائے۔

علامہ اسماعیل حقی نے تو کہا کہ محمد کی زبان ذکر سے بنی تھی۔ یہ کہتے ہیں ایسا نہیں ہے۔ وَمِنْ لُعَابِ فَمِهِ الْعِلْمُ وَخَلَاوَتِ الدِّمَكْرِ لَعَابُ دِهْنٍ سے اللہ نے علم کو خلق کیا اور ذکر کی کی شیرینی کو خلق کیا۔

(دادو تحسین)

ذکر میں مٹھاس کیوں ہے؟ لعاب محمد سے بنا۔ علم میں جلال کیوں ہے؟ لعاب محمد سے بنا۔ وہی صاحب لعاب محمد کہہ رہا ہے

(دادو تحسین نعرے)

وَزَيْنُوا مَجَالِسَكُمْ بِذِكْرِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ

زندوں کیلئے ایک جملہ ہے۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے۔ لَتُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا سوره یسین کی آیت ہے۔ اے میرے رسول تو اُن کو ڈراتا ہے جو زندہ ہیں۔

جو مر چکے ہیں اُن کو نہیں۔ یہ قبروں والے مردوں کی بات نہیں۔ یہ چلتے پھرتے جنازوں کی بات ہے۔ (داد)

کیونکہ حیات نام ہی علی کی ولایت کا ہے۔ اسی لیے علی کی محبت میں مرنے والے کو جھوڑ کے جگایا جاتا ہے۔ سُن بھی لے، سمجھ بھی لے۔ (دادو تحسین پر جوش نعرے)

تو میں نے کہا ہے زندوں کیلئے ایک جملہ ہے۔ کتنا پیار ہے اپنے محبوب سے اللہ کو۔ اب دیکھیں پسینہ ایک شے ہے۔ ایک چیز ہے۔ اور عربی میں یہ "فضول بدن" میں شمار ہے۔ یعنی جسم کی فضول چیزوں میں آیا۔ ابھی آیا۔۔۔ (پونچھ کے جھٹکنے کا اشارہ کیا)

یہی ہے ناں اب تمہاری زندگی میں سیروں، ڈھیروں، منوں پسینہ بہہ چکا ہے۔ کسی کام آیا بھی۔ فضول بدن ہے پونچھا جھٹک دیا، پھینک دیا۔ اور اللہ دودو کام لے رہا ہے اس سے۔ پسینے سے نبی، خوشبو سے خوشبوئے ارم۔ (دادو تحسین)

لعاب سے علم۔ یہ بتادوں کہ میں اگر عام کے لعاب پر بھی بحث شروع کر دوں۔ ہاں یعنی انسانی لعاب کی کیا خاصیت ہے۔ حیوانی لعاب اور پھر کس کس کے لعاب میں کیا کیا خاصیت ہے۔ یہ تو عشروں پہ عشرے پڑھے جاسکتے ہیں۔ پھر بھی بات ختم نہیں ہوتی۔

میں یہاں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ کتے کو تو جانتے ہو۔ کتے کو کون نہیں جانتا۔ میں شاید نہ جانتا کتے کو اگر میدانِ خندق نہ ہوتا۔ (دادو تحسین)

میدانِ خندق میں ابنِ عبدؤ دیزہ آ کے مارتا ہے میرے رسول کے خیمے پر۔

هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ يَمْلِكُ الْكَلْبَ غَتَاخٍ لِّجَعٍ فِيهِ كَهْتَا هَ اَسَ مُحَمَّدٌ كُوْنِيْ مَدِّمَقَابِلِ هَ هَ مِيرَا تُو بَهْجِ۔
شان کیا ہے اِنْكَ لَعَلِيْ خُلُقِيْ عَظِيْمٌ۔ خلقِ عظیم کا مالک کہہ رہا ہے۔

مَنْ لِهَذَا الْكَلْبِ هَ كُوْنِيْ اس كُتے کی زبان بند کرنے والا۔ (دادو تحسین)

یا رسول اللہ جس نے تجھ پر اوجھڑی پھینکی اُسے تو تو نے کتنا نہ کہا۔

جس نے تیرے گلوئے مبارک میں کپڑا ڈال کے بھینچا، آنکھیں اُبل پڑیں اُسے تو تو نے کتنا نہ کہا۔

جس نے راہ میں کانٹے بچھائے، اُسے تو تو نے کتنا نہ کہا۔

جس نے پتھر مار کے ابو لہان کر دیا اُسے تو تو نے کتنا نہ کہا۔

اس نے تو زبانی زبانی کہا۔ ہے کوئی مد مقابل تو بھیج۔

کہا تم جیسوں کو درس دیتا ہے، جو بھی ہمارے دروازے پر گستاخی کرے۔ (دادو تحسین)

تو بات ہو رہی تھی کُتے کی یہ کُتا کس سے بنا ہے۔

خَلَقَ اللّٰهُ كَلْبًا مِنْ بُزَاقِ اِبْلِيسَ شَيْطَانِ كَلْعَابِ دِهْنٍ سَ بِنَا هَ كُتَا۔ شیطان کی
چپتی ہوئی رال کا نتیجہ جہنم نہیں جا رہا، جنت جا رہا ہے۔ (دادو تحسین)

اور اولادِ آدم کی کثرت جہنم جارہی ہے۔ بات تو حجت سے پیار کرنے کی ہے۔ کتنا پیار کرے تو جنت چلا جائے۔ اشرف المخلوقات منہ موڑے تو جہنم چل جائے۔

اور یہ آدم و حوا کی حفاظت کیلئے اللہ نے بنائے تھے۔

کتاب میں پڑھنا، حدیث ہے یہ۔ آدم و حوا زمین پر اترے ناں جب۔ شیطان نے جنگل کے درندوں سے آکر کہا۔ دو خوبصورت پرندے دیکھ کر آ رہا ہوں جن کا گوشت بہت لذیذ ہے۔ آؤ انہیں کھاؤ۔

پیچھے پیچھے درندوں کا جلوس، آگے آگے شیطان دوڑ رہا ہے۔ دوڑتے دوڑتے اس کے منہ سے رال پڑکا۔ اللہ نے سُرخ رنگ کا جوڑا کتوں کا پیدا کیا۔ نر آدم کی طرف کھڑا ہو گیا۔ مادہ حوا کی طرف۔ اسی دن سے درندوں اور کتوں کی دشمنی اور اولادِ آدم سے کُتے کی وفا۔

(دادو تحسین)

میں کہنا یہ چاہتا ہوں علمِ طبوعات کے ماہرین سے بھی پوچھو اور اس حدیث کی روشنی میں بھی دیکھو۔ لعاب میں تخلیق کا اثر ہے تو کُتے بنے۔

(دادو تحسین)

اور اس کے نجس العین ہونے کی وجہ یہی ہے۔ کہ ابلیس کے لعاب سے بنا ہے۔ ابلیس کے لعاب سے شے خلق ہو سکتی ہے۔ اللہ جانے لعاب رسالت سے کیا کیا نہیں۔ (دادو تحسین)

اللہ نے اس لعاب سے علم، حلاوتِ ذکر، ذکر کی مٹھاس۔۔۔۔۔

میں اللہ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اگر ساتھ دو تو۔ پالنے والے کتنا پیار ہے تجھے اُس ذات سے جس کے لعاب سے بھی تو نے دودو کام لیے ہیں؟ جیسے پسینے سے دو، ویسے لعاب سے دو۔ اسی سے علم اسی سے حلاوتِ ذکر۔ یہ زبان خود کتنی میٹھی ہوگی؟

چکر مجھے اس بات پر آ رہے ہیں۔ حلاوتِ ذکر اس کے لعاب سے پیدا کی، شپ معراج لہجہ تو

کسی اور کا۔۔۔۔۔ (دادو تحسین و نعرے)

اچھا کس کا لہجہ تھا؟ علی کا۔ کس کا؟ علی کا۔ یہی تو چکر ہے۔

ذکر کی حلاوت میرے نبی کے لعاب سے۔ وہاں معراج میں لہجہ علی کا۔۔۔۔۔ تجھے تو خود اپنے حبیب کے لہجے میں بولنا چاہیے تھا۔ جس کے لعاب سے تو علم بناتا ہے۔ حلاوت ذکر بناتا ہے۔

آوازِ قدرت آئی غنفر ہذیان نہ بک۔ ہر بولنے والا اپنی زبان سے بولتا ہے۔ اور میری زبان کا نام علی ہے۔ (پر زور دادو پر جوش نعرے)

سوال کرو یہ لعاب ہے رسول کا۔۔۔۔۔

کون نہیں جانتا تم میں سے کہ 12 رجب کا دن اللہ کے گھر کی چھت کے نیچے (بلا تشبیہ) رحلِ نبوت پر بولتا ہوا قرآن ہے۔ لفظ یہ ہیں۔

فَلَمَّا نَظَرَ عَلِيٌّ إِلَىٰ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ تَبَسَّمَ..... إِلَهِهِ.

جونہی نظر پڑی بچے کی مسکرایا۔ دیکھ کے ہکا۔ فادلسی لسانہ فی فیہ رسول نے اپنی زبان علی کے منہ میں دے دی۔ (زور دار دادو تحسین)

میں یہاں کہوں گا کچھ نہیں کیونکہ میں نے کہہ دیا تو پھر بہت سے کہیں گے کہ کہہ گیا۔ ہاں تو میں صاحبانِ اشارت کیلئے اشارہ چھوڑوں گا۔ علی نے چوٹا شروع کر دی۔ اور اسی انتظار میں تین دن مسلسل فاطمہ بنت اسد جیسی مقدسہ کا دودھ قبول نہیں کیا علی نے۔ (دادو تحسین)

ناں اس بی بی کے تقدس میں کوئی کلام ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کے گھر سے بچہ لینے آئی ہے۔ اور تین دنوں تک عرش کے کھانے کی مہمانی کا لطف اٹھاتی رہی ہے۔ نہیں پیا دودھ ہاں رسول کی زبان قبول کر لی۔

اب اشارہ یہ ہے۔ کہنے والوں نے بہت کچھ کہا کہ چونکہ گواہ تھانبات کا، اور ہر گواہ اپنا خرچہ مدعی کے ذمے ڈالتا ہے۔ ایسا ہی ہوتا ہے ناں۔
 بھئی کسی عدالت میں تمہارا کیس ہے۔ تم مدعی ہو۔ جو گواہ لے جاؤ گے۔ کرایہ تمہارا یا اُس کا، کھانا پینا تمہاری جیب سے یا اُس کی جیب سے۔

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ يَبِينٍ رَبُّهُ يَقُولُ هَذَا مِنْهُ

علیٰ ہے شہد رسالت، رسول کا گواہ۔ تو غذا کا خرچہ گھر سے نہیں لیا۔ خوبصورت بات کی جس نے بھی کی لیکن جس روش پہ میں لے جانا چاہتا ہوں، یہ تو دیکھو رسول کیا ہے۔ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اس کی زبان پر پھر ہے مَا يَنْطِقُ کا اور علی کی زبان ہے لسان اللہ۔

حقائق کو زمانہ دیکھتا ہی نہیں۔ میں نے ایک مجلس میں بحث کی تھی میدانِ احزاب میں لباس بدلنے کی۔ یعنی یہ ہر کوئی پڑھ دیتا ہے علی کو ایسے نہیں جانے دیا لڑنے کیلئے رسول نے۔ پہلے کہا اپنا پیرا بن مجھے دے، میرا تو زیب تن کر۔

اپنا زیر جامہ مجھے دے میرا تو لے لے۔

اپنی پاپوش دے میری تو لے۔

اپنی انگٹھی مجھے دے، میری انگشتری تو زیب انگشت کر۔

اپنی تلوار مجھے دے جا، میری تو لے جا۔

آخر میں کہا اپنا عمامہ مجھے، میری دستار تو سر پہ رکھ۔ (دادو تحسین)

ایک لمحے میں تو فیصلے نہیں ہوئے۔ سلمان نے کہنی ماری ابوذر کو، ابوذر نے عمار کو، عمار نے عیثم کو۔ دیکھ دیکھ فیصلہ ہو گیا ہے۔ جو محمد کی زندگی میں دستار کا وارث ہے، بعد میں اور کوئی نہیں۔

(زوردار دادو پر جوش نعرے)

اب یہاں غصفر بھی اگر وہ کہے جو ہر کوئی کہتا ہے۔ تو پھر شاہ نجف نے غصفر کی ڈیوٹی کیا لگائی ہے۔ یہاں یہ کہہ کے وقت گزار دیا جاتا ہے۔ دیکھا علی کا شرف جو رسول کا لباس پہن کے جا رہا ہے۔

او عقل کے بیرو! دوسری سمت کیوں بھول گئے ہو۔ اپنا لباس اگر رسول نے علی کو دیا ہے۔ خود بھی تو علی کا پہنا ہے ناں۔ (داد و تحسین و نعرے)

ایسے ہی ہے ناں، اپنا اگر علی کو دیا تو علی کا لباس بھی تو خود لیا ہے۔ یا تو یہ کیا ہوتا کہ خود اور لباس بدل لیا ہوتا، اپنا کوئی علی کو پہنایا ہوتا پھر شرف تھا علی کو۔

میں نے تو یہ جملہ پڑھا، رسول کی خواہش تھی یا علی مدت ہو گئی ہے وطن چھوڑے ہوئے، آج دل چاہ رہا ہے تھوڑی دیر کیلئے تو محمد بن جا مجھے کبریاء بنے دے۔

(زوردار داد پر جوش نعرے)

تو بعینہ یہ جو لعاب چسایا جا رہا ہے تین دن کے علی کو، اس میں بھی دونوں جہتیں دیکھو۔

رسول کی زبان وحی، علی کی زبان لسان اللہ۔ (داد)

رسول نے کہا میری زبان چوس کے وحی سینے میں تو اتار لے اور لسان اللہ کا ذاتہ مجھے چکھنے دے۔ (پرزور داد، پر جوش نعرے)

وحی سینے میں تو اتار لے۔ جی جی وحی اُتر گئی بچے کے سینے میں۔

یہی تو وجہ تھی جو دس سال بعد آئی تھی، اس نے آج پڑھ دی۔ (پرزور داد، پر جوش نعرے)

لعاب ایک دن چسایا، کس کو؟ علی کو ایک دن۔ ایک دن چسایا علی کو رسول نے اپنا لعاب۔ اور خطیب ازل منبر پہ بیٹھ کر کہتا رہا۔

سَلَوْنِي هَذَا لُعَاب رَسُولِ اللَّهِ

یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی خفی آدمی ریزگاری کے کئی مکے اور نوٹوں کی کئی بور یوں سے کمرہ بھر دے۔ اور ریزگاری کے چھلکے لگا لگا کے کہے۔ یہ جو میں پھینک رہا ہوں ابھی تو ریزگاری ہے، میرا اصل سرمایہ تو اندر پڑا ہوا ہے۔

(دادو تحسین)

یہی علی کہہ رہا ہے یہ لعاب رسالت ہے اصل علم سینے میں ہے۔ (دادو تحسین)

یہ جو میں کائنات سے کہہ رہا ہوں کہ سوال کرو۔ یہ لعاب رسالت کا اثر ہے۔ ورنہ ہم دونوں کا علم تو مشترک ہے۔ (دادو تحسین)

ہمارا علم ایک ہی ہے کیونکہ ہم دونوں علم الہی ہیں۔ اُس نے اپنی نسبت کو ظاہر کرنا ہے، میں نے اپنی نسبت کو۔ نسبتیں ظاہر کرتے ہیں تو یہ ایک دن کے چند لمحے لعاب رسالت چوسا ہے علی نے۔

سامعین کو کچھ اور دکھانا چاہتا ہوں۔ جب تیرا مولا حسین دنیا میں تشریف لایا ہے۔ رسول گھر میں نہیں۔ حکم دے کر گئے تھے۔ ویسے تو مولا حسن کی دفعہ بھی حکم دیا تھا کہ میرا انتظار کرنا۔ بچوں کے روپ میں بھی آتے ہیں، ہیں آدم سے بھی پہلے کے لوگ۔ کبھی بچہ بن جاتے ہیں۔

کبھی لڑکا۔

کبھی نوجوان۔

کبھی جوان۔

کچھ روٹا شروع کیا ماں کا دل تھا، دودھ پلا دیا بی بی نے۔

رسول آئے، گھر میں داخل ہوتے ہی کہا پلا دیا ناں۔ اچھا وہ شاید کچھ اور چاہتا ہے۔ (دادو)

فرمایا پلادیا، ٹھیک ہے، امر الہی ہے۔ وہ شاید کچھ اور چاہتا ہے۔

اچھا اب جب حسین آئے چاہے میں سال گھر نہ آؤں ہمارے بچے بشری بچے نہیں کہ بھوک سے بلک کے مرجائیں۔ جب تک گھر نہ آؤں، حسین کو دودھ نہیں دینا۔ کچھ نہیں دینا۔

تیسرے دن آئے ہاتھوں پہ لیا۔ ہاتھوں پہ لیا۔ بلا تشبیہ ادلی لسانہ فی فہمہ اپنی زبان دی حسین کو۔ فَجَعَلَ يَمَضُّهُ حَتَّى رُوِيَ۔ یہاں تک کہ حسین سیر ہو گئے۔

اور کہا یہ میں نے آٹھ پہر کی غذا حسین کو دے دی۔ اب کل میں پھر آؤں گا۔ کچھ نہیں دینا۔

اور بیٹا میں چاہتا تھا کہ امامت حسن کی نسل میں جائے۔ (زوردار داد پر جوش نعرے)

میں چاہتا تھا امامت حسن کی نسل میں جائے لیکن وہ شاید یہ چاہتا تھا کہ نسل شبیر میں جائے۔ ہاں خدا کی قسم یہی لفظ ہیں۔

حَتَّى تَمَّ رَضَاعَتُهُ وَنَبَتْ لَحْمُ الْحُسَيْنِ مِنْ لَحْمِ رَسُولِ اللَّهِ

یہاں تک کہ حسین کی رضاعت شیر خواری کے ایام تمام ہوئے۔

اور شیر خواری کے ایام جانتے ہو کتنے ہیں۔

وَلَوْ الدَّاءِ يَوْضَعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

ماؤں کو چاہیے کہ دو سال کامل بچوں کو دودھ پلائیں۔

دو سال حسین کو رسول لعاب رسالت چماتے رہے۔

حَتَّى نَبَتْ لَحْمُ الْحُسَيْنِ مِنْ لَحْمِ رَسُولِ اللَّهِ

حتیٰ کہ حسین کا گوشت رسول کے گوشت سے پیدا ہوا۔ (زوردار داد)

اب فیصلہ کرو، میں بیان روکوں۔ علی کو چسایا لعاب ایک دفعہ، حسین کو سات سو بیس دفعہ۔

(زوردار داد)

علی کو ایک دن، حسین کو سات سو بیس دن۔ دو سال۔

جس نے ایک دن چوسا وہ کہتا ہے سَلُونی (زوردار داد)

اور جس نے دو سال چوسا اُسے کیا ہونا چاہیے۔ بولو آج میرا ہر سامع مفتی ہے۔ فتویٰ دو اُسے کیا ہونا چاہیے۔ اُس کی زبان میں کیا اثر ہونا چاہیے۔ جو حسین اللہ نے بنایا، وہ تو زمانے میں ظاہر ہی نہیں ہوا۔

یہ سنتے ہو جب بار ہواں ظہور کرے گا۔ تیرہ معصوم دنیا میں واپس آئیں گے۔ اس وقت ظاہر ہوں گے کہ ہم تھے کیا۔ (زوردار داد پر جوش نعرے)

میں نے کہا اصل حسین ظاہر ہی نہیں ہوا۔ اصل علی ظاہر ہی نہیں ہوا۔ یہ جو دنیا نے دیکھا۔ یہ ابھی لعاب رسالت کی تجلیاں ہیں۔ جو بے زبان کی مٹھاس ہے۔ وہ قائم کے ظہور کے بعد ظاہر ہوگی۔ (داد)

اس وقت تجھے پتہ چلے گا۔ میں تو لعاب کے فضائل سن کر انکار کرتا رہا، یہ تو یہ نکلا۔ (نعرے) یہ جو حسین کے لہجے میں تاثیر الہی ہے۔ یہ اُسی لعاب ہی کا تو اثر ہے۔ مقدر میں نہیں ہوتی اولاد لوح پہ نہیں لکھی ہوتی۔ (داد)

اور حسین کہتا ہے ٹھیک ہے لوح پہ نہیں لکھی ناں، میں لکھ رہا ہوں۔ (داد) چلو اگر میرا پہلا جملہ نہیں سمجھا تو اب سمجھو۔

یہ محمد کا کالعب بول رہا ہے۔ ابھی محمد کا لہو نہیں بولا۔ (پر زور داد)

اچھا تھوڑا سا فرق بتاؤں۔ ابھی تو راہب کی جھولی میں بشری بچے ٹپک رہے ہیں۔ (داد)

میں کہاں جاؤں؟

میں کیا کہوں؟

یہ بشری بچے ہیں۔ یہ ایک دے دیا۔ یہ دود دے دیے۔ یہ تین دے دیے۔ یہ چار دے دیے۔
یہ لعاب بول رہا تھا ناں۔

اگر محمد کا لہو بول رہا ہوتا ناں۔

کہیں سے آدم نکلتا

کہیں سے نوح

کہیں سے ابراہیم

کہیں سے ابراہیم نکلتا۔ (دادو تحسن و نعرے)

ابھی بھی میں نے چھپا کے بات کی ہے۔ بولے محمد کا لہو تو آدم کو نہیں نکپنا چاہیے۔

کیونکہ آدم پسینے کا قطرہ ہے۔ (دادو تحسین و نعرے)

کیونکہ آدم ایک قطرہ ہے رسول کا

نوح ایک قطرہ ہے

ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ ایک قطرہ ہیں۔

اگر میرے نبی کا لہو بولتا۔ اللہ جانے کیا کیا ہوتا۔

ایک دن آئے گا جب پتہ لگے گا زمانے کو حسین کیا ہے۔

ہم نے حسین کو کیا سمجھا تھا، کیا نکلا۔

جس نے ایک دن لعاب چوسا وہ حلال مشکلات ہے، وہ مظہر العجائب ہے۔ وہ خود

(دادو تحسین)

اسی محمد کا مددگار ہے۔

میرا خدا کی قسم سینہ پھنسنے کو ہے۔ میں بھی بشر ہوں۔ آخر میں بھی انسان ہوں۔ میری بھی کوئی

حدیں ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے۔ میں اڑ جاؤں یا واپس نہ آؤں۔ سینہ پھٹ جائے کہوں تو

کہوں کیا۔ جس نے ایک دن لعاب چوسا۔۔۔۔۔

اوہ کابکا بیٹھے والو! آؤ میری انگلی پکڑو۔ چودہ سو سال پیچھے لے چلوں۔

۔۔۔۔۔ توڑے حسین نے

فضا خلا ہوا بھر گئی جنوں سے، فرشتوں سے

حسین نے اوپر دیکھا

جبرائیل جن تو جاہل ہیں تو فرشتوں کی فوجیں لے کر کیوں آیا؟ (دادو تحسین و نعرے)

کہا یہ تو بے علم ہیں تو کیوں آیا؟

کہا جَنَّا لِنُصْرِكَ يَا ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ۔ اے رسول کے بیٹے! تیری مدد کیلئے۔

بس چہرے پہ سُرخ آئی حسین نے فرمایا۔ جَنَّتْ لِنُصْرَتِي لَمَّا كُنْتُ نَاصِرًا لِوَلِيِّي۔

تو میری مدد کرے گا، تجھے معلوم نہیں میں تو اس کا مددگار ہوں۔ (دادو تحسین و نعرے)

حسین کہتا ہے میں تو اپنے پروردگار کا ناصر ہوں۔

ابھی یہ لعاب محمد کی تجلیاں ہیں۔

ابھی خون نہیں بولا۔ جب خون بولے گا اُس دن کوئی نہیں بولے گا۔ (دادو تحسین و نعرے)

نظریں عرش کی جانب رَفَعَ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ ہمیں عرش والا ہوں اللہ کہے گا۔

عرش والا، عرش والا، عرش والا تکرار ہو رہی ہوگی۔ سینوں میں لفظوں کے بغیر۔

آج دیکھیں اللہ عرش پہ نظر آتا بھی ہے یا نہیں۔

اچانک جب حجاب سر کے گا۔ آواز آئے گی۔ اَيْنَ الْوَلِيِّ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ

کہاں ہے میرا ولی حسین ابن علی۔

ہاں پروردگار میں حاضر ہوں۔

آوازِ قدرت آئے گی۔ حسین نہ بدن میرا کل تھا، نہ بدن میرا آج۔ جس نے تیرے نانا کا لعاب ایک دن چوسا۔ اُس میں نے کعبے میں اُتارا۔ تو نے دو سال چوسا۔ آمیرے عرش پہ بیٹھ کر میری جگہ فیصلے کر۔
(دادو تحسین و نعرے)

اس زینے تک میں نے آپ کو لعاب رسالت دکھایا ہے۔

خون اس سے آگے ہے

حقیقت اس سے آگے ہے

ماہیت اس سے آگے ہے

ذات اس سے بھی آگے ہے
(دادو تحسین)

درو پڑھ لوٹل کے باوا بلند

خوش رہو آباد رہو۔ مولا آپ سب کی عبادت قبول فرمائے۔ بس زیادہ پڑھ لیا ہے۔ تھوڑا سا

اور پڑھنا ہے۔ اب یہی سوچ کے سن لینا۔ کہ اگلے سال وہی روئے گا۔ جو رہے گا۔ آج کا

رونا صرف اسی کا ہے، جو ہے۔ بانیِ خمسہ نے بتایا ہے۔ کہ تابوت برآمد ہوگا، اس کا جس کا

جنازہ گیا ہوا واپس آیا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ میں دعا ہی دے سکتا ہوں تمہاری آنکھوں

کو جو جو اس غم میں رو رہی ہیں۔ اس غم کے صدقے کسی اور غم میں کبھی نہ روئے۔ ہاں کوئی تمیز

عریض نہیں۔ ہر کہانی کو جانتے ہو تم۔ تاریخِ عالم میں مثال نہیں ملتی۔ کسی گداگر کا جنازہ بھی

جا کے گھر واپس نہیں آتا۔ اللہ جانے بول کے بیٹوں نے بگاڑ کیا تھا۔ یہ دیکھ لو میرے جڑے

ہوئے ہاتھ، نظر آرہے ہیں ناں۔ یقیناً تمہارا دل دکھاؤں گا میں۔ اور اس کیلئے پیٹنگی ہاتھ

جوڑ دیے۔ کہ چوٹ لگے تو مجھے معاف کر دینا تیری شام والی بی بی کا جملہ ہے۔ وہ کہتی ہے

میرے گھر میں جتنے سفید کپڑے تھے۔ میں نے تو جو پڑھنا تھا پڑھ دیا۔ تھوڑی دیر میں وہ

سارے لال ہو گئے، سارے سرخ ہو گئے۔ ایک جملہ اسی کی خوشنودی کیلئے کہتا ہوں۔ جو پردے میں۔ زہر مل گیا۔ بغیر کسی تمہید کے اور یہ تو جانتے ہو زہر اندر اترتا ہے، کلیجہ بھی کاٹتا ہے۔ جگر کے ٹکڑے بھی ہوتے ہیں۔ پڑھنے والے اپنی طرف سے بڑے تصرفات کرتے ہیں۔ قاسم کو بلایا، گریبان چاک کیا، مٹی ڈالی۔ میں نے یہ روایت کہیں نہیں دیکھی۔ کہیں نہیں ہے۔ میں نے اتنا پڑھا ہے کہ حسن نے سینہ دبایا ہوا ہے۔ آواز دی کوئی میری نینب کو کوئی بلائے۔ میرے جگر کے ٹکڑے باہر آنے والے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے روکا ہوا ہے۔ علی کی بیٹی وضو کی تیاری کر رہی ہے۔ اچانک زمین ہلی، تڑپ کر کھڑی ہو گئی۔ کہا اماں فضہ میرے حسن کو خیر نہیں ہے۔ زمین کا ہلنا بتاتا ہے۔ میرا حسن خیریت سے نہیں ہے۔ جلدی سے چادرِ تطہیر سر پہ لی۔ حسن جگر دباتا رہا۔ ادھر علی کی بیٹی نے قدم رکھے۔ پڑھنے والے بتاتے ہیں ناں طشت میں جگر کے ٹکڑے لیے۔ یہ روایت صحیح ہے۔ طشت میں لیے لیکن جب اندر آئی طشت اٹھانے کا موقع نہیں تھا۔ وہ ٹکڑے جن سے حسن لڑ رہا تھا۔ اچانک باہر اُبلے، تھال اٹھانے کا موقع نہیں تھا۔ بلا تشبیہ۔ نینب نے دور سے ہاتھوں کا پچالہ بتایا۔

لَطَحَتْ وَجْهَهَا وَرَأَتْهَا

کچھ خون چہرے پہ لگایا۔ کچھ بالوں پہ لگایا کہاں اس طرح اماں سے ملاقات کروں گی۔ اس طرح اپنے نانا سے ملاقات کروں گی۔۔۔ ختم مجلس۔

مجلس نمبر 6۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صلوٰۃ باوازیلہ.....

سورہ نساء سے ایک آیت پیش نظر ہے میرے..... درحقیقت ان مجالس کا جو موضوع ہے اس میں میری منشاء شامل نہیں..... بانی مجالس نے اپنی طرف سے لکھ دیا..... میں نے اس سے کہا کہ حقیقت محمدیہؑ تم نے لکھ تو دیا، شان نبوت نہیں..... شان رسالت نہیں..... حتیٰ کہ فضیلت محمدیہؑ بھی نہیں، حقیقت محمدیہؑ..... پہلی بات تو یہ ہے کہ کائنات میں اُسے جانتا کون ہے؟ اور جہاں تک میں بھی اپنے ناقص علم کے تحت اُس کو جانتا ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ اُس کے بھی خریدار کتنے موجود ہیں؟ بہر کیف میں اپنی سی کوشش کرتا ہوں، کچھ غلطی طے سے بات شروع کرنے کی.....

فَذَرَّآئِمُ بَرَّهَانَ مِنْ رُكْبَتِهِ وَأَنزَلَ الْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ لِقَوْمٍ يُفْقَهُونَ

فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (دلیل نہیں) برہان چل کے آیا ہے اور ہم نے تمہاری طرف نور میں نازل کیا ہے۔
کم از کم آیت کے آدمے جسے تک تبر (۷۳) فرق اسلامیہ کے مفسرین متفق ہیں کہ یہ تمہارے رسولؐ کے حق میں ہے۔ اللہ نے رسولؐ کو برہان ربوبیت کہا ہے..... ایک دلیل ہوتی ہے..... ایک برہان..... دلیل لفظوں کے لباس میں ہوتی ہے۔ آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سارے نبی اللہ پر دلیل لائے..... میرا رسولؐ دلیل نہیں برہان بن

کے آیا.....(نعرے)

یعنی ہر حجت نے یہی کہا.....خدا ہے.....کونسا؟ جسے میں جھک رہا ہوں
.....جس نے سورج بنا دیا، جس نے چاند بنا دیا، جس نے زمین و آسمان خلق کئے۔ بس اتنا
فرق ہے.....باقی جہتیں یہ دلیلیں دیتی رہیں.....میرے رسولؐ نے کہا.....خدا کیسے ہے؟
دلیل.....میں ہوں۔(نعرے)

آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک ہر نبی کا معجزہ اس کی ذات سے الگ ہے۔ یعنی حجت کی
ذات اور ہے اس کا معجزہ اور ہے.....موسیٰؑ اور ہے اس کا عصا اور ہے.....لے دے کے
ایک مخالف ہو سکتا ہے صاحبانِ علم کو کہ موسیٰؑ کی ذات میں برہان تھا، ید بیضاء.....!!
اس کے بارے میں قرآن کہتا ہے چالیس برس کے بعد بھی اللہ موسیٰؑ سے کہہ
رہا ہے: (ط: ۲۳)

وَاضْمُرْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْوِجَ بَيْضَاءَ ۝

اپنا ہاتھ اپنی بغل میں ڈال، اور پھر نکال، چمکیلا ہوگا۔

جب تک اللہ نے یہ نہیں کہا تب تک ہاتھ ید بیضاء نہیں تھا اور یہ کہنے کے بعد بھی
ہر وقت چمکتا نہیں رہتا تھا۔ اس کے برعکس میرے نبیؐ کی ذات برہان ہے.....!!(نعرے)
جیسے اللہ کی صفتیں ذات میں ہیں.....ہر موصوف کی صفت ذات سے الگ ہوتی
ہے لیکن اللہ کی صفات ذات سے الگ نہیں عین ذات ہیں.....اسی طرح میرے رسولؐ کے
معجزے اس کی ذات سے الگ نہیں بلکہ اس کی ذات میں ہیں.....

عیسیٰؑ مٹی اکٹھی کرے گا، پانی لائے گا، پرندہ بنائے گا، بھوکہ مار کے مردہ

جلائے گا..... عیسیٰؑ اور ہے معجزہ اور ہے..... یعنی عیسیٰؑ کا معجزہ ذات سے الگ.....
 ابراہیمؑ نے پرندے زوج کئے، قیصر کر کے ملا دیئے، پھر بلایا..... ابراہیمؑ اور ہے،
 معجزہ اور ہے..... آگ گلزار کر دی، ابراہیمؑ اور ہے، معجزہ اور ہے.....
 لیکن میرا رسولؐ جس دن سے دنیا میں آیا اور جب تک رہا، بدن کا سایہ نہیں تھا
 (وادو تحسین)

بزم کائنات میں پہلی اور آخری ذات ہے جس کی ذات معجزہ..... جس کا ظاہر
 معجزہ..... جس کا سر سے پاؤں تک الگ الگ معجزہ..... (نعرے)
 بال معجزہ..... چال معجزہ..... حال معجزہ.....!
 بال معجزہ نہیں ہیں میرے رسولؐ کے.....؟

مامون الرشید کے سامنے آٹھ بال آئے..... سلطان المشہد امام رضا علیہ السلام کو
 بلایا گیا کہ دیکھئے..... رسولؐ کے بال ہیں تو میں اسے انعام دوں ورنہ جھوٹ بولنے پر قتل
 کر دادوں..... مولانا نے تین بال الگ کر دیئے، پانچ علیحدہ..... یہ تین میرے تانا کے ہیں۔
 حیران ہو کے مامون کہتا ہے آپ کو کیسے خبر؟

دیکھنے میں تو ایک جیسے ہیں..... (جی جی جی..... اسی مغالطے سے تو
 نکالنا ہے کہ دیکھنے میں ایک جیسا ہونا حقیقت میں ایک جیسا نہیں ہوتا)
 مولانا نے فرمایا کسی معیار پر پرکھنے کی ضرورت کیسی.....؟

جو حقیقت ان بالوں کی ہے وہی میری اپنی ہے..... اور حیرتی تسلی کے لئے
 چاہتا ہوں کہ آگ مگلاؤ..... آٹھوں کے آٹھوں بال مولانا نے آگ میں ڈال دیئے
 پانچ جاتے ہی جل گئے اور دوسرے جو نبیؐ آگ میں گئے آگ بجھ گئی.....!

اُب بتاؤ..... بال مجروح ہیں کہ نہیں..... حالانکہ یہ تو فاضل اشیاء میں سے ہیں۔
کاٹ کے پھینک دیئے جاتے ہیں، بے جان ہیں۔

ہندی طبیب نے میرے مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ ناخن
میں جان کیوں نہیں؟ بالوں میں جان کیوں نہیں؟

فرمایا حکیم مطلق کی حکمت کو نہیں سمجھ سکا؟ ناخن بھی کاٹنا ہوتے ہیں، بال بھی کاٹنا
ہوتے ہیں..... اگر اللہ ان میں جان رکھتا تو ایذا کون برداشت کرتا.....؟ یہ تو وہ
چیزیں ہیں رسول کی جو بے جان ہیں..... یہ ہیں بے جان.....!

رسول کی وہ چیز کیا ہوگی جس میں جان ہے اور وہ کیا ہوں گی جس میں رسول کی
جان ہے..... (نعرے)

رسول خداؐ نے بال کٹوائے..... ایک صحابی اٹھا کے گھر لے گیا۔ کچھ دنوں کے
بعد آیا کہا یا رسول اللہؐ! عجیب بات ہے جس الماری میں میں نے آپؐ کے بال رکھے ہیں،
ساری رات وہاں تلاوت قرآن کی آواز آتی ہے..... (نعرے)

جب رسولؐ کے بال تلاوت کر سکتے ہیں تو کبھی رسولؐ کا لہو نیزے پہ تلاوت
کرے.....! (نعرے)

ناخن کٹوائے..... جناب خدیجہؓ سے کہا..... کہیں پھینکوا دیں..... بی بی نے ایک
ریشمی رومال میں باندھ کے رکھ دیئے..... کچھ دن گزرے، کسی کام سے المادی کے قریب
گئیں، بھولی، نظر پڑی پوٹلی پہ، سرکار گھر نہیں تھے، یاد آئی رسالت کی، چلو ناخن کی زیارت
کر کے یا محمدیؐ کو تازہ کر لوں..... کھول کے دیکھا ناخن نہیں تھے..... سارے کے سارے
دُوزخ میں چکے تھے.....!

تو یہ فاضل چیزیں ہیں..... اسی لئے میں نے کہا ہے اس کی ایک ایک شے معجزہ ہے..... بدن سایہ نہیں رکھتا.....

علماء نے دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے کہ کیوں نہیں تھا سایہ؟
علامہ زرقانی مشہور عالم ہیں المسند کے، انہوں نے ایک جملہ لکھا ہے
..... پیارا سا کہ کیوں نہیں تھا رسول کا سایہ.....؟

لَآئِنَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کَانَ ظِلُّ اللّٰهِ وَاَنَّ ظِلًّا لَا یُکُونُ لَہٗ ظِلٌّ
وہ فرماتے ہیں چونکہ رسول، اللہ کا سایہ تھے، اور سائے کا سایہ نہیں ہوتا۔

اب اس منبر کی قسم! حقیقت اس سے کہیں آگے ہے.....
ایک دلیل دے کے آگے گزر جانا چاہتا ہوں..... چلیں جی خود اللہ کا سایہ تھے،
خود رب الہی تھے اس لئے سایہ نہیں تھا۔

کپڑوں کا تو ہونا چاہیے تھا؟..... (نعرے)

اُس کی ذات معجزہ، اُس کی صفات معجزہ، اُس کے افعال معجزہ، اُس کے جواہر معجزہ، اُس کے عوارض معجزہ، اُس کی طبیعت معجزہ، اُس کی طینت معجزہ، اُس کی جبلت معجزہ، اُس کا ظاہر معجزہ، اُس کا باطن معجزہ، اُس کا کل معجزہ، اُس کا جو معجزہ..... ایک ایک عضو معجزہ..... کیونکہ یہ ذات خود برہان الہی ہے.....

کتنی کراہت آمیز اور توہین آمیز حقیقت ہے کسی پر تھوک پھینک دینا..... زمین پہ بیٹھ کے کہہ دینا آسان ہے میں رسول جیسا..... رسول مجھ جیسا..... اس کا تھوک معجزہ ہے۔
میں صرف لحاظ رسالت کے کرشمے بتانے لگ جاؤں، مدت ختم ہو جائے گی۔
جائز کہتا ہے یا رسول اللہ! ہمارے کنویں کا پانی اتنا کڑوا ہے کہ اتنا ٹمہ بھی تلخ

نہیں ہوتا۔ فرمایا ایک گلاس پانی لے آؤ۔۔۔۔۔ وہ لائے۔۔۔۔۔ تھوڑا سا لعابِ دہن اس میں ڈالا۔۔۔۔۔ کہا کنویں میں ڈال دو۔۔۔۔۔ شہداتا بیٹھا نہیں ہوتا جتنا وہ پانی بیٹھا ہو گیا۔ (نعرے) تھا تلخ، ہو گیا شہد سے بھی زیادہ بیٹھا۔۔۔۔۔ طینت بدل گئی۔۔۔۔۔ پانی کی صورت نہیں، سیرت بدلی۔۔۔۔۔ پانی کا ظاہر نہیں، حقیقت بدلی۔۔۔۔۔ جبلت بدلی۔۔۔۔۔ سوچنا ضرور جس کا لعابِ جبلت بدل سکتا ہے، اس کا خون کیا کیا بدل سکتا ہوگا۔۔۔۔۔!! (نعرے)

حقیقت محمدیہ کائنات میں جاننے والے صرف دو ہیں:
اللہ۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ علیؑ

میں پوری کائنات میں بھرا، (عالم معنی میں، عالم جسمانی میں نہیں)
میں انسانوں کے پاس گیا۔۔۔۔۔ کیسا ہے میرا رسولؐ۔۔۔۔۔ ہم جیسا ہے!!
پھر میں نے دیکھا انسانوں میں اکثر جاہل۔۔۔۔۔ کسی کو کلمہ سیدھا نہیں آتا۔۔۔۔۔
کسی کی قرأت درست نہیں۔۔۔۔۔ کوئی علم سے دُور۔۔۔۔۔ کوئی عقل کا میری۔۔۔۔۔ اور
اگر کوئی پڑھا لکھا۔۔۔۔۔ یہ تو دستورِ فطرت ہے کہ ہم میں سے ہر شخص وہاں تک کا عالم ہے
جہاں تک جانتا ہے۔ جہاں سے ہمارے نہ جاننے کی حد شروع ہوتی ہے ہم بھی جاہل
ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اسی لئے قرآن کہہ رہا ہے سورہ یوسف میں (آیت ۷۶)

وَقَوَّيْ كُلَّ دِينٍ عَلَيْهِ

ہر صاحبِ علم کے اوپر ایک علم ہوتا ہے۔

میں نے دیکھا جو بشریت ہے جاہل، وہ حقیقت محمدیہؐ کو کیا پہچانے۔۔۔۔۔!!

میں نے سوچا انسانوں سے پوچھنا ہی نہیں چاہیے.....
اور یہ بھی طے کہ رسولؐ نے اپنا آپؐ کبھی بتایا ہی نہیں کہ میں کیا ہوں؟
بتاتے تو کس کو؟

جب ہم اپنے نفس کو نہیں پہچانتے تو جو نفس سے عاری ہے اُسے کیا پہچانتے
!!.....

میرا رسولؐ نفس سے عاری ہے.....
پھر میں فرشتوں میں چلا گیا..... فرشتوں میں میں نے دیکھا کہ کوئی چھوٹے ہیں
اور کوئی بڑے..... پھر میں نے دیکھا کہ اُن میں چار بڑے ہیں..... پھر چار میں سے دیکھا،
ایک سید الملائکہ ہے.....

اب جب میں نے اُسے دیکھا ہنجلُسُ فَقَعْدَةُ الْقَبْدِ
جب بھی یہ سید الملائکہ تیرے رسولؐ کی بارگاہ میں آیا..... ایسے زاؤ سیٹ کے
بیٹھا جیسے پست ترین غلام بادشاہ کے سامنے بیٹھتا ہے.....
میں نے دیکھا..... یہ تو غلاموں کی طرح بیٹھتا ہے..... غلام کیا بتائے گا آقاؐ کیا
ہے.....؟

بلکہ میں نے اُس سید الملائکہ کو اس گھر کی نوکرانیوں سے جھڑکیاں کھاتے سنا
..... (داد و تحسین)

میرے رسولؐ کی رسائی جہاں تک ہے وہاں تک اُس سید الملائکہ کی سوچ نہیں
..... جہاں تک میرے رسولؐ کی جوتی جاتی ہے وہاں جبریلؑ کی عقل نہیں جاتی.....
وہب معراج جہاں رسولؐ کی جوتیاں پہنچیں، جبریلؑ کی سوچ نہیں پہنچی.....

تو پھر فرہ سنبھال..... جس سید الملائکہ کی محلِ رسولؐ کی جوتی کی برابری نہیں
کرتی، حیرا جسم محمدؐ کی برابری کیسے کر لے گا.....؟؟؟

میں نے جبریلؑ کے بدن کی بات نہیں کی، میں نے اُس کے نفس کی بات نہیں کی
، جبریلؑ کی عقل..... میرے رسولؐ کی جوتی کی برابری نہیں کرتی.....!!
تیری جسامت اُس کی برابری کرے گی.....!؟

میں نے فرشتوں کی صف بھی چھوڑ دی..... میں نے کہا یہ مجھے کیا بتائیں گے کہ
حقیقت محمدؐ یہ کیا ہے.....؟

پھر میں انبیاء میں گیا کہ میرا رسولؐ بھی نبی ہے اور یہ بھی انبیاء کرام ہیں
..... ان کو ہٹا ہوگا..... یہ جانتے ہوں گے کہ حقیقت محمدؐ یہ کیا ہے.....؟

اچانک عالم معانی میں..... میں نے میدانِ قیامت کو دیکھا..... آواز آ رہی تھی
..... نفیسی نفیسی..... میں نے دیکھا تو آدمؑ..... اُدھر سے آواز آئی نفیسی نفیسی
..... دیکھا تو نوحؑ..... اُدھر سے آواز آئی..... نفیسی نفیسی..... دیکھا تو ابراہیمؑ..... پھر
آواز آئی..... نفیسی نفیسی..... موسیٰ علیہ السلام..... عیسیٰ علیہ السلام.....

آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سارے نبی کہہ رہے تھے..... نفیسی نفیسی میرا
ہولِ عرش کے سائے تلے مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا..... اُٹھنی اُٹھنی..... (داؤدِ حسین)

سارے نبی کہہ رہے ہیں میرا نفس بچا..... میری جان بچا..... میرا نبیؐ کہہ
تھا..... اُٹھی..... میری اُمت کو بچا.....

ابھی جو میں دھوٹی کر کے مزار تھا..... اُس کی دلیل ملی..... میں نے ابھی
..... رسولؐ میں نفس نہیں.....

جس میں نفس تھا وہ کہہ رہے ہیں..... نَفْسِی..... اور جس میں نفس نہیں ہے وہ
فرما رہا ہے..... اَمْعٰی.....
ایک اور دلیل دیتا چلوں.....

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰیؕ

یہ نطق نہیں کرتا خواہش سے.....
مَا يَقُولُ نہیں کہ خواہش سے نہیں کہتا.....
مَا يَتَكَلَّمُ نہیں کہ خواہش سے کلام نہیں کرتا.....
مَا يَنْطِقُ..... نطق نہیں کرتا.....
قول اور ہے..... کلام اور ہے..... نطق اور ہے.....
قول، ایک آدھ جملہ ہوتا ہے مثلاً یہ فلاں کا قول ہے۔
اگر اللہ کہتا مَا يَقُولُ تو ہم سمجھتے اس کا ایک جملہ وحی ہے، باقی خواہش ہے.....
جتنی دیر میں آپ کے سامنے منبر پہ ہوں، یہ کلام ہے۔ اتر جاؤں گا کلام نہیں
رہے گا..... اگر مَا يَتَكَلَّمُ کہتا تو ہم سمجھتے جب تک تبلیغ کرتا ہے..... وحی ہوتی ہے.....
نہ يَقُولُ نہ يَتَكَلَّمُ..... مَا يَنْطِقُ..... نطق کیا ہے؟
بچے کے پہلے دن سے آؤں، عاؤں کرنے سے لے کر آخری لہکی تک جو بندہ
بولتا ہے وہ نطق ہے۔

اللہ نے کہا میرے رسولؐ کا قول وحی نہیں، کلام وحی نہیں، نطق وحی ہے
..... بچپن میں ماں کو ماں بھی کہا ہوگا تو وحی سے.....

إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْنِي يُؤْنَسِي ۝

اللہ فرماتا ہے یہ وحی ہے۔ جس کا رسول انتظار نہیں کرتا..... یوحنا کو وحی مل گئی ہے..... وہ وحی ہو چکی ہے..... وہ اُس کی طینت میں ہے..... وہ اس کی فطرت میں ہے..... وہ اُس کی جبلت میں ہے.....

میں کیا کروں جب آپ کی سماعت کا معیار یہاں تک ہے؟!
فرشتہ آتا ہے..... وہ بتاتا ہے، پھر نبیؐ کہتا ہے..... میں اسی وحی کو پہچانتے ہوں؟!
پڑھ سورہ انفال.....

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ ۝

میرے رسولؐ! یاد کر جب تیرے رب نے فرشتوں کو وحی کی تھی۔
اب نبیؐ کے پاس تو بقول تیرے فرشتہ وحی لایا..... ملائکہ کو جو وحی کی..... یہ کس کے ذریعہ کی.....؟

اسی حقیقت کے ذریعہ جسے وحی ہو چکی.....!!
شب معراج اللہ نے ملائکہ بھی بتادیا، وحی لانے والا سدرہ پہنچی کا شکار ہو کے
لڑے میں ہے..... میرا رسولؐ اُوْ اَذْنٰی پہ بیٹھا ہوا ہے، میرا اللہ کہتا ہے سورہ النجم میں:

فَاَوْسَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَّا أَوْسَىٰ ۝

یہاں میں نے اپنے عبد کو وحی کی جو بھی کی..... (دارو تحسین)
وحی لانے والا تو سدرہ پہ ہے، وحی سننے والا اُوْ اَذْنٰی پہ ہے..... کون لایا یہ وحی؟
جو بھی بولتا ہے یہ وحی ہے..... خواہش سے نہیں بولتا.....

اور سورہ النازعات کو پڑھنا.....

وَأَمَّا مَنْ خَلَا مَقَامَ رَبِّهِ، نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝

جو اپنے رب کے مقام سے ڈرتا رہا، اور جس نے اپنے نفس کو ہوئی سے خواہش

سے روکا۔

فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝

اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝

اس آیت نے فیصلہ کر دیا کہ خواہش کا تعلق نفس سے ہے۔

قرآن پڑھ رہا ہوں، روایت نہیں.....

وَمَا يَتَّبِعُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝

جس نے نفس کو ہوی سے روکا، ہوی ہے نفس سے.....

میرا رسول ہوی سے نہیں بولتا، نفس ہو تو خواہش ہو.....

اس لئے جو نفس والے تھے وہ کہہ رہے تھے..... نَفْسِي نَفْسِي.....

جو نفس سے بے نیاز تھا وہ کہہ رہا تھا..... اُمْنِي اُمْنِي.....

میں نے دیکھا، آدم سے لیکر عیسیٰ تک کو میرے رسول نے اپنی اُمت کے برابر سمجھا

یہ تو اُمت کے گروہ میں ہیں، جب اُمت نہیں جانتی حقیقت محمدیہ کیا ہے؟ یہ

کیا جانیں گے.....!؟

میں تو انہیں رسول جیسا سمجھ کے آیا تھا، یہ تو امت لکے.....!!
 آج دیا جا رہا ہے، تمہید ہے، کل پہلے زینے کی طرف سفر کروں گا.....
 کہاں سے ڈھونڈوں رسول جیسا.....؟ کہاں سے لاکھوں رسول جیسا
؟ (بلند ترین نعرے)

میری روح نے پرواز شروع کی، اور عالم پرواز میں میں گزرا مسجد نبویؐ کی
 شائے بسیط سے، ایک آواز نے مجھے روکا (اب یہ ذہن میں رہے جو بولا ہے وہ وہی ہے)
 وحی والی زبان کہہ رہی تھی.....

أَنَا وَ عَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ . (حدیث)
 دل میں اتر گئی یہ بات..... آخر میں مولوی بھی تو تھا ناں.....
 میں نے کہا تو ایک ہے ناں ہر شے تو ایک نہیں ہے.....
 اب اللہ جانے، رسول خفیہ جانتے تھے کہ نہیں.....؟
 اچانک انہوں نے علیؑ کی طرف دیکھا، فرمایا:

ذَمُّكَ ذِمَّتِي ، لَعْنُكَ لَعْنَتِي ، قَلْبُكَ قَلْبِي ،
 نَفْسُكَ نَفْسِي ، رَوْحُكَ رَوْحِي

اے علیؑ! تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خون میرا خون، تیرا بدن میرا بدن، تیری
 روح میری روح۔

جس کا نور رسولؐ والا، جس کا گوشت رسولؐ والا، جس کا لہر رسولؐ والا، جس کی
 روح اور بدن رسولؐ والا

یہ تو دوسرا محمدؐ ہے.....!!

علیؑ سے پوچھوں گا تائیں حقیقت محمدؐ یہ کیا ہے.....؟ (نعرے)

سوائے اللہ اور علی کے کوئی نہیں جانتا حقیقت محمدیہ کیا ہے؟

لَا يَهْدِيهِ إِلَّا اللَّهُ وَ عَلِيٌّ.

مَا يَهْدِيهِ کی زبان کہہ رہی ہے کوئی نہیں جانتا مجھے سوائے اللہ اور علی کے..... علی

تک ہماری پہنچ نہیں..... تو علی سے کیوں نہ پوچھیں.....؟

میرے مولا! آپ احسان کریں ہم پر، آپ بتائیں حقیقت محمدیہ کیا ہے؟

مَا يَهْدِيهِ نے دروازہ دکھایا علی کا..... اور علی ہے لسان اللہ..... اور کل پہلے جملے

سے ہی میں نے اللہ کی زبان کے ذریعے بتانا ہے کہ حقیقت محمدیہ کیا ہے.....؟

(درو پڑھ کر باوازد بلند)

تاریخ آدم و عالم میں مثال نہیں ہے کسی گداگر کا بھی جنازہ کیوں نہ ہو.....!

قبرستان جا کے گھر واپس کبھی نہیں آیا..... اللہ جانے اولاد بتول سے رنج کیا تھا

امت کو.....؟

جنازہ کیا..... علی کی بیٹی..... بیٹی روروی تھی.....

اچانک زمین ہلنے لگی..... (حضرت عباسؓ کی خاصیت لکھی ہے علمائے مقال

نے) کہ عباسؓ اگر کبھی عالم جلال میں، تیز چڑھتے تو زمین کروٹیں لیتی.....

بی بی چو تک گئی..... اماں فخر! یہ تو میرے غازی کی علامت ہے، فخریت تو ہے؟

کہا بی بی مجھے اور کوئی پتا نہیں، جلدی سے دوڑا دوڑا آیا..... مگر سے نکوار لے کر

پھر واپس دوڑا.....

بڑی تیزی کی عباسؓ نے، جب پہنچا..... حسن کا جنازہ، حسینؑ نے زمین پہ

رکھا ہوا ہے..... ستر (۷۰) تیر جنازے میں پست ہو چکے ہیں..... حسینؑ نے رو کر کہا

..... عباسؓ! اب نکواری ضرورت نہیں..... جنازہ واپس گھر لے چلو..... پہلے تیر کہنے

جائیں گے پھر جنازہ آئے گا.....

جب بہن نے جنازے کو دیکھا ہوگا تو کیجیے یہ کیا قیامت گزری ہوگی.....؟

کیا کیا ماتم نہیں کئے ہوں گے علی کی بیٹی نے.....؟

حسینؑ نے کہا..... بی بی اپنے آپ کو سنبالو.....

شریکہؓ حسینؑ ہیں نہ آپ..... آدمے تیر نہیں نکالتا ہوں، آدمے آپ نکالیں۔

ایک تیر حسینؑ نکالتے ہیں..... ایک بی بی نہ نبؑ.....

ایک بھائی..... ایک بہن.....

ایک کر بلا والا..... ایک شام والی.....

چوتیس، چوتیس تیر نکل گئے، حسینؑ نے ہینتیسواں تیر نکال لیا.....

بہن نکل گیا تیر..... بھیا.....! ایک رہتا ہے ابھی.....

کچھ انتظار کیا حسینؑ نے..... اب بہن! نکل گیا.....؟

بھیا.....! ابھی کچھ دیر ہے..... پھر انتظار کیا..... بہن! تیر نکل گیا.....؟

بھیا.....! ابھی کچھ دیر ہے.....

کیوں دیر ہو رہی تھی؟ بس میں اشارہ کر سکتا ہوں.....

یہ تیر حسنؑ کو دہیں لگا تھا..... جہاں کر بلا میں امنؑ کو لگا تھا.....

بی بی نہ نبؑ کہتی ہیں..... حسنؑ کے گلے سے تیر نکالوں کیسے.....؟؟

حسنؑ کی رگیں ساتھ آ رہی ہیں.....

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مَنْقَلَةٍ يَتَوَلَّوْنَ

مجلس نمبر 7۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صلواتِ آوارہ بلند.....

اتنی سانسیں بھی نہیں جتنے حقیقتِ عمر یہ کے پہلو ہیں.....

اب ذہن میں رہے وہ اللہ جو اپنے آپ کو بار بار عظیم کہتا ہے..... وہ سورہ اہقلم
میں، میرے رسولؐ سے کہہ رہا ہے:

اِنَّكَ لَعَلٰی خُلِقْتَ عَظِیْمًا ۝

اس آیت کا ترجمہ یہی کیا جاتا ہے کہ

آپ کے اخلاق عظیم ہیں۔

اور ہم جیسے کم علموں کے تصورِ کدے میں یہ تصویر آتی ہے کہ ہر ایک کو کھلے ماتے
سے ملنا، مسکرا کے استقبال کرنا، مہمان نوازی کرنا، کسی کا شکوہ نہ کرنا یہی اخلاق ہے.....!!

اور میں آغاز ہی سے کہنے لگا ہوں کہ سرے سے یہ ترجمہ ہی غلط ہے..... ان
اخلاق کی بات ہی نہیں..... خلق کا ذکر کہاں سے آیا.....؟

لفظ آیت میں ہیں کہ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلِقْتَ عَظِیْمًا ۝

خلق نہیں خُلق یہ

خِلقہ کی جمع ہے..... (دار و تحسین)

خِلقہ کی جمع ہے خلق.....

اب ذرا اس آیت پر غور کریں

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَلَقَ عَظِيمٌ

اے رسول! تیری جتنی بھی خلقیں ہیں، ساری عظیم ہیں.....
 تو علم الہی کی گہرائی میں تھا، جب عظیم تھا..... تو عالم ذات میں آیا، جب عظیم تھا
 تو ہا ہوت میں تھا، پھر عظیم تھا.....
 تو لا ہوت میں آیا، پھر عظیم تھا.....
 جبروت میں عظیم تھا.....
 رحمت میں عظیم تھا.....
 ملکوت میں عظیم تھا.....
 صلبوں میں عظیم تھا.....
 حکموں میں عظیم تھا.....
 بچہ عظیم تھا.....
 لڑکا عظیم تھا.....
 جوان عظیم تھا.....
 بوڑھا عظیم تھا..... (داد و خمین)

ذہن میں رکھ لیں سارے کے سارے..... میرے رسولؐ کی شان نبوت نہیں،
 قہمت کی شان میرا رسولؐ ہے.....

میرے رسولؐ کی پہچان رسالت نہیں، رسالت کی عزت یہ ہے کہ اس نے

اسے قبول کر لیا ہے..... کیوں؟

نبوت اور رسالت کی زمیگی کو ابھی دس ہزار سال نہیں ہوئے.....

ابھی ازلیت لباسِ عدم میں تھی، میرا محمد تھا..... (نعرے)

لفظ کہنے لگا ہوں حقیقت محمد یہ سے خیرات مانگ کے.....

نبوت و رسالت اس کی پہچان نہیں..... جس طرح حروف میں آنا قرآن کی پہچان

نہیں..... جو قرآن کی حقیقت ہے..... سورہ ہود میں ارشاد ہوا:

الَّذِينَ كَفَرُوا أَصْحَابُ الْآلَةِ الْكَافِرَةِ هُكِّنُوا مِنْ لَدُنْكَ حَكِيمٌ خَبِيرٌ

قرآن اللہ کے لَدُن سے آیا ہے اور لدن الہی میں حرف تو کیا جسم

بھی نہیں ہے

میرا پہنچ ہے کائناتِ عالم کے ہر عالم کو کہ لدن الہی میں جسم ثابت کریں۔

عالمِ جسم تو بڑی ہستی کی منزل ہے، لدن اس سے کہیں آگے..... تو لدن الہی میں

نہ قرآن کی آیتیں ہیں اس طرح، نہ جملے ہیں، نہ لفظ ہیں، نہ حرف ہیں..... بس وہ حقیقت

قرآنی ہے.....!! یعنی دوسرے لفظوں میں قرآن پست ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا جب آخری

حد منزل پہ آتا ہے تو یہ بن جاتا ہے جسے تم پڑھ رہے ہو.....!!

اور اسی طرح میرا رسول بھی چھوٹا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا جب وہاں تک

چھوٹا ہوتا ہے کہ آگے گنجائش نہیں ہوتی تو اُسے تم دیکھتے ہو.....!! (نعرے)

پھر مجبوری سے آنا پڑتا ہے..... اس سطح پر..... سامعین ایک مثال دے

رہا ہوں..... کبھی چرواہا دیکھا ہے.....؟

بکریاں چرانے والا دیکھتے نہیں ہو وہ ویسی ہی آوازیں نکالتا ہے جیسی جانوروں کی.....!!

کیا اُس چرواہے کی حقیقت ہے یہ ؟

نہیں..... اگر وہ اپنی زبان میں ان سے کہے کہ پانی پی لو..... تو انہیں پتا ہی نہیں چلے گا کہہ کیا رہا ہے..... لہذا وہ صوتی تصور دیتا ہے ان کی بولی میں..... تاکہ جانور سمجھیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں..... تو جو کچھ محمد کائنات سے بولتا ہے وہ ویسے ہی ہے جیسے چرواہا بکریوں سے بول رہا ہے.....

رسول ہم سے جو بولتا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے انسان کا حیوان سے اُسی کی بولی میں بولنا.....!!

اب اگر چرواہا بھینس یا گائے سے پانی کے چشمے پہ جا کے کہے ”جھی“ اور وہ جانور کہے یہ مجھ جیسا ہے.....!! (دوست حسین)

کیونکہ وہی بات ہے ناں..... النَّاسُ أَغْدَاةُ مَا جَهِلُوا
میرا خیر ممکن فرما رہا ہے کہ

لوگ جس چیز سے جاہل ہوتے ہیں اس چیز کے دشمن بن جاتے ہیں۔

اور سورہ یونس میں اللہ بھی کہہ رہا ہے:

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُذَّبُوا وَجِلُوا ۝۱۰

جو چیز اُن کے احاطہ علم میں نہیں آتی اُسے جھٹلا دیتے ہیں۔

اور پھر علم اپنی سرحد پہ کھڑا ہو کے اُس بے علمی پہ ہنسا رہتا ہے..... تو بھائی اسی

طرح ہی ہے۔

یہ نہیں اور آپ تو خیر ہیں ہی کیا، ملکوتیوں کے لئے بھی یہی معاملہ ہے آدم سے
 عیسیٰؑ تک کے انبیاء کے لئے بھی یہی معاملہ ہے..... کوئی نہیں جانتا حقیقت محمدؐ یہ "کو!!

میں نے پستی کی مثال دی تھی ناں.....!

سامعین! ایسا ہے ناں بڑے گھر کی کوئی خاتون (حیات پائے بغیر گزارا نہیں
 ہوتا) بات سمجھ میں نہیں آتی.....!

بڑے گھر کی کوئی خاتون اپنے بچے کو نہلاؤ، حلا کے اچھا لباس پہنا کے..... جب
 وہ باہر جانے لگتا ہے..... منے، محلے والے لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلتا..... اُن کے ساتھ
 نہیں اُلٹنا، بیٹھنا..... ورنہ اُن ہی جیسے ہو جاؤ گے.....!

اب یہ کیا ہے؟ یعنی وہ محلے کے اُن بچوں کو اپنے بچے کے معیار کا نہیں سمجھتی
 یعنی اُن جیسا ہو جانا اُس کے بچے کی پستی ہے.....

اب اللہ جانے! کتنے خریدار ہیں میرے سامنے.....؟

حقیقت محمدؐ یہ سنتے ہو..... تو پھر سنبھالو.....

(ہم تو علیؑ کو کثرت سے بیان ہی اس لئے کرتے ہیں کہ محمدؐ کو سمجھے کون؟)

ہم کہتے ہیں پہلے اُس کی عہدیت کو سمجھو.....!

جو کہتا ہے اَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبْدِ مُحَمَّدٍ

میں محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔

سامعین! میں قرآن پڑھ رہا تھا..... دُعاؤں نے میرے چہرہ طبع روشن

کر دیئے..... آج کی بات نہیں..... بڑا عرصہ پہلے کی بات کر رہا ہوں

نوحؑ نے اپنے بیٹے کی سفارش کی، تو اللہ نے کیا کہا؟ سورہ ہود میں ارشاد ہوا:

إِنِّي أَعْطِيكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُجْتَبِينَ ﴿١٠﴾

میں نصیحت کرتا ہوں اے لوحِ حمہیں، جاہلین جیسا نہ بننا۔
خبردار! جاہلین جیسا نہ بننا، تو نبی ہے، جاہلین جیسا ہونا تیری پستی ہے، اپنے
معیار پر کھڑا رہ.....

اگر لوحِ جاہلین میں بیشیے تو پست ہو جاتا ہے..... سر اٹھا..... میرے رسول سے
اللہ کہہ رہا ہے: سورہ القلم میں ارشاد ہوا:

لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْاُخُوَّةِ ﴿١٠﴾

اے محمد! پھلی والے نبی جیسا نہ بننا۔
لوحِ جاہلین جیسا بنے تو پستی..... محمدؐ نبیوں جیسا بنے تو پستی۔ (داد و تحسین)
جس کے ہمہ پر موت میں ہے تو سو پرواز وہ پھیلا کر رکھے میں جانے لگا ہوں
سر اٹھانا.....

یونس جیسا بنے تو پستی ہے میرے نبی کی، تو پھر یہ کسی جیسا ہے بھی سہی؟!

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ آلِ مَرْيَمَ ۖ

میرا مومنین پر احسان ہے کہ میں نے ان میں سے انہیں جیسا رسول.....

اس کا مطلب ہے بعثت سے پہلے مومنین تھے.....!! (نعرے)

دکھاؤ، نہیں دکھا سکتے۔ میرے دیکھے ہوئے نے لو، جب اور جن لو گے، چھوڑ دوں
گا، ثابت کرنا پڑیں گے کہ ابھی اعلانِ نبوت نہ ہوا ہو، اور کوئی مومن ہو..... بعثت سے دس
سال پہلے ابوطالبؑ کے حرم (حضرت فاطمہ بنت اسدؑ) کے جملے تو لیس گے

رَبِّ اِنِّیْ مُؤْمِنَةٌ بِکَ وَ مُؤْمِنَةٌ بِرَسُوْلِکَ

تجھ پر بھی ایمان ہے میرا، تیرے رسول پر بھی ایمان ہے میرا
کیا کہہ رہی ہیں.....؟ میں مومنہ ہوں.....

امیر کائنات اپنے خط میں لکھ رہے ہیں:

مُفِیْرٌ بِنُبُوَّةٍ بِطَنْ اُمِّیْ

ابھی میں حکمِ مادر میں تھا، اُس وقت اقرارِ نبوت کرتا تھا..... (نعرے)
میں پوری جائیداد لکھ دوں گا، مجھے کسی کتاب میں دکھا کہ رسولؐ نے کبھی علیؑ کو
دعوتِ اسلام دی ہو.....؟ کہیں نہیں ہے..... نہیں دی..... دعوت اسے دی جاتی ہے جو پہلے
ایسا نہ ہو.....

کہیں دکھاؤ..... فاطمہ بنتِ اسدؓ کو دعوت دی ہو..... کہیں دکھاؤ..... جناب
خدمتِ الکبریٰؑ کو دعوت دی ہو.....

جناب فاطمہ بنتِ اسدؓ، جناب خدمتِ الکبریٰؑ، جناب امیر المومنینؑ کو دعوت
نہیں دی.....

لیکن سامعین! آیت میں لفظ ہے..... مومنین.....

دو پردہ دار ہیں، ایک مرد ہے، جمع کا صیغہ پورا نہیں ہوا..... یا ایک مرد اور لڑکے،
یا دو عورتیں اور لڑکے.....

اب ششدر کھڑی ہوئی ہے قرآن کی تفسیر.....

نہیں آیت سچی ہوتی..... اُس وقت تک..... جب تک اس میں ابوطالبؑ
کو ضم نہ کر دیا جائے.....

اب یہ مل گئے، ابوطالب، ابوطالب کا بیٹا، ابوطالب کی بہو، ابوطالب کی زوجہ
اس سے زیادہ کیا شان ہوگی.....!!
قرآن کہتا ہے:

تم میں سے محمدؐ کسی کا باپ نہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ جِنِّ لَّا يَكْفُرُ بِالْإِسْلَامِ ۚ

پھر ابوطالب اسے اپنی کیوں کہتا ہے؟ اے بیٹے، جو کسی کا باپ نہیں وہ کسی کا

بیٹا ہے.....!!

یہ ہیں..... اللہ کہہ رہا ہے..... میں نے تم میں رسول بھیجا، تم جیسا.....

یعنی علیؑ کو حق تھا کہ وہ کہتے..... مجھ جیسا.....

ابوطالب کو حق تھا کہ وہ کہتے..... مجھ جیسا.....

جناب خدیجہؓ کو حق تھا کہ وہ کہتیں..... مجھ جیسا.....

بنت اسد کو حق تھا کہ وہ فرماتیں..... مجھ جیسا.....

کیونکہ قرآن کہہ چکا ہے..... اللہ نے اجازت دے دی ہے.....

لیکن میں ان کے دروازے پہ جاتا ہوں

علیؑ کہتے ہیں..... اَنَا عَبْدُ مُحَمَّدٍ

جسے اللہ اجازت دیتا ہے مجھ جیسا کہنے کی..... وہ کہتا ہے میں عبد محمدؐ ہوں.....

ابوطالب سے اللہ کہہ رہا ہے..... تم جیسا.....

وہ کیا کہتے ہیں؟ پڑھو کتابیں..... دعوت ذوالعشرہ میں..... پہلے دن آئے،

کھایا، پیادرسولؐ آمادہ ہوئے کچھ کہنے کے لئے.....

ابولہب نے کہا کہ اب تیری تقریریں، کھانے کی قیمت لے گا.....؟
یہ جا، وہ جا..... رسولؐ نے کہا یا علی! مقصد تو حید تو پورا نہیں ہوا، کل پھر انتظام کر
..... پھر انتظام ہوا..... جناب ابوطالبؓ نے پوچھا کہنا کیا ہے؟ اللہ کا پیغام دینا ہے.....
مجھے پہلے ہدایت کی ہوتی..... میں دیکھتا..... جانا کون ہے؟
چلو ٹھیک ہے، اب کل آئے گی ناں.....

کھایا، پیاد..... جناب ابوطالبؓ، ابولہب کے پیچھے کھڑے ہو گئے.....
رسولؐ آمادہ ہوئے کہنے پہ..... اُٹھنے لگا ابولہب..... بلا تشبیہ..... ہتھیلی کندھے پہ آئی، فرمایا:
اجْلِسْ يَا اَبِي الْوَجَّالِ، اِسْمَعْ مَا يَقُولُ لَكَ مَوْلَايَ
اے کہنے! بیٹہ، سن، میرا مولا کہتا کیا ہے؟ (علیؑ حق، علیؑ حق، علیؑ حق) (نعرے)
ان ہستیوں کو اللہ نے اجازت دی کہ یہ کہہ سکتے ہیں..... ہم جیسا..... مگر انہوں
نے کہا نہیں..... یعنی جنہیں یہ حق تھا انہوں نے نہیں کہا.....
تجھے تو حق نہیں تھا..... پھر کیوں کہا.....؟
اس سے بڑی ناقدری اور کیا ہوگی؟

آیت تو پہلے بھی تھی..... لیکن جو پہلی دفعہ توجہ مبذول کرائے..... صدر المصالحین
ملاں صدر اعلیٰ اللہ مقامہ..... انہوں نے سب سے پہلے ایک آیت کی طرف (حالانکہ گزر
ہم جاتے تھے) لیکن غور نہیں کرتے تھے۔ پہلی بار اُن کی کتاب میں میں نے حقیقی تناظر میں
اس آیت کو دیکھا.....

قرآن پڑھ..... سورہ فرقان:

مَلِكٌ هَذَا الرَّسُولُ يَا كُلُّ الطَّعَامِ وَيَمْنِي فِي الْأَسْوَاقِ ۝

اللہ کہہ رہا ہے اے رسول! یہ کافر کہہ رہے ہیں، یہ کیسا رسول ہے
، ہماری طرح کھاتا ہے، بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔
اے رسول! دیکھ.....

أَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا ۝

انہوں نے تیرے لئے کیسی مثالیں بیان کیں؟
بیان کر کے ہوا کیا؟ فَضَلُّوا گمراہ ہو گئے.....

اب ان کی سزا سن..... ﴿فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا﴾

میں انہیں سبیل تک جانے کی توفیق نہیں دوں گا..... (نعرے)
کچھ لوگوں کے ماتھے پہ سوال ہے؟ آپ کی حیرت بھی دُور کر دیتا ہوں.....

أَمَّا السَّبِيلُ فِى كِتَابِ اللَّهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

سبیل قرآن میں لکھ ہے خیرِ مکن (علی) کا..... شوہر ہوتا تھا.....

اللہ قرآن میں کہہ رہا ہے..... میرے رسول! جو تجھے اپنے جیسا کہے گا میں
اُسے علی تک نہیں جانے دوں گا..... (نعرے)

اور جب علی تک نہیں جائے گا، پروا نہ کیے لے گا؟ کوڑ کیسے پئے گا؟ پل سے
کیسے گزرے گا؟

یہ ہے رسولؐ کو اپنے جیسا کہنے کی سزا.....!

اب جو کہ اللہ نے کہا تھا علیؑ کے لئے کہ یہ رسولؐ جیسا ہے..... بڑی کوشش کی میں

نے..... پہلو بچا کے نکلنے کی..... مگر عیٰ وہ جبرِ مشیت ہے کہ جس سے دامن بچایا جاسکتا ہی نہیں.....

اس نے کہا ہے کہ یہ اس جیسا ہے۔ اور پھر اس جبرِ مشیت کو اس نے بشریت سے بھی منوایا..... تم دیکھ لو..... مومنین کی بات نہیں کر رہا..... کفار کی بات کر رہا ہوں..... ساری رات کا فر بستر کو دیکھ کر کہتے نہیں رہے..... مجھ سُویا ہوا ہے..... (دادو تحسین)

چلیں..... باقیوں کو چھوڑ دیں..... ابولہب تو چچا تھا..... مشرک تھا، کافر تھا، پہلا اور آخری بندہ ہے جس کا نام لے کے اللہ نے اُس کی مذمت بیان فرمائی ہے قرآن میں لیکن ہم وہ احسان مند قوم ہیں کہ ہلکا سا احسانِ مشرک کا بھی ہوتو ہمیں بھولنا نہیں.....

ایسی شہدائت اس نے تاریخِ اسلام پر ایک احسان کیا ہے..... کونسا احسان؟

تَبَيَّنَتْ يَدَا اِنِّى لَهَبٍ وَتَبَّ

تین سو ساٹھ (۳۶۰) ننگی لتواریں ہیں..... ابھی رسولِ باہر آئے..... حملہ کریں..... رات دبے پاؤں گزرتی رہی..... لمبے پیتے رہے..... پھر ڈھلتے رہے..... باہر آنے کا نام ہی نہیں لے رہا..... ایک کافر نے دوسرے کافر سے کہا، اچھا ایسا کرو تم جھکو، نہیں دیوار پہ چڑھ کے ذرا جھانک کے دیکھتا ہوں کہ سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے.....؟

ابولہب ننگی لتوار لے کر سامنے آ گیا..... کہا، تیری جرات..... ہٹ پیچھے، ورنہ ابھی شرِ رگ کاٹ دوں گا..... کہا، ہیں ہیں تجھے کیا ہو گیا؟ تو ہی تو ہمیں ورغلا کے لایا تھا کہ مارو میرے پیچھے کو..... کہا، ہاں ہاں..... نہیں لایا ہوں، باہر نکلا، پہلا حملہ میں کروں گا لیکن

میری زندگی میں تو کسی ہاشمی کے گھر جھانک کیسے سکتا ہے.....؟

چچا تھا دونوں کا..... محمدؐ کا بھی..... علیؑ کا بھی..... اب سامعین! چچا تھا اور بھتیجے کی قد و قامت، جسامت اُس کو بھولی ہوئی ہوتی ہے.....؟ دیوار سے خود جھانک کے دیکھا..... کہا، محمدؐ ابھی سو رہا ہے..... اسی لئے تو سلا یا اے میرے حبیبؑ..... بس ایک ہی ہے کہ جو تجھ جیسا ہے..... (دادو خمسن)

میرے حبیبؑ! علیؑ میں یہی تو صفت رکھی ہے میں نے..... یہ جو چاہے وہ بن جاتا ہے، تیرے بستر پہ آئے تجھ جیسا، میرے پردے میں آئے مجھ جیسا.....!! (نعرے)
آج بھی میں نہیں بتا پایا کہ علیؑ حقیقت محمدیہؐ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟
آج توقع ہو گئی ہے مجھے کہ زیادہ نہ سہی کچھ نہ کچھ ضرور سمجھو گے، بس اتنا سمجھ لینا کہ تمہیں بھی کسی سے محبت ہونا، تو پھر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ کرتے ہو۔
میں نے اللہ سے پوچھا تھا کہ میرے مالک تو محبت تو میرے نبیؐ سے کرتا ہے انعامات کی ساری بارش علیؑ پہ کرتا ہے..... اللہ نے کہا کیا مطلب؟ ذرا کھل کے بتا؟!

میں نے کہا تیرا محبوب تو میرا رسولؐ ہے..... کعبہ میں تم نے علیؑ کو اتارا..... محبوب تیرا، میرا نبیؐ، وجہ اللہ علیؑ کو کہتا ہے..... محبت میرے رسولؐ سے کرتا ہے، عین اللہ اس کو کہتا ہے..... تیرے دل میں رہتا میرا نبیؐ ہے، اذن اللہ کہتا علیؑ کو ہے؟ محبت کے دعوے میرے رسولؐ سے یا اللہ کا Title علیؑ کو دیتا ہے.....! یہ کیا چکر ہے.....!؟

آوازِ قدرت آئی، آئے گا وقت تجھے سمجھا دوں گا کہ میں اپنے حبیبؑ سے محبت کیسے کرتا ہوں؟

آگئی شبِ ہجرت..... جب علیؑ چادرِ تان کے سونے، بسترِ نبیؐ پہ آوازِ قدرت آئی

.....مجھ میں آگیا، کہ میں نے علیؑ کو اپنی کبریائی کا بدن کیسے بنایا؟ آج میرے محبوب کے لئے مصیبت کی رات ہے..... علیؑ اُس کا صدقہ بن کے سو گیا ہے.....!!

آج تصور کرنا علیؑ کا بدن جس کا صدقہ ہو..... علیؑ کا ظاہر جس کا صدقہ ہو..... وہ حقیقت کیا ہوگی؟ یہاں کوئی اور خطیب ہوتا تو کہتا وہ نبوت کیا ہوگی؟ وہ رسالت کیا ہوگی؟ نہیں..... علیؑ نبوت کا صدقہ نہیں ہے..... علیؑ رسالت کا صدقہ نہیں ہے..... بلکہ آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سب نبیوں کو نبوت اس کے صدقے میں ملی ہے..... علیؑ نبوت کا صدقہ نہیں، علیؑ محمدؐ کا صدقہ ہے.....

اور ایسی کروڑوں نبوتیں، مل کر بھی حقیقت محمدیہؐ کا عکس بھی نہیں بن سکتیں۔ بس حقیقت محمدیہؐ وہ ہے کہ جب ذات واجب نے زمان و مکان سے پہلے، وجود و ابدان سے پہلے، احساس و ادراک سے پہلے، شعور و تصور سے پہلے، شے و لاشے سے پہلے اپنی کبریائی کی تنہائی میں، اپنی وحدت کی خلوت میں، اپنی ذات سے ایک حقیقت کو، جدا کر کے اپنے سامنے رکھا..... ایسی بے عیب حقیقت تھی دل نہ رکھے کے باوجود عاشق ہو گیا.....

دل والا کسی شے پہ فریفتہ ہو تو بات دوسری ہے..... بے دل ہو کر..... میں نے پوچھا تھا ناں..... عالم معنی میں اللہ سے پالنے والے یوسفؑ زیادہ حسین ہے یا میرا نبیؐ..... آواز آئی جاہل نہ بن، یوسفؑ کو کافر عورتیں دیکھیں، مومن بھی نہیں..... تو انگلیاں کاٹیں..... اسے بے دل دیکھ تو دل میں ہلچل ہو جائے..... (نعرے)

اس وقت جو حقیقت ذات واجب نے اپنی ذات سے صادر کی اُس کا نام ہے حقیقت محمدیہؐ.....

اور وہ کل پھر مولا علیؑ سے پوچھیں گے کہ وہ کیا ہے.....؟

(درود پڑھ لو! کر بآواز بلند)

مولانا آپ کی عبادت قبول فرمائے! زیادہ پڑھ لیا، تھوڑا اور پڑھنا ہے..... یہی
سوج کے دو کے دو فقرے سن لینا کہ کل وہی روئے گا جو رہے گا..... آج کا رونا صرف اُسی
کا ہے جو ہے.....!!

ان آنسوؤں کے پیچھے جو علت چھپی ہوئی ہے..... اُس میں حسین کے من بہت
بڑے عزاداروں کی حسرت پوشیدہ ہے..... لہو رونے والے کی (سید سجاد کی) شام والی
مخدومہ کی (بی بی زینبؓ) اور اصغرؓ کی اماں کی (بی بی زبابؓ).....

کتائیں پڑھ کے دیکھنا..... امام سجادؓ رہا ہو کے جب آئے ناں..... پردے
داروں کو مدینے پہنچایا..... پھر خود تیرا امام مدینے نہیں رہا..... کئی سال..... مدینے سے کئی
میل باہر..... خیمہ لگایا تیرے مولانا نے..... اور جب کبھی میرے آقا باقرؓ آتے
..... بابا اس دیرانے میں کیوں رہ رہے ہو.....؟ گھر واپس چلو..... رو کے کیا کہتے ہیں
..... اکبری مسند پہ اکبر آگیا ہے.....!؟

کیا میرے بابا کی کرسی خالی نہیں رہی؟ کیا میرے عباسؓ کی مسند پہ عباسؓ
موجود ہے.....؟ (اللہ اکبر)

رو کے کہتے بیٹا جب دیکھتا ہوں..... مجھے اکبر زین سے اترتے نظر آتا ہے
..... مجھے عباسؓ کے بازو کٹتے نظر آتے ہیں..... مجھے بابا کے گلے پہ خنجر دکھائی دیتا ہے.....

ذات واجب کی قسم! جناب باقرؑ نے وہ چیزیں بتادیں.....
 دادا کی مسند ہٹادی..... اکبر کا بستر ہٹا دیا..... عباسؑ کی مسند دور کر دی.....
 پھر آئے، کہا بابا جو چیزیں آپ کو خون رزلاتی تھیں وہ میں نے ہٹا دیں..... اب تو
 گھر چلے چلے.....
 اٹھ کے منہ پہ ماتم کیا سجاؤ نے..... کہا، باقرؑ تو نے وہ چیزیں تو ہٹا دیں لیکن
 جب میں اپنی پھوپھی اماں کے سر پہ نظر ڈالوں گا مجھے نیزے سے اترتی چادر یاد آئے گی
 مجھے علیؑ کی بیٹی کی کلاہوں میں رسیاں یاد آئیں گی..... مجھے شرابی کے دربار کی پیشی
 یاد آئے گی.....!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

جلس نمبر 8۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صلوٰۃ باواز بلند.....

سورہ کہف کی آخری آیت پیش نظر ہے میرے.....

بانیان نے بتایا کہ کچھ برادرانِ اہلسنت کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ تمام گوشوں سے مطمئن ہو گئے ہیں ہم، لیکن ایک آیت پر قہقوشی سے گفتگو چاہ رہے ہیں..... یہ بڑی شہرہ آفاق آیت ہے اور صدیوں سے ہی علماء کے درمیان وجہِ تحادم ہے وہ آیت..... لیکن اس آیت کو سمجھ دی نہیں جو ابجد مصحف سے شناسائی نہیں رکھتے.....

قُلْ اِنَّمَا بُشِّرْتُكُمْ بِنُفْسٍ اِنَّمَا الْاِنْسَانُ لِرَبِّهِۦٓ كَافٍ ۝۱۰

کہہ دیجئے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں مثل بشر ہوں۔

اور پیرائے سوال یہی ہے کہ قرآن نے اُسے بشر کہا ہے تو ہم اُسے فوق البشر

کیوں کہتے ہیں؟

کہہ دیجئے کہ میں مثل بشر ہوں، مجھے وحی کی گئی ہے تمہارا اللہ وہی ہے جو

واحد ہے۔

اب اس آیت کو دلیل لایا جاتا ہے رسول کی بشریت پر..... اور خود اسی آیت

میں چار دلیلیں موجود ہیں کہ وہ بشر نہیں..... (نعرے)

لفظ قُلْ دلیل ہے کہ وہ بشر نہیں.....

لفظ اِنَّمَا دلیل ہے کہ وہ بشر نہیں..... لفظ مِّنْكُمْ دلیل ہے کہ وہ بشر نہیں.....

اور پوری آیت کا اگلا حصہ اِنَّمَا اِلٰهُكُمُ الْاِلٰهَ وَاحِدٌ دلیل ہے کہ وہ بشر نہیں.....
 پہلے تو یہ کہ اللہ کو ضرورت کیوں پیش آئی ہے کہ کہہ دو، رسولؐ نے خود کیوں نہیں کہا؟
 رسولؐ کو خود کہنا چاہیے تھا میں بشر ہوں۔ رسولؐ نے نہیں کہا، اس نے کہا قُلْ کہہ دو۔
 اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کسی حاجت کے پیش نظر کہا ہے رسولؐ نے..... اور یہ بھی نہیں
 ہے اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ..... پہلے اِنَّمَا..... پھر مِثْلُكُمْ..... صرف ہوتا ناں
 قُلْ اَنَا بَشَرٌ کہہ دو میں بشر ہوں..... پھر بھی میں تمہاری بات مان لیتا..... اِنَّمَا کلمہ حصر
 ہے اور اِنَّمَا جہاں بولا جاتا ہے اس کا مقصد ہی یہ ہے کہا اِنَّمَا کے بعد جس چیز کا بیان ہے
 اُس جیسی چیز کوئی نہیں.....

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْمِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَسْمَاءُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

میں دو تین مثالیں پیش کر دوں، سورہ المائدہ پڑھئے گا.....

سوائے اس کے نہیں شراب، جوا، ہت، پانے سے رِجْس ہیں۔

اِنَّمَا وَاٰیٰتُ اللّٰهِ وَرُسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُوْنُوْنَ
 الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۝۵۵

اب اِنَّمَا نے بتایا کہ رِجْس تو اور بھی ہیں مگر ان جیسا کہ رِجْس کوئی نہیں.....

اِنَّمَا کے بعد اللہ ولی، رسولؐ ولی، حالت رکوع میں زکوٰۃ دینے والا ولی.....

اِنَّمَا نے بتایا ولی اور بھی ہیں لیکن جیسے یہ تین ہیں ویسا کوئی نہیں.....

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝۵۶

انعام نے بتایا طاہر تو اور بھی ہیں مگر جیسے یہ ہیں..... (نعرے)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ۝ الصَّحَابَةُ

سوائے اس کے نہیں کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

انعام نے بتایا کہ بھائی تو اور بھی ہوتے ہیں لیکن جیسے مومن بھائی ہوتے ہیں ویسا

بھائی نہیں ہو سکتا.....

اب غور کرو

انعام نے بتایا مثل بشر تو اور بھی ہیں مگر جیسا محمدؐ ہے ویسا کوئی نہیں.....

۝۱۰۰

قُلْ إِنَّمَا كُنَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

(نعرے)

قُل نے دعوتِ فکرودی کہ کوئی اُس کی ضرورت ہے..... ایسا کہلوانا انعام نے بتایا

تو اسے مثل میں لا رہا تھا انعام نے اسے بے مثل کر دیا.....

اور پھر بشر اور ہوتا ہے، مثل بشر اور ہوتا ہے.....

اور پھر یہ کیا ضرورت ہے؟ بتانی اپنی بشریت ہے اور بات ختم کر رہا ہے

إِنَّمَا الْإِنْسَانُ لَكَاظِمٌ ۝۱۰۱

تمہارا اللہ وہ ہے جو واحد ہے۔

نہیں نہیں نہیں..... اب جیسا کہ میں منبر سے کہوں..... میں عالم ہوں، مجتہد

لاں ہے..... عقل کایری بھی سمجھ لے گا کسی نے مجھے مجتہد کہا ہے میں اُس کی تردید

کر رہا ہوں.....!

یہ آیت سوچنے پر مجبور کر رہی ہے کہ کسی نے میرے نبیؐ کو اللہ سوچا ہے.....
(نعرے)

کسی نے اللہ سوچا ہے..... قرآن مولوی سے نہیں، مولا سے پوچھا جاتا ہے، جن کی زبان بولتا ہے قرآن، وہ جانتے ہیں۔

تحقیق تو کرو..... کب آئی ہے یہ آیت.....؟

یہ آیت اُس وقت آئی جب معجزہ شق القمر ہوا..... (نعرے)
اور پھر نہیں ساری رات دلیلیں دیتا رہوں ناں..... ختم نہیں ہوگی کہ لفظ مثل
جہاں آجائے (اسی جگہ پھر واپس آتا ہوں) مسکیت، عینیت کی دلیل ہوتی ہی نہیں..... یعنی
جب لفظ مثل آئے وہاں نہ جنس ایک ہوتی ہے، نہ نوع ایک ہوتی ہے.....

چند آیتیں پڑھ دوں.....

قاتل نے ہاتل کو قتل کیا..... سورہ المائدہ پڑھنا.....

فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ ۝

قتل وہ کر بیٹھا، چونکہ پہلا قتل تھا، پتا ہی نہیں تھا کہ لاشیں کیسے چھپائی جاتی ہیں؟!
اللہ نے ایک کو ابھیجا، دوسرا کو آیا..... اس سے لڑنے لگا..... ایک
کو مار دیا۔ دیکھ رہا ہے قاتل ساری کاروائی..... اُس نے بچوں سے گڑھا بنایا مردہ کو بے کو
اس میں رکھا..... بچوں سے مٹی ڈالی..... قاتل یہ منظر دیکھنے کے بعد..... پڑھ قرآن.....

أَعْبَرْتُ أَنْ أَلُذْنَ وَفِي هَذَا الْغُرَابِ ۝

کیا نہیں عاجز ہوں کہ اس کو بے کی مثل ہو جاؤں۔

اب قاتل کو قرآن نے کو بے کی مثل کہا..... وہ پرندہ ہے یہ انسان ہے.....

پڑھ قرآن..... بلعم باعور..... اُمتِ موسیٰ* میں بہت بڑا عالم، بہت بڑا عامل
..... اُس کے بارے میں قرآن کہہ رہا ہے: الاعراف میں ارشاد ہوا:

فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۝

فرمایا بلعم باعور کہنے کی مثل ہے۔

کسی نے لکھا کہ بلعم باعور کی ذمہ داری، کچا گوشت کھاتا تھا، وہ بھونکتا تھا، لفظ مثل بھی
ہے جس کا فرق بھی ہے.....

مَثَلُ الَّذِينَ يُحِلُّوا التَّوْرَةَ ثُمَّ يَحْلِلُونَهَا كَمَثَلِ الْخِمَارِ يَحْمِلُونَ أَثْقَالًا ۝

سورہ جمعہ میں ہر جمعہ کو پیش نمازوں سے نہیں سنتے ہو؟

فرمایا علمائے تورات گدھے کی مثل ہیں۔

عام لوگ بھی نہیں، علماء ہیں، مثل گدھے کے ہیں.....

اگر میں کسی عالم سے کہہ دوں آئیے گدھا صاحب! گولی مارے بغیر نہیں رہے

گا..... نہیں! انسان کو گدھا بنانا ہے ہو؟ بھی قرآن میں تم سے بڑے عالموں کو اللہ گدھا کہہ

رہا ہے.....

لفظ مثل بھی ہے، جنسوں میں فرق بھی ہے.....

جائل نہ بن..... جس طرح مثل کے باوجود بلعم باعور کتا نہیں بنا..... علمائے

تورات گدھے نہیں بنے..... لفظ مثل کے باوجود محمدؐ اور تم میں اتنا فرق ہے جتنا انسان اور

حیوان میں ہوتا ہے..... (نعرے)

ایک اور آیت پڑھ دوں..... سورہ انعام میں ہے

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ بِمَا تَحْمِلُ إِلَّا أَسْرًا مَّا لَكُم بِهِ

اللہ فرماتا ہے زمین پر چلنے والا ہر جاندار اور ہر پرندہ جو اڑ رہا ہے، وہ

تمہاری مثل اُمت ہی تو ہے۔

اب اللہ نے ہر جاندار کو ہماری مثل کہا، ہر پرندے کو ہماری مثل کہا لیکن جنس نہیں ملی۔

بشر کے لفظی معنی صاف صاف کہا چاہیے تھا انما انا انسان یہ بشر کیوں کہا؟

اچھا اچھا، ٹھہریے..... ایک لفظ ہے اکثریت اسے جانتی ہوگی..... بشری

حلیہ، فلاں بندے کا حلیہ بشری، ایسا ہے، بولتے ہوتاں.....؟

بشری کہتے ہی اسی چیز کو ہیں یعنی بشر کھلی کھال والا..... ایسا جسم والا جو نظر آئے

..... جو جو چیز نظر آئے وہ بشر ہے.....

بس کائنات میں ایک ہی ہے جو نظر نہیں آتا، باقی ہر کوئی، فرشتہ بھی اگر نظر آنے

لگے تو اُس وقت فرشتہ نہیں ہوتا.....

پڑھ سورہ مریم.....

وَإِذْ لَوْ فِي الْكِتَابِ مَرْسُومًا إِذْ أَنْتَبَكْتُ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۖ فَاتَّخَذَتْ

مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا ۖ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۖ

اے رسول! یاد کیجئے، جب مریم پشیم شرق پہ غسل کرنے گئی، بات

ہے رسول سے صدیوں پہلے کی، اور اللہ کہہ رہا ہے، یاد کیجئے، بھی جو آج کی مجلس میں نہیں

ہے اُسے کہو گے کہ یاد کرد.....؟

یاد تو اُسے کراؤ گے جو ہے یا تو اللہ پہ بھی مبالغے کا فتویٰ دو، ورنہ مانتا پڑے گا جب
مریمؑ، حجاب بنا رہی تھی میرا رسولؐ دیکھ رہا تھا.....

فَاَنْسَلْنَا الْاِنْفِمْارَ وَوَحَّيْنَا

ہم نے روح الامین کو بھیج دیا..... کیسے؟

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

کھل مکمل بشر بن کے گیا.....

نگاہ پڑی..... قَالَتْ كَيْفَ هٰذَا.....

قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا

اگر تو متقی ہے تو میں رحمن کے نام پر تجھ سے پناہ چاہتی ہوں۔

اب میرا سوال ہے ہر سننے والے سے، کہ مریمؑ کا یہ کہا کہ اگر تو متقی ہے؟ دلیل

نہیں ہے کہ مریمؑ نے جبریلؑ کو پہچانا نہیں ہے.....

پہچانا کیوں نہیں ہے؟ مکمل بشر بن کے آیا.....

جو روح اللہ کی ماں ہے..... جو کلمۃ اللہ کی ماں ہے..... جو خود معصومہ ہے..... جو

خود بتولؑ ہے..... جو خود آیۃ اللہ ہے..... اگر محمدؐ کا نوکر مکمل بشر بن کر آئے تو مریمؑ نہیں

پہچانتی..... محمدؐ مکمل بشر بن کے آئے تو..... تو کیسے پہچان لے گا.....؟ (نعرے)

ہو سکتا ہے کوئی کہے مریمؑ کوئی نبی تھا؟..... مریمؑ کوئی رسول تھی..... غیر نبی

سے بھول ہو سکتی ہے..... پہچان میں غلطی ہو سکتی ہے.....

آؤ..... سورہ الزاریات پڑھ.....

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ الْيَهُودِ الْمَكْرُومِينَ ﴿١٠﴾

اے رسول! آپ تک ابراہیم کے معزز مہمانوں کی کہانی پہنچی؟
کون تھے؟ جبریل تھا، چند فرشتے اور تھے..... آئے..... سلام دعا ہوئی.....

فَرَأَاهُ إِلَىٰ آفِلِهِ فَنَاءً يُعَجِّلُ الْبَحِيمِينَ ﴿١١﴾

آنکھ بچا کے گیا، ایک سو! تازہ بھجڑا اپنے اسطبل سے الگ کیا،
جلدی جلدی اُس کی ران بھون کے آئے رکھ دی۔ دیکھا کہ مہمانوں کے ہاتھ تو کھانے کی
طرف بڑھ ہی نہیں رہے..... کہا نا پسند نہیں؟ میری میزبانی میں نقص ہے؟ اس وقت
جبریل نے مسکراتے کہا..... ہم کھایا نہیں کرتے.....

جبریل مثل بشر ہے، ابراہیم پہچان نہیں رہے.....

میرے نبی کا نوکر لباسِ بشر میں ہے شجرۃ الانبیاء کی پہچان سے دُور..... اور میرا
رسول اگر لباسِ بشر میں ہو..... تو کوئی پہچانے گا کیسے.....؟

جس چیز کو تم نقص سمجھ رہے ہو میرے رسول کا، وہ کمال ہے..... بلکہ انتہائے

کمال ہے.....

یاد ہے؟ میں نے کیا کہا تھا، کب آئی تھی یہ آیت، جب چاند دو گلڑے ہوا.....

دو گلڑے کیسے ہوا؟

اس واقعے کا اشارہ قرآن میں موجود ہے..... خود سورہ القمر.....

إِنَّا نَبِّئُكَ السَّاعَةَ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۚ وَلَنْ يُدْرِيَ الْآيَةُ يُعْرَضُونَ وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّشْتَمِلٌ ۝

فرمایا، قریب آگئی قیامت، اور شق ہو گیا چاند، اور یہ لوگ کھلا معجزہ دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو جھگٹی کا جادو ہے۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ ہوا چاند شق ہے، قیامت قریب کیوں آئی؟ قیامت تو یہی ہے ناں..... جب حیات فنائیں ڈھل جائے..... جب ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں، جب کھوپڑیاں ایک دوسرے سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں، بندے مرجائیں..... بقا، فنائیں ڈھل جائے..... یہی ہے ناں قیامت.....!

کیوں کہہ رہا ہے قرآن، جب چاند شق ہوا قیامت قریب آگئی؟ جب پہلے پہل چاند پہ گیا تھا انسان، بڑے بڑے کہہ رہے تھے کیسے جاسکتا ہے اس وقت بھی میں نے کہہ دیا تھا، گئے ہیں..... کیسے؟ میں نے کہا دو دلیلیں ہیں میرے پاس قرآنی، ایک تو سورہ اشتقاق میں اللہ کہہ رہا ہے

وَالْقَمَرُ إِذَا انْشَقَّ ۖ لَنُرَكِّبَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝

قسم ہے چاند کی جب وہ پورا ہو جائے، تم ایک طبقے سے دوسرے طبقے کا سفر ضرور کرو گے۔

آپ کو یاد ہو گا کہ وہاں سے مسٹر نیل پتھر لایا تھا، کچھ مٹی لایا تھا اور کچھ تصویریں لایا تھا کہ اُجاڑ ہے..... غجر ہے، عقل انسانیت اگر سوچے تو غجر دلیل ہوتی ہے اس امر کی کہ کبھی یہاں آبادی تھی بعد میں غجر ہوا.....

کب ہوا؟ اب فرق کچھ لینا، تمہاری زمین سے کئی گنا بڑا سیارہ ہے چاند، بس رہا تھا، مامور تھا حیات سے، بھر پور تھا زندگی سے، جہالت کا بابا (ابو جہل) تیرے رسولؐ کے پاس آیا۔ تو نبی ہے؟ چاند دو ٹکڑے کر۔۔۔ تیری بظلوں سے گزر جائے ایک ٹکڑا ادھر سے، ایک ادھر سے۔۔۔ پھر ایک بامِ کعبہ پہ گرے۔ ایک ابوقبیس پہاڑ کی چوٹی پہ گرے۔۔۔ پھر ایک جائے پھر دوسرا جائے۔۔۔ پھر جزّہ جائے، مان جاؤں گا، زکا تیرا رسولؐ کیوں؟ کہ یہ ابو جہل ہے نہیں تو محمدؐ ہوں۔۔۔ میں تو جانتا ہوں وہاں کھربوں زندگیاں ہیں۔۔۔

اگر میں نے اشارہ کر دیا۔۔۔ چاند نے پھٹ جانا ہے۔۔۔ زندگی نے ختم ہو جانا ہے۔۔۔ میں رحمۃ للعالمین ہوں، میری رحمت کا تقاضا موت تو نہیں۔۔۔ میں تو حیات دینے آیا ہوں۔۔۔ مارنے تو نہیں آیا۔۔۔

رسولؐ اس لئے رُکے۔۔۔ ابو جہل نے تالی پینا شروع کی۔۔۔ جناب خدیجہ نے گھر میں اس کی ہنسی اور پھپھول کی آواز سنی، جناب خدیجہ کے منہ سے لکھا ہائے رُسوائی۔۔۔! محمدؐ کو کھٹلا رہے ہیں۔۔۔ وہ تو صادق ہے وہ تو امین ہے۔۔۔

ماں کی دُرج عصمت میں تھی اس وقت بتوں۔۔۔ حکمِ اطہر سے آواز آئی

اماں! گھبرا کیوں رہی ہو، میرا اللہ میرے بابا کے ساتھ ہے۔ (نعرے)

رسولؐ سوچ میں۔۔۔ ابو جہل نے زور سے تالی پینا شروع کی۔۔۔ دیکھا

تاں۔۔۔ زمین پہ جادو چلتا رہا اس کا۔۔۔ آسمان پہ جادو بے اثر ہو گیا۔۔۔ وہ جو بے دل ہو کے بھی اپنے دل میں میرے نبیؐ کا پیار بسائے رہتا ہے، بس چل گیا اُس کا دل۔۔۔ جبریلِ جلدی کر، جا کے کہہ میرے حبیبؐ سے۔۔۔ ہو کیا گیا تو زندگی کو سوچ رہا ہے۔۔۔

میں نے تجھے اپنے لئے بنایا، کائنات تیرے لئے بنائی.....
 علی تیرا صدقہ بن کے سو سکتا ہے..... چاند کی زندگی کیا ہے؟ اٹھا دے انگلی.....
 (یا علی، یا علی، یا علی) نعرے
 میں ایسی سینکڑوں کائناتیں تیرا صدقہ کر کے پھینک سکتا ہوں..... دو نکلے
 کا ادب باش تیرا مذاق اڑائے..... فنا ہوتی ہے زندگی ہونے دے..... اٹھا دے انگلی.....
 وہ انگلی اٹھائی..... آواز آئی:

اِقْتَرَبَ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾

قریب آگئی قیامت، شق ہو گیا قمر..... (آیت)

توجہ! وہ چاند بظلوں سے گزرا، آدھا کعبہ کی چھت پہ، آدھا کوہ ابو قیس کی چوٹی
 پہ..... اب ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں ہر جہت کے زمانہ میں..... عیسیٰؑ کی ماں کے کردار پہ
 جہاں انگلی اٹھانے والے تھے وہاں کچھ ایسے تھے جنہوں نے عیسیٰؑ کو اللہ کہہ دیا..... اب
 سارے وہاں اہل مزاج تو تھے نہیں..... اونے زمین سے کتنا بڑا ہے..... اتنا سٹ گیا
 بظلوں سے گزر گیا..... جو زمین سے ہزاروں گنا بڑی چیز کو اپنی بظلوں میں لے لیتا ہے
 یہ یہ یہ ہم جیسا نہیں ہے..... یہ اللہ ہے..... بس لوگوں کا دل میں اللہ سوچتا تھا آیت
 آگئی.....

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ اِلَيَّ اَنْ اَنذَرُكُمْ لَكُمْ وَلَئِنْ كُنْتُمْ

(داؤد تحسین، فلک شگاف نعرے)

اس وقت آئی یہ آیت

کہہ دو میں مثل بشر ہوں..

اللہ تو وہ موجود واحد ہے..... جی جی جی..... تیرے نبیؐ نے توحید پجائی..... تو نے اپنے جیسا سمجھا..... (نعرے)

دیکھو..... میں چھوٹی سی ایک مثال دیتا ہوں اور خصوصاً وہ لوگ جو کالجوں، یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں اور جو کمپنری میں، طبیعات میں کچھ سوچہ بوجھ رکھتے ہیں..... وہ جلدی سمجھ جائیں گے..... باقی پھر ان سے سمجھ لینا..... اب کیا کہہ رہا ہے میرا رسولؐ ؟ میں مکمل بشر ہوں، میری طرف وحی ہوتی ہے۔ اب اسی یوحناؑ کو اگر سمجھو تو ذرے سے عرش کا فرق نظر آتا ہے..... مثال یہ ایسے ہی ہے جیسے اگر شیشہ پتھروں سے کہے کہ میں بھی تم جیسا پتھر ہوں (سمجھ گئے ہوناں.....) شیشہ پتھر ہی کی کان سے نکلتا ہے، پیچھے سے جنس بھی ایک ہے..... اگر وہ یہ کہے کہ میں بھی تم جیسا پتھر ہوں مجھے سورج کی شعاعوں کی وحی ہوتی ہے..... یعنی کیا مطلب یعنی باقی پتھر کو دو پہر میں بھی سورج کے سامنے کر کے کھڑے رہو تو دیسے کا دیا میلا ہوگا اور اگر شیشے کو سورج کے سامنے کر دو اس میں پورا سورج نظر آئے گا..... (نعرے)

پورا سورج جو نظر آ رہا ہے اب شیشہ کہہ رہا ہے میں بھی مکمل حجر ہوں میں مکمل سنگ ہوں مجھے سورج کی وحی ہو رہی ہے یعنی مجھ میں سورج نظر آتا ہے..... رسولؐ کہہ رہا ہے جابلو! میں دیکھنے میں مکمل بشر ہوں مجھے توحید کی وحی ہو رہی ہے..... تم میں آدمؑ بھی نظر نہیں آتا، مجھ میں اللہ نظر آتا ہے..... (دادو حسین)

جمع میں سے ایک سو من کھڑا ہو کے یہ قطعہ پڑھتا ہے

خالق کی طرح نور تھا، مخفی تھا، صمد تھا

یہ نور نبیؐ تھا تا بہ ابد تا بہ ابد تھا

خود ذات واحد نے ہی بنایا اسے احمد
 گر میم نہ ہوتی تو احمد بھی احد تھا
 یہ بالکل صحیح بات ہے اور یہ میم جو ہے ناں احمد میں..... جانتے ہو یہ کس چیز کی میم
 ہے؟ یہ امکان کی میم ہے..... یہ امکان.....

إِنَّ اللَّهَ أَبْرَزَ الْحَقِيقَةَ الْأَحْمَدِيَّةَ مِنْ كُمُودِ خَفَرَةِ الْأَحَدِيَّةِ
 وَمَيَّزَ بِهِ مِنْ مِثْمِ الْأَمْكَانِ

اللہ نے حقیقت احمدیہ کو احدیت کی کان سے ظاہر کیا.....
 کوئلے کی کان سے کوئلہ، تانبے کی کان سے تانبا، چاندی کی کان سے چاندی،
 سونے کی کان سے سونا..... کبھی سونے کی کان سے لوہا نہیں نکلتا..... کبھی تانبے کی کان سے
 کوئلہ نہیں نکلتا..... کبھی چاندی کی کان سے چیل نہیں نکلتا..... جس کی کان وہی شے
 یہ نکلتا ہے احدیت کی کان سے تو یہ بھی اُحد تھا.....
 اللہ نے اسے امکان کی میم دے کر کہا میرے حبیب! تو میری توحید پہچانے
 جا رہا ہے اللہ بنے تو جا ہی نہیں رہا..... تو میم لیکر احمد ہو جا مجھے احد رہنے دے
 (نعرے)

اب دیکھیں (بھائی میرے! بشریت کی ابتداء تیرے باپ آدم سے ہوئی ہے)
 سورہ میں ارشاد ہوا

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِينٍ ۝

قرآن کہہ رہا ہے

اور لفظ احمد کی شکل پر اس نے عبادت کا حکم دیا
 الْقِيَامُ كَمَا لَا يَلْفُ قِيَامُ هِيَ الْفِ كِطْرَحُ..... اور یہ اختیار بھی میں نے
 جنہیں خود دیا ہے کہ الف لکھو..... قیام الف کی طرح

میں مٹی سے بشر بنانے لگا ہوں۔

تو پہلا بشر آدم ہے..... اب جو آدم کے بعد ہے اُسے شوق سے بشر کہہ..... میں تجھے نہیں روکوں گا..... اور جو یہ کہتا نظر آئے

كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْطِّينِ.

کہ ابھی آدم آب و گل کے درمیان تھا، میں اُس وقت بھی نبی تھا۔ اسے بشر

وَالْمُكُونُ كَالْعَاقِ اور بندہ جب رکوع میں ہوتا ہے جیسے عربی کی ”ح“ نکلی ہو.....

وَالسُّجُودُ كَالْعِجْمِ جب بندہ سجدے میں پڑا ہو تو جیسے عربی کی ”م“ نکلی جاتی ہے.....

وَالْقَعُودُ كَالْذَّالِ اور تشہد ایسے ہے جیسے ”ذ“ ہو..... (دادو حسین)

اللہ نے کہا، اے آدم! یہ تیری صورت پہ کہاں؟ تو ان کے اسم کی صورت پہ ہے اور اگر یہ نہ ہوتے تو تو کہاں ہوتا؟ تو بنا ہی ان کے صدقے ہے، تو بنا ہی ان کے طفیل ہے۔

(اور آؤ..... بس سمیٹوں.....) تیری میری مثل..... ہم حلال زادے ہیں، ہم اپنے ابا کی مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے..... (دادو حسین) ٹھیک ہے ناں بھی باپ قبلہ ہوتا ہے..... کعبہ ہوتا ہے جی..... جائے تقدس و احرام ہوتا ہے..... ہم اپنے ابا جیسے نہیں ہیں..... بڑے ابا کے ابا جیسے کیسے؟ جی جی تیرا رسول خود فرما رہا ہے

إِنَّ آدَمَ أَبُو الْأَجْسَامِ وَأَنَا أَبُو الْأَرْوَاحِ

فرمایا، آدم تو جسموں کا باپ ہے، میں روحوں کا باپ ہوں۔

روح نہ ہو تو آدم کہاں ہو؟ روح نہ ہو تو آدم کو عجدہ کہاں ہو؟ تو تیری میری مثل یہ نہیں ہے..... تو پھر کیا ہے؟

(بس سٹ گئی بات) پیغام لے جاؤ.....

اور بتائیں آج بھی نہیں سکا کہ علی بادشاہ کیا فرماتے ہیں؟

یہ تین مجالس بس ایسے ہی گزر گئیں..... پر مولانا نے چاہا تو کل ضرور بتاؤں گا.....

خود ذاتِ احد نے ہی بنایا اسے احمد
 گر میم نہ ہوتی تو احمد بھی احد تھا
 یہ بالکل صحیح بات ہے اور یہ میم جو ہے ناں احمد میں..... جانتے ہو یہ کس چیز کی میم
 ہے؟ یہ امکان کی میم ہے..... یہ امکان.....

إِنَّ اللَّهَ أَهْوَزَ الْحَقِيقَةَ الْأَحْمَدِيَّةَ مِنْ كُمُوزِ خَفَرَةِ الْأَحَدِيَّةِ

وَمَيَّزَ بِهِ مِنْ مَيِّمِ الْإِمْكَانِ

اللہ نے حقیقت احمدیہ کو احدیت کی کان سے ظاہر کیا.....
 کوئلے کی کان سے کوئلہ، تانبے کی کان سے تانبا، چاندی کی کان سے چاندی،
 سونے کی کان سے سونا..... کبھی سونے کی کان سے لوہا نہیں نکلتا..... کبھی تانبے کی کان سے
 کوئلہ نہیں نکلتا..... کبھی چاندی کی کان سے پتیل نہیں نکلتا..... جس کی کان وہی شے
 یہ نکلا ہے احدیت کی کان سے تو یہ بھی احد تھا.....

اللہ نے اسے امکان کی میم دے کر کہا میرے حبیب! تو میری توحید بچانے
 جا رہا ہے اللہ بنے تو جا ہی نہیں رہا..... تو میم لیکر احمد ہو جا مجھے احد رہنے دے
 (نعرے)

اب دیکھیں (بھائی میرے! بشریت کی ابتداء تیرے باپ آدم سے ہوئی ہے)

سورہ میں ارشاد ہوا

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِلٰٓئِنۡ

قرآن کہہ رہا ہے

میں مٹی سے بشر بنانے لگا ہوں۔

تو پہلا بشر آدم ہے..... اب جو آدم کے بعد ہے اُسے شوق سے بشر کہہ..... میں
تجھے نہیں روکوں گا..... اور جو یہ کہتا نظر آئے

كُنْتُ نَبِيًّا وَاَذْمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْطِّينِ

کہ ابھی آدم آب و گل کے درمیان تھا، میں اُس وقت بھی نبی تھا۔ اسے بشر
کہنے کی اجازت تجھے کون دے گا؟ اور تو تو پھر آدم کا بیٹا ہے..... (یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ
) (نعرے)

آدم کے بدن میں اللہ نے جب روح پھونکی پہلے پہل آنکھوں میں آئی
..... دیکھا کچھ نور نظر آئے..... کچھ بکیر نظر آئے..... آدم نے سوال کر دیا..... ابوالبشر نے
مہجود ملائک نے.....

رَبِّ هَلْ خَلَقْتَ مِنْ طِينٍ بَشَرًا مِّن قَبْلِي؟

پالنے والے کیا تو نے مجھ سے پہلے بھی مٹی سے کچھ بشر بنا رکھے ہیں؟

قَالَ : لَا

اللہ نے کہا، نہیں.....

وَمَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ عَلَى صُورَتِي؟

تو پھر کون ہیں جو میری صورت پہ ہیں؟

اللہ نے کہا، آدم! جلدی تو بہ کر، یہ تیری صورت پہ کہاں، تو ان کی صورت پہ ہے
..... (دادو تحسین)

بلکچ کہوں..... تو اس کے نام کی صورت پہ ہے.....
 اور بعض علماء نے اس قول کو خیر ممکن سے منسوب کیا ہے کہ مولانا نے فرمایا ہے
 خَلَقَ اللَّهُ الْإِنْسَانَ عَلَى اسْمِ مُحَمَّدٍ أَمَرَ بِعِبَادَةِ
 عَلَى صُورَةِ اسْمِ مُحَمَّدٍ
 اللہ نے انسان کا بدن بنایا ہے اسم محمدؐ کی صورت پر اور عبادت کا حکم دیا ہے اسم

احمد کی صورت پر

الرَّاسُ مَخْشُورٌ كَالْمِمْ
 انسان کا سر ”م“ کی صورت
 وَبَدْنُهُ كَالْخَاءِ
 اور یہ دونوں بازو عربی کی ”ح“ ہیں.....
 وَبَطْنُهُ كَالْمِمْ
 اور پھر شکم ”م“ ہے.....
 وَرِجْلَانِ كَالذَّالِ
 اور دونوں ٹانگیں پھر ”ذ“ کی شکل پر ہیں.....
 یعنی اللہ نے اپنے محبوب کے نام کی صورت پہ ہمیں بنایا تو ہم انسان بن گئے
 اور جس کے نام کی بھیک نہ ہوتی تو ہم کتے، سور، خنزیر ہوتے..... وہی ہم جیسا ہے
؟! (فلک شگاف نعرے)

اسم محمدؐ کا فیض ہے کہ تو اشرف المخلوق ہے.....

أَمَرَ الْعِبَادَةَ بِصُورَةِ أَحْمَدَ

اور لفظ احمد کی شکل پر اس نے عبادت کا حکم دیا

الْقِيَامُ كَالْأَلِفِ قِيَامُ هِ الْفِ كِ طَرَحُ..... اور یہ اختیار بھی میں نے

تمہیں خود دیا ہے کہ الف لکھو..... قیام الف کی طرح

وَالرُّكُوعُ كَالْعَاءِ اور بندہ جب رکوع میں ہوتا ہے جیسے عربی کی ”ح“ لکھی

ہو.....

وَالسُّجُودُ كَالْمِيمِ جب بندہ سجدے میں پڑا ہو تو جیسے عربی کی ”م“ لکھی

جاتی ہے.....

وَالْقُعُودُ كَالذَّالِ اور تشہد ایسے ہے جیسے ”ذ“ ہو..... (دادو تحسین)

اللہ نے کہا، اے آدم! یہ تیری صورت پہ کہاں؟ تو ان کے اسم کی صورت پہ ہے

اور اگر یہ نہ ہوتے تو تو کہاں ہوتا؟ تو بنا ہی ان کے صدقے ہے، تو بنا ہی ان

کے طفیل ہے۔

(اور آؤ..... بس سیمٹوں.....) تیری میری مثل..... ہم حلال زادے ہیں، ہم

اپنے تبا کی مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے..... (دادو تحسین) ٹھیک ہے ناں بھی

..... باپ قبلہ ہوتا ہے..... کعبہ ہوتا ہے جی..... جائے تقدس و احترام ہوتا ہے..... ہم اپنے

تبا جیسے نہیں ہیں..... بڑے تبا کے تبا جیسے کیسے؟ جی جی تیرا رسول خود فرما رہا ہے

إِنَّ آدَمَ أَبَوَ الْأَجْنَسَامِ وَأَنَا أَبُو الْأَرْوَاحِ

فرمایا، آدم تو جسموں کا باپ ہے، میں روحوں کا باپ ہوں۔

روح نہ ہو تو آدم کہاں ہو؟ روح نہ ہو تو آدم کو سجدہ کہاں ہو؟ تو تیری میری مثل

یہ نہیں ہے..... تو پھر کیا ہے؟

(بس سٹ گئی بات) پیغام لے جاؤ.....

اور بتائیں آج بھی نہیں سکا کہ علی بادشاہ کیا فرماتے ہیں؟

یہ تین مجالس بس ایسے ہی گزر گئیں..... پر مولانا نے چاہا تو کل ضرور بتاؤں گا.....

بھی یہ ہمارے اختیار میں ہوتا ہی نہیں..... جس وقت جو وہ چاہتے ہیں.....

ہر امر اپنے وقت کا مہر ہونا منت ہے..... ہاں ان شاء اللہ کل..... جب اللہ نے
تیرے رسولؐ کو بنایا..... میں ہوں تھوڑا پڑھا ہوا، مدد کر دینا میری کوئی چیز رسولؐ سے پہلے
(نہیں) جی میرے دوستو! کوئی شے؟..... نہیں، زمین، نہیں، آسمان..... نہیں، عرش.....
..... نہیں، کرسی..... نہیں، لوح و قلم..... نہیں، کچھ نہیں..... کچھ بھی نہیں..... بالکل ٹھیک ہے
..... تو پھر یہ تھا اول..... (دادو تحسین)

هُوَ الْاَوَّلُ کہنے والا! میرا رسولؐ تھا اول..... جب شے ہی نہیں ہے تو عناصر ہی
نہیں ہوں گے..... جو اب بھی نہیں ہوں گے..... نہ جوہر، نہ عرض، نہ عنصر..... (ٹھیک ہے
ناں.....) تو پھر جب عناصر ہی نہیں تو پھر یہ مرکب نہیں، ترکیب سے نہیں بنا..... یعنی اول
بھی ہے اور مرکب بھی نہیں (غیر مرکب) اچھا جب میرے رسولؐ کو اللہ نے بنایا کوئی جگہ
چھوٹی سی رسولؐ سے پہلے ہو چھوٹی سی.....؟ آخر وہاں رسولؐ کو ٹھکانا بھی تو ہے..... کوئی
نہیں جسے عربی میں مکان کہتے ہیں، ہم جگہ کہہ رہے ہیں، عربی اُسے مکان کہتی ہے..... تو
رسولؐ سے پہلے کوئی دو چار فٹ کا مکان..... نہیں، کوئی نہیں..... اسی کو تو کہتے ہیں لامکان
.....!

اچھا اُس وقت، کوئی وقت نہیں..... چلو، سال نہیں..... کوئی مہینا مہینا نہیں
..... کوئی ہفتہ شفتہ نہیں..... کوئی گھڑی نہیں..... اسی کو عربی میں کہتے ہیں زمان
..... تو وقت نہیں ہے تو پھر لازمان.....!

جب یہ بنا کوئی اس جیسا تھا.....؟..... نہیں..... تو پھر بے مثال.....!

(دادو تحسین)

ماں، سُن..... اس حقیقت محمدیہؐ کو پہچان..... دل بڑا کر..... تو پھر جب
اس جیسا کوئی نہیں تو پھر بے مثال.....!
کوئی اس کے ساتھ بنا ہو.....؟ نہیں..... بولو..... نہیں..... تو پھر لاشریک
!.....

تو وہ اول، غیر مرکب، لامکان، لازمان، لاشریک اور بے مثال..... ہم
دونکے کے بندے..... ہمیں اس میں یہ صفتیں نظر آتی ہیں..... جس نے بتایا اسے نظر
نہیں آئی ہوں گی.....!؟

اُس نے دیکھا کہ میں نے تو اسے زمین پر بندوں میں بھیجنا ہے کہ اسے اول مانو
لوگ دیکھا ہوا چاند مانتے ہیں مجھے کس نے ماننا ہے، اسی کو مانیں گے..... یہ کہے گا
لامکان، لازمان..... اسی کو مانیں گے..... یہ کہے گا لامکان..... اسی کو مانیں گے..... یہ
کہے گا لاشریک..... اسی کو مانیں گے..... یہ کہے گا بے مثال..... اسی کو مانیں گے..... پھر جو
مجبور ہو جائے، وہ کم از کم اللہ نہیں ہوتا..... (دادو تحسین)

جو مجبور ہو جائے وہ خدا نہیں ہوتا..... پہلے تو بے دل نے اپنے دل میں
لطف لیا..... اچھا میرے حبیب! اول ہے تُو..... لامکان ہے تُو..... لاشریک ہے تُو
..... بے مثال ہے تُو..... دیکھ میری قدرت.....

قَسَمُ اللّٰهِ ضَوْءُكَ النُّوْرُ بِنَصْفِ

اللہ نے اسی نور کے دو حصے کر کے دوسرے میں سے علی بنا کر کہا..... تیرا شریک
پیدا ہو گیا..... (فلک شگاف نعرے)

اُس وقت آوازِ قدرت آئی..... لے میرے حبیب! تیرا شریک پیدا ہو گیا

.....میں اب بھی لاشریک ہوں..... میرے حبیب! تیری مثال پیدا ہوگی..... میں اب بھی بے مثال ہوں..... نبیؐ کی مثل ہو سکتا ہے تو علیؑ نہ تو، نہ میں.....
 جو مثل ہے اس کی، وہ کہتا ہے میں عبد ہوں..... (داد و تحسین)
 کیوں یا علیؑ؟ تو عبد کیوں ہے؟ اللہ تو تجھے اس کی مثل، اس کا شریک، اسی جیسا کہتا ہے.....؟

کہا ایک لمحہ تھا جب یہ اکیلا تھا میں بھی نہیں تھا..... لہذا میں عبد۔ (نعرے)
 ایک وقت تھا علیؑ فرماتے ہیں کہ وہ اکیلا تھا میں ظاہر نہیں ہوا تھا..... لہذا میں عبد
 لہذا ایک وقت تھا جب میرا نبیؐ بھی نہیں تھا بس وہ تھا..... اسی لئے تو ہمیں کہنا

پڑتا ہے

أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے عبد اور رسولؐ..... عبد پہلے رسولؐ بعد میں۔
 بڑا عہدہ پہلے کرنا جاتا ہے..... جس کی اپنی رسالت..... (بس آخری بات ہے)
 ذہراؤں کا بھی نہیں..... شرح بھی نہیں کروں گا..... بس جس کا جو نصیب ہے خود سنبھال
 لے..... جس کی اپنی رسالت، اُس کی عبدیت کی برابری نہیں کرتی..... بشریت اُس کی
 حقیقت کی برابری کیسے کرے گی.....؟! (نعرے)

اور یقین مایہ، منبر کی قسم! جس رسولؐ کو میں جانتا ہوں اس کا سواں حصہ
 بھی میں نے تمہیں نہیں بتایا..... جی ابھی سواں حصہ بھی نہیں ہے..... ہاں اور اب اس کو
 اگر تناوے (۹۹) گنا کر لیجئے، پھر کیا بنے گا.....؟! اور پھر بھی یہ وہ حقیقت ہوگی جو میں
 جانتا ہوں..... اس طرح پھر سوچتے سوچتے..... پھر سوچنا کہ وہ کیا ہوگی حقیقت جسے علیؑ

جانتا ہے.....؟؟!!

بیرا کیا ہے ہیرا.....؟ الماس کیا ہے؟ یہ پکھراج جانتا ہے..... مردار ید کیا ہے؟
یہ صدف جانتا ہے، جس دریا، سمندر میں یہ رہتا ہے وہ بھی نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے.....؟؟
ظرف کو پتا ہوتا ہے بھائی..... اسی لئے آسان ترین نسخہ بتایا کرتا ہوں..... کہ آسان نسخہ یہی
ہے کہ ایسوں کو سوچا نہ کرو..... بس مان لیا کرو..... (دادو تحسین)

اب دیکھ لو..... بس آخری بات ہے میری..... کہیں دنیا مجھے ضعیف سے ضعیف
روایت میں دکھادے کہ سلمانؑ نے رسولؐ سے کہا ہو کہ تم نبیؐ ہو معجزہ دکھاؤ..... بڑے
بڑوں نے معجزے مانگے رسولؐ سے..... سلمانؑ نے مانا.....
مانا..... مننا ہو گیا.....!

ہاں، ذرا بے شک ہو کے مان کے تو دیکھو..... شک کئے بغیر مان کے دیکھو
ہوتا کیا ہے؟ یہ اصول بھی ہے کسی بندے سے نہیں پیار کرتا ہوں کوئی اگر جوں جوں اس کی
زیادہ عزت کرے گا، میرے دل میں جگہ بنانا چلا جائے گا..... میرے پیارے سے
پیار کرتا ہے..... چونکہ یہ دل کو پیارا ہے جوں جوں اسے بے شک ہو کے مانتے جاؤ..... بے
دل کے دل میں جگہ بنتی جاتی ہے..... (دادو تحسین)

اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ اس کو ماننے والا بے مثال ہو جاتا ہے.....

درد و پڑھ لو میل کے باوازی بلند..... (صلوٰۃ.....)

لطف آیا..... یا وقت گیا.....؟ (سبحان اللہ!)

خوش رہو، آباد رہو، مولا تمہاری عبادت قبول فرمائے!

بے شک میں تھک گیا ہوں..... تھک جانا بشریت ہے..... اور پھر مجھے تو پتا نہیں

کتنی حقیقتیں ہیں جو اندر سے توڑ پھوڑ دیتی ہیں؟ بشریت اُبال میں آتی ہے کہ سب کہہ دے
 مصلحت زبان پکڑ لیتی ہے..... تو پھر وہ جو اپنے وجود میں غم کرنا پڑتا ہے وہ میرے
 ریشے ریشے کو توڑ پھوڑ دیتا ہے..... ہاں، تو بس ایک ایک فقرہ کہہ رہا ہوں..... اسی پر راضی
 رہتا..... اور بس اپنے تصور کردہ کو سامنے رکھ لو..... کیونکہ میرا فقط ایمان نہیں تحقیق بھی ہے
 آنسوؤں کیلئے مومن کو نہ لیے چوڑے مضمون کی ضرورت ہے نہ اُسے عوارض کی ضرورت
 نہ مواد کی ضرورت..... کیونکہ رونا ہی ہے ناں حسین کو..... میں نے رات بھی تم
 سے کہا تھا کہ جو چالیس برس ابورویا ہے..... کتنے ذاکر سنتا تھا سید سجاد.....؟

اُس نے تو عذر ڈھونڈے ہیں رونے کے.....

بازار سے گزرا تو شام یاد آگئی..... کسی جوان کو دیکھا تو اکبر یاد آ گیا.....
 قصاب کی دکان سے گزرا، طشت میں کپڑے کے نیچے کوئی چیز رکھی نظر آئی،
 رونے کا پروگرام بن گیا..... پوچھا، قصاب یہ کپڑے کے نیچے کیا ہے؟
 مولا! بکرے کا سر رکھا ہوا ہے..... فرمایا، جانور کا سرائی عزت سے رکھا ہوا ہے؟!
 میں نے جو کہنا تھا وہ میں کہہ چکا ہوں..... (اللہ اکبر)
 کہا، حیوان کے سر کی اتنی عزت..... طشت میں سر پوش سے ڈھانپا ہوا.....
 کہا، مولا! حلال جانور کا سر جو ہے.....! منہ کر بلا کی جانب مڑ گیا.....
 ہائے میرا مظلوم بابا.....!!

لوگ تو حیوان کے سر کو عزت سے رکھتے ہیں.....!! (اللہ اکبر، العظمۃ اللہ)
 کہا، مولا! تمہوڑا رویا کیجئے..... روکے کہتے تھے، یعقوب کا بس ایک یوسف
 چند منازل کے فاصلے پر زندہ تھا..... یعقوب کو پتا تھا زندہ ہے..... اتنا رویا..... ورنہ دے

بیٹھا..... کمر جھک گئی..... میرے اٹھارہ ٹریسٹ میرے سامنے خاک و خون میں مل گئے اور مجھے پتا ہے واپس بھی نہیں آئیں گے..... اور پھر اے بندہ خدا! تو مجھے کہتا ہے کہ کم رویا کر..... ذرا سوچ کے مجھے بتا.....

مولا! کیا.....؟ فرمایا، کوئی غیرت مند بیٹا دیکھ رہا ہو اور کوئی بے حیا اُس کی ماں کے سر سے چادر اتارے تو اُس غیور بیٹے کو کیا کرنا چاہیے؟
کہا، مولا! اُسے مرجانا چاہیے.....

فرمایا، مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں؟ میں شام سے زندہ کیسے واپس آ گیا؟؟
میرا حق تھا، میں شام میں مر گیا ہوتا.....!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَتَى مُنْقَلَبُ يَوْمِهِمْ

جلس نمبر 9۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صلوٰۃ پاوازلہ.....

سورۃ احزاب سے ایک شمرہ آفاق آیت پیش نظر ہے میرے قرآن میں بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو دوسرے نازل ہوئیں۔ خود سورۃ فاتحہ نازل ہوا ہے، مکہ میں الگ، مدینہ میں علیحدہ.....

الْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَقَمْتُ عَلَیْکُمْ فِیْہِیْ ۝ لَعَلَّہٗ اُخْرٰی آیت ہے، اس کے بعد نئی آیت کوئی نہیں آئی۔ لیکن آیتیں آئیں..... حزیل مکر کے طور پر جو پہلے آچکیں تھیں وہی آتی رہیں..... اور جو آیت میں پڑھنے لگا ہوں اس آیت کا شرف یہ ہے کہ یہ نازل قرآن سے ۵۴ برس پہلے نازل ہوئی..... (نعرے)

کب نازل ہوئی؟ جب تمہارا رسول دنیا میں آیا..... چالیس سال بعد اعلان نبوت کیا، تیرہ (۱۳) برس کے میں گزارے، پھر مدینہ گئے تو ایک سال کے بعد وہ سورہ نازل ہوا جس میں یہ آیت موجود ہے۔

ہا ریخ الاول کو رسول دنیا میں آئے۔ ۱۸ کو مکہ والوں نے آنکھیں ملتے ہوئے جب کعبہ کی طرف نگاہ کی..... تو کعبہ کے خلاف یہ قلم قدرت سے لکھا ہوا تھا
يَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَنْ سَلْنَاکَ کُلَّ جَدٍّ اَوْ مُبَشِّرًا وَّاَوْ نَزَّلْنَا ۝

جب رسول دنیا میں آئے ہیں ناں..... عالم خلق میں تغیر، عالم امر میں تغیر، عالم مشیت میں تغیر، پتا نہیں کہاں کہاں تغیر پیدا ہوئے؟! آپ کو صرف اتنا بتا دیا جاتا ہے ناں

کہ آتش کدہ قارس کی آگ جو ہزاروں سالوں سے جل رہی تھی، رسول آئے
آگ بجھ گئی، آگ سے بچانے والا آگیا تو آگ کو تو بھڑکائی تھا.....!!

جس رات رسول آئے سارے بت بجدے میں گرے..... قصر نو شیرواں کے
کنگرے گرے..... بچپن سے میرے اندر ایک کھلی سی مچی ہوئی تھی کہ یہ تو ہر ایک نے لکھ دیا
کنگرے گرے، کنگرے گرے، مجھے جنوں کی چادر کی قسم! جب میں نے تحقیق کی تو پتہ ہے
کتنے کنگرے گرے؟ چودہ (۱۴) کنگرے گرے.....!!

شیاطین کا آسمان پہ جانا بند..... جب عالم امر و خلق، معنی و ملکوت میں ظالم پیدا
ہوا..... جنت نے پوچھا پالنے والے! یہ کیا ہو گیا ہے؟ تیری مخلوق میں بھونچال کیوں ہے؟
اضطراب کیوں ہے؟ آواز آئی جنت! تجھے خبر نہیں

فَلَوْلَا نَبِيُّ أَوَّلِيَّا لَكَ

جو تجھ میں رہنے آرہے ہیں اُن کا نبی دنیا میں آیا ہے۔

اور مجھے عزت و حیدر کی قسم! یہی لفظ میں نے کتابوں میں پڑھے ہیں.....

فَلَمْ تَجْعَلْهُ وَ تَجْعَلْهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

اُسی دن سے جنت نے ہنسنا شروع کیا اور قیامت تک ہنسی رہے گی (نعرے)

۵۴ برس پہلے اللہ نے خلافت کعب پہ لکھوا دیا۔

اے نبی! ہم نے آپ کو بھیجا، (اور یہاں ترجمہ کرتے ہیں) شاہد بنا کر، یہ بنا کر
کس لفظ کے ترجمہ ہے، بتایا اسے جاتا ہے جو دنیا پہلے نہ ہو، پیڑ و الحال یعنی نحو کی ابتدائی کتاب

نحو میر پڑھنے والے طالعلم بھی سمجھتے ہیں کہ ذوالحال کیا ہوتا ہے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْنٌ رَاجِحًا

میرے پاس آیا زید سوار ہو کر۔ یہ سوار پہلے سے تھا میں نے دیکھا تو سوار تھا تو

وہی بات اس آیت میں ہے **إِنَّا أَوْسَلْنَاكَ كَلِمَاتٍ**

ہم نے بھیجا تم کو اس حالت میں کہ آپ گواہ تھے۔

مخلوق کے اعمال پر گواہ تھے۔ میرا رسول گواہ ہے اعمال پر۔ واقعہ لاہور میں ہو جائے، میں، بہاولپور کا رہنے والا عدالت میں پہنچ جاؤں گواہی دینے۔ اور جج مجھ سے پوچھ لے کہ جب واقعہ ہو رہا تھا تم تھے؟ جی نہیں میں تو بہاولپور رہتا ہوں تو تو جین عدالت میں اندر ہو جاؤں گا۔ او جب دنیاوی عدالت سنی سنائی نہیں مانتی، آنکھوں دیکھی مانتی ہے..... دیکھئے جب اللہ نے رسولؐ کو گواہ بنا کر بھیجا تو پھر ماننا پڑے گا جہاں جہاں عمل کرنے والا ہے وہاں وہاں میرا رسولؐ ہے..... اور عمل کہاں کہاں ہے؟ سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا:

وَلَقَدْ مَكِّنَّا لُمُنَىٰ وَرَآءَ الْيُسُفُوٰى مُحَمَّدًا ۝

ہر شے میری تسبیح کرتی ہے، وہ دُور ہو یا عرش، وہ پھر ہو یا جبریل۔

تو پھر جہاں جہاں تسبیح ہے وہاں وہاں میرا رسولؐ ہے.....

اور عمل کی گواہی ایسے نہیں کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہے تو رسولؐ نے کہہ دیا اللہ یہ نمازی ہے

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. (حدیث)

وہ نیتیں پڑھتا ہے جو نیت کا عالم ہو، اُس کے لئے غائب کیا ہوتا ہے؟

ہم نے آپ کو بھیجا اسی حالت میں کہ آپ شاہد تھے **وَفُتِّشُوا** اور بشارت دینے

والے..... (نعرے)

ایک بشارت سنا دوں، سورہ حجر ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ النَّبِيِّ إِذْ أَوَّلَىٰ بِالْغَوْرِ الرَّحِيمِ ۝

خبر دیتے میرے بندوں کو نہیں غصہ بھی ہوں اور رحیم بھی۔ میں کسی مولوی کی زبان سے اس کی تفسیر نہیں کر رہا۔ مولائے گل کی زبانی۔ میرا ترجمہ ہے۔

میرا مولانا فرما رہا ہے قرآن کے حرف تین لاکھ پچیس ہزار اور اٹھتر ہیں۔ (نعرے)
کیا کہہ رہا ہے خیر مکن.....!؟

قرآن کے حرف تین لاکھ پچیس ہزار اور اٹھتر ہیں۔ فرمایا اگر امت محمدؐ کو قرآن نے کوئی خوشخبری ندی ہوتی سوائے اس ایک حرف کے جو عبادی کی ”ی“ ہے تو ان کے لئے کافی تھی۔ غنہ کی جمع جہاد..... مہذبندہ، بہت سے بندے اور اللہ کہہ رہا ہے ”عبادی“ میرے بندے تو علیٰ فرما رہا ہے یہی ”عبادی“ کی ”ی“ کافی تھی لوگوں کیلئے۔

فرماتے ہیں جیسے ”جہاد یعنی“ کی ”د“ اور ”ی“ میں کوئی پردہ نہیں دیے گناہگار، نوسن اور اللہ کے درمیان کو بھی کوئی پردہ نہیں۔ میں نے یہی عکس دینا ہے تمہیں حقیقت محمدیہ کا..... اور اسی کے تاثر میں آگے سفر کرنا ہے.....

اور جس کے آئینہ خمیر میں جیسی ہل آئے گی وہی اسی پھل ملے گا اے..... امیر کائنات فرما رہے ہیں:

لَذَكَّرَ الْمُسْلِمُونَ أَوْلَاَ وَالْمُسْلِمِينَ قَابِلًا لَذَكَّرَ نَفْسَهُ قَابِلًا

فرمایا اللہ نے آیت میں پہلے رسول کا ذکر کیا، پھر گناہگاروں کا، پھر اپنا ذکر کیا۔
(دارو تحسین)

پھر آیت پہ غور کریں نبیؐ اے رسولؐ! خبر دے، رسول کا ذکر..... جہاد یعنی

میرے گناہگار بندوں کو..... پھر بندوں کا ذکر آئی اَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ میں غفور بھی ہوں رحیم بھی..... پھر اپنا ذکر..... اب جاگنا! میرا خیر مکن فرما رہا ہے كَذَلِكَ يَقُولُ

اللہ یہ کہنا چاہتا ہے:

فِضَاعُكَ لَدِمَ الْمَلِئِينَ وَرَحْمَتِي خَلَفَهُمْ وَهُمْ بَيْنَ

فِضَاعَةٍ وَرَحْمَةٍ لَكُنْتُ أَنْ يُضَيِّعُوا

اے محمد! تیری شفاعت گناہگاروں کے آگے آگے ہے، میری رحمت گناہگاروں کے پیچھے پیچھے ہے۔۔۔۔۔ (نعرے)

تیری شفاعت گناہگاروں کے آگے آگے، میری رحمت اُن کے پیچھے پیچھے، جو تیری شفاعت اور میری رحمت کے درمیان ہوں وہ ضائع ہو سکتے ہیں؟ (داود قصین)
مجمع میں سے ایک مومن یہ شعر پڑھتا ہے

اعمال کم ہوئے تو یہ کہہ دوں گا حشر میں

یا رب مٹی کے ذکر سے فرصت نہیں ملی

نہیں..... نہیں..... کون کہتا ہے کہ جو مٹی کا ذکر کرتا رہے اور اللہ کے حشر سے
اعمال کم ہیں..... (لک شگاف نعرے)

میرا یہ موضوع نہیں مگر ایک جملہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہوں..... سر اٹھاؤ..... جو
بندہ اللہ اللہ کر رہا ہے وہ صرف اللہ اللہ کر رہا ہے، اس میں مٹی کا ذکر نہیں، لیکن جو مٹی مٹی
کر رہا ہے وہ اللہ اللہ بھی کر رہا ہے..... (نعرے..... مٹی حق، مٹی حق) اور یہ نہیں نے
اپنی طرف سے نہیں کہا..... یہ حدیث و رسالت ہے ذِکْرُ عَلِيِّ عِمَادَةٍ.

فرمایا مٹی کا ذکر عبادت ہے۔ کیوں یا رسول اللہ؟ فرمایا اس لئے کہ اُس کا ذکر
اللہ کا ذکر ہے۔ (نعرے)

تیری شفاعت آگے آگے میری رحمت پیچھے پیچھے، درمیان میں گناہگار مومن۔

اب بس یہی اشارہ ہے صاحبانِ اشارت کیلئے..... میں اُس رسولؐ کے کیا فضائل پر محو
جہاں اللہ خود کو پیچھے کر لے..... اس کو آگے کر دے..... (۲۰ جوشِ نعرے)

اور یہی مذہبِ محبت میں دستور ہے..... محبتِ قربانی مانگتی ہے.....

میری کوئی اٹھارہ یا انیس سال عمر ہوگی اُس وقت..... کہ اک دن مجھے بس ایسے
عی بیٹھے بیٹھے (بعض اوقات بڑے کرشمے ہو جاتے ہیں ناں) میرے ذہن میں خیال آیا
جس کتاب کو بھی ہاتھ لگا تا ہوں حُسنِ یوسف..... حُسنِ یوسف..... محبوبِ خدا میرا نبیؐ
ہے، ان کے حُسن کے چرچے کیوں نہیں لکھے لکھاریوں نے؟ (یقین مانیں منبر سے کہہ
رہا ہوں) خیال آیا..... ایسا لگا جیسے کسی طاقت نے کہا ہوا اٹھ! اٹھا ایسے ہی بے خیالی میں
الماری کے پاس آیا..... بے خیالی میں ہی کتاب نکالی..... کھولی، حدیث سامنے آگئی

كَانَ عَلَىٰ وَجْهِ يُوسُفَ حِجَابًا وَاجِدًا فَاكْشَفَ وَغُلِيَ وَجْهُ

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَسْبُورٌ أَلْفَ حِجَابًا

فرمایا اللہ نے یوسفؑ کے حُسن پر ایک پردہ تھا وہ بھی اٹھا دیا، ایک ایک حجاب

..... اٹھ گیا..... سورہ یوسف میں ارشاد ہوا:

فَلَمَّا جَمَعَتِ بَنُو إِسْرَءِيلَ أَنْزَلْنَا إِلَيْهِمُ الْكُتُبَ وَأَنبَأْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

فَبَشَّرْنَاهُمْ بِحَبْلٍ مِّنَ الْفُتُوحِ وَأَنبَأْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

وَقُلْنَا حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا آيَةُ كَرِيمٍ

ایک پردہ تھا یوسفؑ کے چہرے پر وہ بھی اٹھ گیا..... اور میرے نبیؐ کے چہرے

اللہ نے ستر (۷۰) ہزار پردے ڈالے..... یوسفؑ کے چہرے پر ایک پردہ تھا وہ بھی اٹھ

گیا..... میرے نئی کے چہرے پر ستر ہزار پردے اللہ نے ڈالے..... جس کا ایک پردہ
 اٹھا ہے پردہ عورتوں نے اٹھایاں کاٹیں..... ایک پردے والے کا پردہ اٹھا ہے پردہ
 عورتوں نے ہاتھ کاٹے..... ستر ہزار پردے والے کو پردے والے نے دیکھا تو دل ہار گیا
 (فلک شگاف نعرے)

پردے والا دل ہار گیا..... (اور جن کو ادب سے لگاؤ ہے ان کیلئے کہنے
 لگا ہوں) شرح نہیں مانگتا..... پردے والا دل ہار گیا..... آج پتا چلا کہ اللہ کو بے
 دل کیوں کہتے ہیں.....؟ (نعرے)

حضور اپنے خُدا روں کے گناہوں پر گھومتے تھے..... بڑے گناہگار ہیں ہمارے
 خُدا..... کیا کیا جائے ان کی بخشش کے بارے میں.....؟

فَلَمَّا أَسْرَىٰ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَ سَمِ مِنْ رَبِّهِ فَقَابَ قَوْمَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ
 جب وہ معراج منزل اُڑا دینی پہ پہنچے رسول.....
 وَفَعَّ اللَّهُ مِنْ وَجْهِهِ حِجَابًا وَاجِدًا

اللہ نے ایک پردہ ستر (۷۰) ہزار پردوں میں سے اٹھا دیا..... پتا ہے کیا ہوا ؟
 لَمْ يَتَّقِ لِلْفَرْشِ وَالْكَرْسِيِّ وَالْحِجَابِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُومِ نُورًا
 بس ایک پردہ..... اُنہتر (۶۹) ہزار نو (۹) سو ساٹھ (۹۹) ابھی باقی تھے۔
 ایک پردہ ہٹنے کی دیر تھی، عرش بے نور ہو گیا، کرسی بے نور ہو گئی، حجابات و عندلا گئے، سورج
 اترھا ہو گیا، چاند کی پیمائی ختم ہو گئی، ستارے ٹاک ٹوٹیاں مارنے لگے، آواز قدرت آئی
 مَتَىٰ هُمَكَ بِأَمْتِكَ الْمَلَكِيَّةِ يَا حَبِيبِي ؟
 اے میرے حبیب! کب تک اپنی گناہگار امت کی فکر کرے گا؟ آج ہم نے

ایک پردہ ہٹایا ہر شے بے نور ہوگئی..... جب ہم نے قیامت میں سارے ہٹا دیے تو تیرے
خُداداروں کے گناہ کہاں رہیں گے؟ (نعرے)

اب ایک راز کھولتا چلوں..... ایک حدیث ہے تمہارے رسول کی

ثَوَابٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ اللَّهِ .

فرمایا جس نے غلوں میں دل سے لا الہ الا اللہ کہہ دیا اُس کا ثواب یہ ہے کہ وہ اللہ

کا چہرہ دیکھے گا..... (پر جوشِ نعرے)

وہ اللہ کا چہرہ دیکھے گا..... اگر کسی کو پتا ہے تو ہے..... نہیں تو قرآن میں کہیں جہ

اللہ کا ذکر ہے اور کہیں جبر رب کا ذکر ہے..... سورہ الرحمن میں ارشاد ہوا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۖ وَيَسْفِكُ وَجْهُكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

ہر شے زمین پر رہنے والی فنا ہو جائے گی سوائے تیرے رب کے چہرے کے۔

(نعرے)

سورہ المدبر میں ارشاد ہوا:

إِنَّمَا نَطْعُكُمْ لَوَجْهِ اللَّهِ لَا نُثِيرُكُمْ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا نَكُونُ

نفسہ کا قول ہے جبرئیل سے جو کہا تیرا شکر یہ نہیں چاہیے روٹیاں "وجہ اللہ"

کے صدقے میں ہیں..... جی، کہیں "وجہ اللہ" کہیں "وجہ رب" اور "وجہ رب"

بھی کیسا ہے؟ یہ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ رب کو نہیں کہا گیا ہے..... وجہ کو کہا گیا

ہے..... میں خدائی قسم اڑانے کی چوٹ پہ منبر پر کہہ رہا ہوں عالمانہ ضمانت سے کہہ

رہا ہوں کیونکہ اگر اللہ نے اپنے آپ کو یہاں ذُو الْجَلَالِ کہا ہوتا تو پھر یہ آیت یوں ہوتی

..... رَبَّنَا ذِي الْجَلَالِ

جیسا کہ اسی سورہ الرحمن کی آخری آیت میں کہا

تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

جو اعراب وجہ کے ہیں وہی ذو الجلال کے۔ یعنی آخری آیت میں اپنے آپ کو ذو الجلال کہا، اس آیت میں چہرے کو ذو الجلال کہا۔ اب ذہن میں رکھنا ہے، بس میں اشارہ دے کے آگے گزر رہا ہوں جو لا الہ الا اللہ کہے میدان قیامت میں اللہ کا چہرہ دیکھے گا۔

صادق آل محمد سے کہا گیا سو! کیا اللہ نظر آتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ پھر یہ حدیث کیا ہے؟ کہ اللہ کا چہرہ..... فرمایا ہاں، کیا تم نے قرآن میں پڑھا نہیں؟ ہر شے فنا ہو جائے گی سوائے ”وَجْهَ اللَّهِ“ کے، ”وَجْهَ اللَّهِ“ لقب ہے میرے دادا علی کا۔ اللہ علی سے کہے گا یا علی میں نے تیرے چہرے پر جتنے پردے ڈائے ہیں آج ہٹا کے انہیں حقیقی چہرہ دکھاتا تو چلے لوگوں کو کہ میرا چہرہ کیا ہے..... (فلک شگاف نعرے)

اچھا اب تجھ لو، پردہ ہٹا..... ہٹا تو چلے کہ میں نے اپنا چہرہ کیسا بنایا..... پالنے والے یہ کیا چکر ہے؟ میں ڈھونڈ رہا تھا رسول کا چہرہ، تو نے دکھادیا اپنا چہرہ..... فرمایا غضنفر ہمیں تو تیری تائید کر رہا ہوں..... ابھی تو نے سامعین کو بتایا نہیں کہ میں نے اپنے محبوب کی حفاظت کو آگے رکھا اور اپنی رحمت کو پیچھے رکھا۔ پھر میں نے علی کو ”وَجْهَ اللَّهِ“ بنا کے کہا میرے حبیب کے پیچھے چل تا کہ دنیا سمجھے یہ آگے آگے..... میں پیچھے پیچھے

(پرجوش نعرے..... علی حق..... علی حق)

اور دیکھو محبت کا تقاضا بھی یہی ہے..... اس سے زیادہ مجھ سے شان

رسالت بیان ہی نہیں ہو سکتی..... کئی بار میں عالم مشفق میں مشفق سے الجھا تھا
..... محبت کے دعوے میرے نبی سے کرتا ہے اور اپنا بدن علی کو کھتا ہے..... کہا اسی لئے
تو اسے اپنا بدن بنایا کہ خود بے بدن ہوں.....

میں توحید کے پردے میں بیٹھ کر لاکھ اس کی رکھوالی کروں کس کو پتا چلے گا؟ علی
کو اپنا بدن بنا کے اس کی ڈھال بنادیتا ہوں تاکہ زمانے کو پتا چلے یہ اکیلا نہیں میں ہوں اس
کے ساتھ ساتھ.....

آج چوتھی مجلس ہے..... میں پہلی مجلس سے کوشش کر رہا ہوں کہ علی بادشاہ
نے حقیقت محمدیہ کے بارے میں جو کہا وہ اپنے سامعین کو بتاؤں لیکن گزشتہ تین مجالس میں
تو پتا ہی نہیں چلا یعنی زمین کی تیاری میں ہی نہیں گزر گیا..... پتا اب بھی نہیں رہا ہوں
لیکن محروم بھی نہیں کر رہا ہوں..... علی کے بارے میں کل بتاؤں گا کہ اس نے کیا
کہا..... آج علی کے گھرانے کی ایک اور ہستی کے بارے میں بتاتا ہوں کہ علی کی شام
والی بیٹی نے محمد کے بارے میں کیا کہا ہے..... بشرطیکہ سب آمادہ ہوں..... یہ نہ سمجھ لیتا
کہ ایک خاتون کا نام لے دیا ہے..... یہ وہ ہے جس نے امامت سے اعتراف کروایا ہے
..... سید سہاؤ نے کہا تھا عَلِيٍّ هُوَ مُعَلِّمِي.....

پھو بھی! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ..... آپ عالم غیر مقلد ہیں۔

وہ بی بیؑ کیا کہتی ہے رسولؐ کے بارے میں..... ہر نماز کے بعد یہ مخصوصہ، یہ
مخدرہ، یہ طاہرہ و مطہرہ جو دعا مانگا کرتی تھی اس کے دو جملے تمہیں سنانا چاہ رہا ہوں اگر آمادگی
ہے تو..... لیکن پہلے یہ بتا دوں تاکہ کچھ آپ کو اعزازہ ہو جائے اس بی بیؑ کے معیار علم کا
..... اور آؤ..... مفسر کا چیلنج ہے کائنات کے سارے عالم اکٹھے کرو یا ایک لفظ بنا کے

دکھائیں..... ہاتھ نکلن کو آرسی کیا..... ڈنگے کی چوٹ پہ کھڑے رہا ہوں..... ایسا ایک
جملہ بنا کے دکھائیں..... یہ وہی بنا سکتے ہیں جو معلم فطرت ہوں، وہ ایسے جملے بول سکتے
ہیں..... بی بی! اللہ سے کہہ دی ہے

أَنْتَ الَّذِي سَخَّجْتَ لَكَ سَوَادَ اللَّيْلِ وَضَوْءَ النَّهَارِ وَشُعَاءَ

الْشَّمْسِ وَخَفِيفَ الشَّجَرِ وَذَوِي الْمَاءِ

ٹوٹی تو ہے جسے رات کی سیاہی سجدے کرتی ہے، بشر کا علم جتنا زیادہ کیوں نہ
ہو جائے بشریت کہاں جاتی ہے کہ رات کی سیاہی بھی ساجد ہے؟

سَخَّجْتَ لَكَ سَوَادَ اللَّيْلِ

تجھے رات کی سیاہی سجدہ کرتی ہے

وَضَوْءَ النَّهَارِ

تجھے دن کی روشنی سجدہ کرتی ہے

وَشُعَاءَ الشَّمْسِ

تجھے سورج کی کرنیں سجدہ کرتی ہیں

وَخَفِيفَ الشَّجَرِ وَذَوِي الْمَاءِ

تجھے درختوں کی سرسراہٹ اور پانی کی ٹپکھاہٹ سجدہ کرتی ہے.....

اگر آج بیٹی کی بات سمجھ بھی لیتے ہو، سنبھال بھی لیتے ہو تو پھر کل خطیب منبر سلوٹی

کی سُن لینا..... ورنہ رسولؐ کے فضائل کا باب بند تو نہیں ہو گیا۔ ہماری سانسیں ختم ہو سکتی

ہیں ان کے فضائل کا کارواں نہیں رک سکتا..... آگے جتنے جملے ہیں وہ سارے کے

سارے بی بی! نے اپنے نانا کے بارے میں کہے ہیں لیکن کس انداز میں فرماتی ہیں کہ

بِرُوحِ الْمُفَلَسَةِ الْكَبْرِيَاءِ وَلِي اسم العاجز والناظر الناليد و فاج الوقار

عالم النبوة وقولني الآخذ ودار الخيوان ولفظ الجلال

میں نے پہلے کہہ دیا کہ سارے جملے..... چلو اور کہیں نہیں تو وعالم النبوة
پہلے کے تو فیصلہ ہو گیا ہو گا نا کہ یہ ساری صفتیں ختم نبوت کی بی بی بول رہی ہیں فرماتی ہیں

بِعَزْمَةِ اسْمِكَ الَّذِي لَمْ يَلِدْ إِلَّا دَمِينًا

پالنے والے! میں تجھے تیرے اس اسم کی حرمت کا واسطہ دیتی ہوں، اولادِ آدم
میں تُو نے جس اسم کے معنی کو بھیجا ہے۔

اولادِ آدم میں جس کا معنی..... رومال لفظ ہے..... یہ معنی ہے منبر لفظ ہے یہ
معنی ہے..... غنفر لفظ ہے یہ معنی ہے..... سیکر لفظ ہے یہ معنی ہے..... اللہ لفظ ہے محمدؐ معنی
ہے..... (نعرے)

سراٹھانا..... بولوں جملہ سن لیا اللہ لفظ ہے میرا نبیؐ معنی ہے..... کیجی تو
سنبھال! حقیقت محمدؐ یہ سنے کا بھی تو وہ سطح نہیں آئی جہاں غنفر کھڑا ہے..... جہاں محمدؐ
کھڑا ہے اللہ جانے وہ کیا ہے.....؟!

سراٹھا..... تو نے رسولؐ دیکھا ہے جس کے لئے تو نے کہا کالی کالی والا، کالی
کالی والا، کالی کالی والا..... تُو نے کالی چادر دیکھی.....؟ علیؑ کی بیٹی کہہ رہی ہے

المعزى بالكبرياء والنور والعظمة

وہ محمدؐ جو کالی کالی نہیں کبریائی کی چادر اوڑھے ہوئے ہے..... (پر جوشِ نعرے)
جس نے ردا علیؑ ہوئی ہے کبریائی کی نور کی عظمت کی.....

اور جس کی چادر نور ہو، محمد کا نمک کھا کے نمک حرام نہ بن، جس کی چادر نور ہو وہ
خود تم جیسا ہے.....؟! (نعرے)

حدیث ہے امام جعفر صادق علیہ السلام کی کہ
کسی بندے کے ذہن میں اگر کوئی خیال آئے کہ خدا ایسا بنا سکتا ہے، خدا ایسی
شے بنا سکتا ہے؟ اس نے پہلے بنادی ہے.....

اب مثال کے طور پر اللہ نے دیکھا کوئی سوچ سکتا ہے کہ حیرے بندوں میں کوئی
ایسا ہے جو موت بانٹے، اس نے مزار تیل بنادیا..... کوئی ایسا ہے جو رزق بانٹے اس نے
میکائیل بنادیا..... کوئی ایسا ہے جو حیات بانٹے اس نے جبریل بنادیا.....

اسی طرح اللہ نے دیکھا کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ حیرے بندوں میں کوئی تیرا ظاہر
ہے اس نے علی بنادیا..... پھر اس نے دیکھا کوئی سوچ سکتا ہے کوئی تیرا باطن ہے اس
نے محمد بنادیا..... (نعرے)

بحر میری مجبوری..... میں نے لاکھ بچنا چاہا علیؑ..... لیکن علیؑ وہ جہر مشیت ہے
جہاں جاؤں سامنے ملتا ہے.....

سفر (۷۰) قبیلے تھے جنگ خندق میں، اور ایک ایک میں سینکڑوں لڑنے والے
تھے..... بھگدڑ مچی..... سارے بھاگے.....

مقداد روایت کرتا ہے

مَا مِنْ جَرِيحٍ إِلَّا وَقَالَ جَرَحَنِي عَلِيٌّ وَ مِنْ قَتِيلٍ إِلَّا وَقَالَ قَتَلَنِي عَلِيٌّ،

وَمَا مِنْ مُنْهَزَمٍ إِلَّا وَقَالَ هَزَمَنِي عَلِيٌّ،

کہتا ہے میں نے جس بھائی سے پوچھا اوکھاں جا رہا ہے.....؟
 کہا ہٹ میرے پیچھے علی ہے.....

جو مر رہا تھا، علی نے مجھے قتل کیا، جو زخمی تھا کہہ رہا تھا، علی نے مجھے زخم لگایا.....
 مڑ کے دیکھا کَانَ وَاقِفًا عَلٰی شَفِيفِ الْخَلْقِ
 علی خدق کے کنارے پہ کھڑے ہیں.....

لَا اِنَّهٗ كَانَ مِنْ كَوْنِهِمُ الْاَخْلَاقِ لَا يُعَاقِبُ مِنْهُمْ حَيًّا
 میں نے کہا مولا! یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ فرمایا میری عادت ہی نہیں بھائی
 کے پیچھے جانا..... (نفرے)

کوئی سوچ سکتا تھا تیرا ظاہر علی کو ملایا.....
 کوئی سوچ سکتا تھا تیرا باطن محمد کو ملایا.....
 سوچتا نہیں یہ تھا کہ علی ہے تو تیسرے نمبر پر..... دوسرے نمبر پر تیرا نبی ہے،
 پہلے پہلے.....

دو بڑے ہیں علی سے..... دو اس سے پہلے ہیں، علی کا مولا بھی..... علی کا
 اللہ بھی..... ہے علی دونوں سے چھوٹا لیکن دونوں کہتے ہیں جنت وہی جائے گا جس کے
 دل میں یہ چھوٹا ہوگا..... (نفرہ ولایت..... عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ)
 یہ کیوں؟ چھوٹا دل میں ہوگا تو جنت ملے گی.....؟

پالنے والے! میرے نبی کی محبت کی قیمت جنت کو رکھا ہوتا.....!
 چلیں اپنی محبت رکھی ہوتی؟ تو دونوں کا اللہ ہے.....
 آواز قدرت آئی..... میں غیب ہی غیب ہوں..... مجھے دیکھا کس نے ہے.....؟

(اب ذہن میں رہے، اس کا باطن ہے محمد)

اسی لئے ضرورت سے زیادہ ظاہر ہے.....

جنہیں علم نے چاٹا تک نہیں، اُن کے سمجھ میں ہی نہیں آتی یہ بات کہ نبیؐ حاضر
ناظر کیسے ہے؟ علیؑ حاضر ناظر کیسے ہے؟ ہمیں نظر کیوں نہیں آتا؟ نظر آنے کیلئے فاصلہ
ضروری ہے جو چیز انتہائی قرب پہ ہو وہ نظر نہیں آتی..... آنکھ میں پڑنے والا تنکا کبھی نظر
آیا ہے؟

نبیؐ و علیؑ تیری شبہ رنگ سے قریب ہیں، نظر کیسے آئیں.....؟

میں علیؑ کے پاس پہنچا..... یا علیؑ! نہ اللہ کی محبت، نہ نبیؐ کی، تیری کیوں؟ فرمایا
جس نے اس سے پیار کیا اس نے غائب سے پیار کیا ظاہر سے نہیں، جس نے نبیؐ سے کیا
ظاہر سے کیا غائب سے نہیں..... اور یا علیؑ! تم.....

أَنَا ظَاهِرٌ رَبِّي وَبَاطِنُ الرَّسُولِ

میں اُس کا ظاہر ہوں، رسولؐ کا باطن ہوں۔ (نعرے)

الْمُرْتَدِي بِالْكِبْرِيَاءِ وَالنُّورِ وَالْعِظْمَةِ

کبریائی کی چادر، نور کی چادر، عظمت کی چادر.....

آگے علیؑ کی بیٹی فرماتی ہیں

وَبِالْإِسْمِ الَّذِي تَقْدَمُ بِهِ الْحَيَاةُ الْعَانِمَةُ الْإِزْلِيَّةُ الَّتِي لَا مَوْتَ مَعَهَا

تیرے اُس اسم کا واسطہ دے رہی ہوں، دائمی حیات کو دوام جس کے سبب ہے۔

وہ اسم جس کے ساتھ موت نہیں ہے..... جس کے ساتھ فنا نہیں..... یعنی اپنے

تاتا کیلئے فرما رہی ہیں بی بی..... یہ ہیں حیات دائمی کا مصدر.....

اسی لئے اللہ سورۃ الانفال میں کہہ رہا ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۝
 اے ایمان والو! اللہ اور اس کا رسولؐ جب بلائے چلے جانا، جواب دینا (کیوں)
 تاکہ تمہیں حیات عطا کرے۔

زندوں سے کہہ رہا ہے تمہیں زندگی عطا کرے.....
 میں بھاگا بھاگا رسولؐ کے پاس پہنچا..... یا رسول اللہ! مجھے تو آپؐ نے بلایا ہی
 نہیں..... میں پہلے آگیا..... میں زندہ تو ہوں، وہ حیات کوئی ہے جو آپؐ مجھے دیں گے؟
قَالَ هِيَ وَلَايَةُ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ

فرمایا علیؑ کی ولایت.....
 (درو پڑھ لول کے باواز بلند.....)
 لاکھ دریا علم کے بہا دیئے جائیں جب تک چار آنسو نہ ہیں شام والی بی بیؑ
 راضی نہیں ہوتی.....

نہ وہ ہمارا علم سننے آتی ہے..... نہ اُسے ہماری خطابتوں سے کچھ لینا دینا.....
 وہ صرف رونے آتی ہے.....
 جس کے دل میں ہے قبر سلطان کربلا کی..... اور جس کو یہ ادراک ہے کہ
 آج کا رونا اُسی کو نصیب ہے جو آج یہاں ہے.....
 بہت بڑی نعمت ہے یہ غم..... اتنی بڑی نعمت نہ لفظوں میں بتائی جاسکتی ہے، نہ
 تصور میں سمجھائی جاسکتی ہے.....

آخر کچھ تو تھا کہ لہورونے والا بھی ہاتھ ملتا چلا گیا کہ بابا تیرے رونے کا حق ادا نہ

ہوسکا.....(اللہ اکبر)

علماء سے پوچھنا، تحقیق کرنا.....جب عقل میں آئے ناں.....یہ تو
پڑھنے والے بتا دیتے ہیں کہ یہاں ایسے ہی اُتری ہیں اونٹوں سے جیسے عباسؑ گھوڑے
سے اُترے تھے.....عباسؑ کب اُترے تھے گھوڑے سے.....جب شانے نہیں رہے تھے
.....اسی لئے تھیلیوں کے تل نہیں اُترے.....

اُترے کیسے تھے؟ چہرے کے تل.....نہ ب بھی جب اُتریں تو ہاتھ بس
گردن بندھے ہوئے تھے.....

یہاں تو اُتر گئیں.....تیرے خون رونے والے امام کو شامیوں حرامیوں نے
ایک لکڑے اونٹ پر رسیوں سے باندھ دیا تھا.....سجادؑ نہیں اُتر سکے.....
امام سجادؑ کہتے ہیں اگر میری پھوپھی نہ ہوتی تو میں قتل میں گر گیا ہوتا.....چونکہ
میں نے اپنی بے بسی دیکھی.....

ہر بی بیؑ نے ابھی دواغ شروع ہی کیا تھا کہ شر حرامی نے نثارے پر چوٹ
مار دی.....چلو چلو.....ساری یہاں حسینؑ کو چھوڑ کے چل دیں.....لیکن
.....ایک بی بیؑ جس نے ابھی ابھی قسم کھائی تھی.....جب تک زندہ ہوں ٹھنڈا پانی نہیں
پینا.....جب تک زندہ ہوں چھت کے نیچے نہیں بیٹھنا.....اصغرؑ کی ماں نے
.....حسینؑ کا لاش نہیں چھوڑا.....شر نے قافلہ چلانا چاہا.....

سجادؑ نے رو کر کہا.....ملعون! ابھی میری اماں بابا کے لاشے پہ ہے
.....میری اماں آجائے پھر قافلہ چلے گا.....

یہ حرام زادہ ہاتھ میں کوئی چیز لے کر رہابؑ کی طرف دوڑا.....نہ ب نے

روکے کہا..... رہا باب! جلدی آ.....

اب تصور کر سکتے ہو تو کرو..... بی بیؑ کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے..... اسی عالم
میں زانوؤں کے تل اٹھنا چاہا..... ابھی اٹھ ہی رہی تھی کہ اللہ جانے شمرنے کیا ظلم کیا
..... دوبارہ بی بیؑ کا منہ حسینؑ کے قدموں پہ لگا..... کندھے سے خون کا فوارہ نکلا
..... آسمان کی طرف دیکھ کر کہا..... تیرا لاکھ احسان کہ دوسری دفعہ حسینؑ کے پاؤں
چومنے کا موقع مل گیا.....

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

مجلس نمبر 10۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورہ الم نشرح کا آغاز پیش نظر ہے میرے.....

مگر اس سے پہلے جو نقوی صاحب نے ترجمے میں آپ کو سنایا میں وہ حدیث معصومہ کی زبانی عربی میں سنا دیتا ہوں.....

اور یہ صرف معانی الاخبار میں ہی نہیں بلکہ شیخ صدوقؒ نے کتاب التوحید میں بھی اُسے لکھا ہے۔

فَرَمَا الْاَلِفُ اَلَاءَ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهِ بِوَلَايَتِنَا، وَالْاَمُّ لَزُوْمَةُ عَلٰی خَلْقِهِ بِوَلَايَتِنَا، وَالهَاءُ هَوَانٌ لِّمَنْ خَلَفَ آلَ مُحَمَّدٍ.

الف سے آلاء ہے یعنی وہ نعمتیں جو اللہ نے مخلوق کو ہماری ولایت کی صورت میں عطا کی ہیں اور لام سے یہ مراد ہے کہ اس نے مخلوق پر (انسانوں پر نہیں) پوری مخلوق پر ہماری ولایت واجب نہیں..... لازم کر دی.....

کیونکہ واجب ساقط بھی ہو جاتا ہے..... لازم ساقط نہیں ہوتا.....

واجب ساقط بھی ہوتا ہے، فصر بھی ہوتا ہے لیکن لازم نہ فصر ہوتا ہے اور نہ ساقط ہوتا ہے..... اور ہا سے مراد ہے کہ جو بھی آل محمدؐ کی مخالفت کرے اللہ اسے رُسوا کر دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الرَّحْمَنَ الرَّحِيمَ الَّذِي
 أَلَمْ تُشْرِكْ لَكَ صَدْرَكَ ۖ وَوَضَعْنَا عَنَّا وَزَمَّكَ ۖ الَّذِي
 انْقَضَ ظَهْرَكَ ۖ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۖ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ
 يُسْرًا ۖ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۖ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۖ
 إِلَىٰ رَبِّكَ فَإِنَّكَ تُرَبِّعُ ۖ

کیا ہم نے آپؐ کا سینہ کھول نہیں دیا؟

شرح صدر اور شق صدر اور ہوتا ہے، شق صدر اور ہوتا ہے.....

یہ نہیں فرمایا کہ کیا ہم نے آپؐ کا سینہ شق نہیں کیا..... یہ نہیں..... کیا ہم نے

آپؐ کا سینہ کھول نہیں دیا؟

احمد بیکھیں..... جو میرا نوکر ہے وہ میری اجازت کے بغیر پانی نہیں پیتا..... اُس

کی یہ مجال ہے کہ وہ مجھے گریبان سے پکڑے..... زمین پہ پٹے..... پھر لٹا دے..... میرے

سینے پر چڑھ جائے..... اور میرا سینہ پھاڑ دے..... (اللہ جانے تم یہاں ہو بھی یا نہیں!؟)

میں بات کہہ کر گزر گیا.....

جو جبریلؑ میرے نبیؐ کی بیٹی کی نوکرانیوں سے جھڑکیاں کھاتا ہے..... وہ نبیؐ

کو لٹا کر سینہ پھاڑ رہا ہے.....!؟ (نعرے)

جو بغیر اجازت اندر نہیں آتا..... جو آیت پہنچانے سے پہلے کہتا ہے یا سید، یا طہ،

یا عاقب، یا حاشر، یا مالک! کئی کئی لقب لگتا ہے پھر آیت پہنچاتا ہے..... وہ لٹائے گا

رسولؐ کو.....!؟

شرح صدر اور شق صدر میں فرق پہچان! اگر شرح سینہ پھاڑتا ہے..... میں

آیت پڑھتا ہوں، اس کا جواب دے..... سورہ الزمر میں اللہ ارشاد فرما رہا ہے:

اَلَّذِي يَرْفَعُ صَدْرَكَ لِاِسْلَامٍ فَهُوَ عَلَىٰ نُوْرٍ قَيِّمٍ ﴿٥﴾

فرمایا جس شخص کا سینہ اللہ اسلام کیلئے کھول دے اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہو گیا وہ اُس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں ہے۔

اب بتاؤ..... اللہ اسلام سینے پھاڑ کر داخل کرتا ہے.....؟ یا اپنی چھاتی پھاڑو، یا رسول کے متعلق یہ نہ کہو.....

اللہ تیرا سینہ پھاڑے بغیر تجھے اسلام دے سکتا ہے..... اُس کا سینہ شق کے بغیر نبوت نہیں دے سکتا..... (نعرے)

اسی طرح سورہ الانعام میں فرما رہا ہے:

فَمَنْ يَرْفَعُ صَدْرَكَ لِاِسْلَامٍ فَهُوَ عَلَىٰ نُوْرٍ قَيِّمٍ ﴿٥﴾

اللہ جس شخص کی ہدایت کا ارادہ کر لے، اُس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے۔
جی..... پھاڑا نہیں، کھولا..... اور آگے سورہ کا مزاج بتا رہا ہے کہ بات احترام کی طرف جا رہی ہے.....

وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ﴿٦﴾ الَّذِي اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٧﴾

ہم نے آپ کی پشت سے وہ بوجھ نہیں ہٹا لیا جو آپ کی کمر کو جھکائے دے رہا تھا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٨﴾

کیا ہم نے آپ کے ذکر کو رفعت عطا نہیں کی۔

پہلے توہین کی بات کرے پھر رفعت کی، یہ بات عقل میں آنے والی ہے.....؟!

اصل بات یہ تھی کہ رسولؐ سوچا کرتے تھے اُمت کے بارے میں، کیسے بخش جائے گی؟ اللہ نے فرمایا گھبراتا کیوں ہے جب کائنات تیرے صدقے میں بنائی ہے..... مطمئن رہو، بخش دی.....

بخشنے کے بعد یہ کہہ رہا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

جو غم تیرے سینے کو تنگی پہ مائل کر رہا تھا کیا ہم نے تیرا سینہ کھول نہیں دیا اور میرے رسولؐ! گھبراتا کیوں ہے؟

وَ اِنْ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

ہر مشکل کے ساتھ سُرموجود ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ اس کے حروف تیرہ (۱۳) ہیں۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اس کے حروف بارہ (۱۲) ہیں۔

وَ اِنْ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا کے حروف چودہ (۱۴) ہیں۔

اِنْ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اس کے حروف تیرہ (۱۳) ہیں۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیا ہم نے تیرا سینہ کھول نہیں دیا، اس کے تیرہ

(۱۳) حروف ہیں یعنی تیرے سینے کو فراغ کرنے والے تیرہ ہیں۔

تو اُمت کے غم میں ہے کہ بخش جائے گی..... میں نے تیرہ تیرہ (۱۳، ۱۳)

سفارشی رکھے ہوئے ہیں..... (نعرے)

علی سے لے کر قائم تک تیرہ (۱۳) تیرا سینہ کھولنے والے.....

وَلَقَدْ عَلَّمْنَا لَکَ الذِّکْرَ لَا کے حروف بارہ (۱۲).....

اے میرے حبیب! غنفر جیسا دو ٹکے کا بندہ تیرا ذکر کرے نہ کرے تیرا ذکر کرنے کیلئے بارہ امام جو موجود ہیں..... (بلند ترین نعرے)

بشر تیرا ذکر کرے نہ کرے، اللہ کی بارہ زبانیں تیرا ذکر کرتی ہیں.....

کیا راز ہے ؟ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

ہر مشکل کے ساتھ یسر ہے..... آ کے إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا پہلی آیت کے

حروف چودہ (۱۴)، دوسری کے تیرہ (۱۳)..... یہی ہوتا ہے لطف قرآن سمجھنے اور پڑھنے کا،

یعنی کچھ مشکلیں ایسی ہیں جن کے مشکل کشا تیرہ (۱۳) کچھ ایسی ہیں جن کے چودہ (۱۴)

(نعرے)

فرق کیا ہے میں پھر پڑھتا ہوں دونوں آیتیں.....

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

سارے حرف ایک جیسے ہیں۔ ایک حرف ”فی“ زیادہ ہے یعنی چودہ میں کوئی

”فی“ والا شامل ہے..... (نعرے)

”فی“ کا حرف خلق ہی فاطمہ کے لئے ہوا.....

اللہ فرماتا ہے میرے حبیب! گھبراتا کیوں ہے تیری امت کی مشکل کشائی

کے لئے میں نے کیا کیا سامان کئے.....؟

ایک اور سوال بھی تھا..... اُسے بھی سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں.....

اَللّٰهُمَّ..... پڑھانے آیا جبریلؑ، رسولؐ کو.....

لَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ.....

جس کے بارے میں ہے

يَجْلِسُ قَعْدَةَ الْعَبْدِ

جیسے عبد بیٹھا ہے..... ایسے بیٹھا کرتا تھا رسولؐ کے سامنے.....

إِلَّا..... پڑھ..... پڑھانے آیا.....

میں آیت پڑھتا ہوں، فیصلہ کیجئے.....!

سورہ بنی اسرائیل میں ہے.....

اللہ فرماتا ہے ہر بندے کو ہم نامہ اعمال دیں گے قیامت کے دن اور پھر کہیں گے:

إِقْرَأْ كِتَابَكَ كُلِّي نَفْسُكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا

پڑھا پنا نامہ اعمال..... (نعرہ حیدری)

تو اس دن سکول کھولے جائیں گے..... پڑھایا جائے گا؟ نہیں..... اِذَا اس

لئے نہیں کہا جاتا کہ کوئی اُن پڑھ ہے.....

اللہ نے تو آیت بھیج کے بتایا کہ میں نے حیرے کو کرکڑیا مبروجی بنا کر اس لئے

بھیجا کہ اُس کو عزت ملے ورنہ یہ کیا جانے حقیقت قرآن.....!؟

إِلَّا..... تو خود پڑھ..... بالکل ایسے ہی ہے جیسے تین دن کے بچے کو کبھی کی جھت

کے نیچے رسولؐ نے اٹھایا اور کہا يَا عَلِيُّ إِلَّا..... اے علی! پڑھ..... (نعرے)

ایک سوچو وہ (۱۱۴) کتابیں پڑھ دیں..... نازل ہونے سے پہلے قرآن پڑھ دیا

..... جو وزیر ہے محمدؐ کا اے إِلَّا..... کہو تو وہ ایک سوچو وہ (۱۱۴) کتابیں پڑھے..... اور

رسولؐ سے کہو تو وہ کہے میں پڑھا ہوا نہیں ہوں.....!!

الزام ہے ہم یہ کہ ہم علی کو نبی سے بڑھاتے ہیں..... اب تو دیکھ کہ ہم کہاں کھڑے ہیں..... تو کہاں کھڑا ہے؟

میرا رسول خود حقیقت قرآن ہے اور وہ علی سے سن ہی اس لئے رہا ہے کہ وہاں تو اکٹھے پڑھا کرتے تھے..... مدتیں ہو گئیں تیرا لہجہ نہیں سنا..... پڑھ..... (نعرے)
 علی بادشاہ فرماتے ہیں کہ ہم آدم کی صلب سے عبدالمطلب تک، میں اور میرا سردار اکٹھے رہے..... پھر ہم الگ ہو گئے..... میں صلب ابوطالب میں چلا گیا، وہ صلب عبد اللہ میں..... میرا چچا عبد اللہ اور میرا بابا ابوطالب یہ کہنے کی دیوار کے سائے میں بیٹھتے تھے..... وہ آپس میں باتیں کرتے تھے.....

يَتَخَذُلَانِ وَكُنَّا نَتَخَذُلُ مِنْ ظُهُورِ آبَاءِنَا

میں اور نبی اپنے اپنے باپ کی صلب میں رہ کر باتیں کرتے تھے.....
 یا علی! بتا دیجئے..... سارے کھدار ہیں تیرے..... باتیں کیا کرتے تھے
 فرمایا.....

أَنَا أَقْرَأُ الْقُرْآنَ جِهْنًا وَهُوَ يَسْمَعُ وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ جِهْنًا وَأَنَا أَسْمَعُ.
 کبھی میں قرآن پڑھتا وہ سنتے، کبھی وہ قرآن پڑھتے میں سنتا..... (نعرے)

وہ صلیبوں میں ایک دوسرے کو سنارہے ہیں..... ٹو کہتا ہے کہ وہ پڑھا ہوا نہیں ہے.....!

ایک اور بات..... جی، جبریل قرآن کو لاتا ہے تو رسول کو پتا چلتا ہے ورنہ پتا نہیں چلتا..... لا حول ولا قوۃ.....

جبریلؑ کی تخلیق کے مشوروں سے پہلے میرا رسولؐ جانتا ہے قرآن کیا ہے.....

علمائے زمانہ کو فہم نہ پہنچانے لگا ہے..... کیا عقل رسولؐ کی دوسری جلی کا نام ہے قرآن..... (نعرے)
دوسری جلی.....!

اسی لئے قرآن صامت کہلاتا ہے اور جو پہلی جلی ہے وہ قرآن ناطق کہلاتا ہے..... (دادو تحسین)

رسولؐ گھر میں ہیں، جبریلؑ آیا..... اجازت مانگی، آجا..... اندر گیا..... رسولؐ معروف تھے..... جبریلؑ ادب سے سر جھکا کے کھڑا ہو گیا..... کر کیا رہے تھے رسولؐ؟.....

عمامہ باندھ رہے تھے..... جبریلؑ کی نگاہیں میرے رسولؐ کے کعبہ رخسار کا طواف کرنے لگیں..... نقش بردوار ہو گیا..... اور زیر لب بڑبڑا رہا ہے..... مَا أَحْسَنَ الْعِمَامَةُ..... مَا أَحْسَنَ الْعِمَامَةُ..... کیا خوبصورت دستار باندھی جا رہی ہے.....!!
اسی واقعہ کو خدائے بخشن میرا نبیؐ نے بھی قلمبند کیا ہے:

بلا تشبیہ بیچ پھیرتے ہوئے رسولؐ نے کہا جبریلؑ! جی سردار.....
وہی کہاں سے لیتے ہو.....؟

عمامہ کھڑے باندھتے تھے شاہ سرفراز
جبریلؑ سے فرمایا کراے سونس و دم ساز
جس پردہ قدرت سے تمہیں آتی ہے آواز

دیکھو تو ہٹا کر اسے پوشیدہ ہے کیا راز

وہ بولا کہ کیا تاب پر وہ بال جلیں گے

شہ بولے ہم اک منو کے عوض پر تجھے دیں گے

یہ شب معراج نہیں ہے..... وہ بھی ٹو خورک گیا تھا..... میں نے تو کہا تھا آ.....

آ، اے میرے دوست! میرے رسول کے اختیار سن..... جسے ہم سلطانِ مملکت

احدیث کہتے ہیں۔

جس پردہ قدرت سے تمہیں آتی ہے آواز

دیکھو تو ہٹا کر اسے پوشیدہ ہے کیا راز

کیونکہ اللہ تو بدن رکھتا نہیں، تمہیں کیسے آواز آتی ہے؟ (نعرے)

منظر رکھنا ہے تصور کدے میں سجائے..... بلا تشبیہ رسولِ عمامہ ہاندھ رہے ہیں

..... ایک ہاتھ اس پلو میں..... ایک ہاتھ دوسرے پلو میں جو چھوڑا ہوا تھا.....

وہ بولا کہ کیا تاب پر وہ بال جلیں گے

جب اجازت مل گئی..... جبریلؑ نے فوراً سوچا..... بات تو ٹھیک ہے، اس کے

بچے کے گہوارے فرشتوں کو پردے دیتے ہیں.....

بچے خود نہیں اس کے گہوارے سے فرشتہ چھو جائے تو غیرت کر دگار کی بجلی سے

جلے ہوئے پر پھر آگ آتے ہیں.....! جب کہا ناں..... ایک بال کے بدلے پر

جبریلؑ نے سنتے ہی نبیؐ سے یہ پیا پے

جنش میں پلک کی کئے اطباقِ فلک طے

دیکھا تو وہاں جا کے نظر آئی عجب شے

دیکھا تو یہ دیکھا جو وہاں تھا وہی یاں ہے

پردے میں خدا تو نہیں محبوبِ خدا ہے
 علامہ اسی طرح کھڑا بندھ رہا ہے

ہاتھ بھی وہیں ہیں.....!!

دیکھا..... واپس آیا..... زمین پر بھی وہی منظر..... پاؤں پہ گر پڑا

.....کہا نہیں درمیان میں کیوں ہوں؟

وہاں تو خود ہو.....

کہیں ٹبہ، تو حید میں دیکھتا ہوں تو تیرا چھوٹا بھائی نظر آتا ہے..... کہیں پردہ

غیب میں تو نظر آتا ہے.....

میں کیوں ہوں درمیان میں.....؟

کہا، وہ تو جبریل تجھے شرف دینا تھا اپنا نوکر بنا کر..... ورنہ ہمیں

حاجت نہیں.....

خطبہ غدیریہ میں امیر کائنات (جب ظاہری حکومت تھی) نے علیؑ بادشاہ کی تو انھارہ

(۱۸) ذوالحجہ جمعہ کے دن آگئی..... تو اُس دن جو دو خطبے خیر شکن نے ملا کر پڑھے، اُسی خطبہ

کا نام ہے خطبہ غدیریہ..... اور اُسے شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی رضوان اللہ علیہ نے مصباح

المستجد میں لکھا ہے)

پہلے تو حید پر جو بولا، وہ علیؑ ہی بول سکتا تھا..... خدا کی قسم! جب یہ گھرانہ

تو حید پر بولتا ہے..... کہیں یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ انہوں نے اللہ سنا ہوا ہے

..... لگتا ہی ہے کہیں ناں کہیں دیکھا ہوا ہے..... (دادو تحسین)

جب نبوت کی باری آئی..... رسول کی رسالت کی گواہی دے کے لسان اللہ نے

فرمایا

استخلصه في القدم على سائر الامم على علم منه ان فرد عن
الفشا كل والتماثل من ابناء الجنس انتخبه آمراً و ناهياً عنه اقامه في سائر
عالمه في الاداء مقامه اذ لاتدرکه الابصار ولا تحويه خواطر الافکار و
لاتمثله..... الطنون في غوامض الاسرار لا اله الا الله الملك الجبار .
قدم میں جب کوئی قدیم سے قدیم شے بھی نہیں تھی، اُس قدم میں چونکہ اللہ
جامنا تھا کہ کون کیا ہوگا، تو اللہ نے قدم میں محمدؐ کو اپنے لئے چن لیا

چونکہ اللہ کو نکا ہیں دیکھ نہیں سکتیں

فکریں اسے گھیر نہیں سکتیں

اسرار میں گمان اس کی تصویر بن نہیں سکتے.....

چونکہ نبی البلاغہ میں علی بادشاہ کا فرمان ہے

إِنَّ اللَّهَ اخْتَجَبَ عَنِ الْقَوْلِ كَمَا اخْتَجَبَ عَنِ الْبَصَارِ .

اللہ جیسے نظروں سے چھپا ہوا ہے، ایسے عقولوں سے بھی چھپا ہوا ہے۔

تو یا علی! اُسے پہچانا کون ہے؟

فرمایا..... جن سے عقل نکلی.....

چونکہ اُسے کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا..... اُس نے مخلوق بھی بنائی تھی..... اُسے نکاہیں

دیکھ نہیں سکتی..... فکریں سوچ نہیں سکتیں..... گمان اُسے بن نہیں سکتے.....

پھر کیا کیا اُس نے؟

اُس نے کہا میرے حبیب! مجھے تو کوئی دیکھ نہیں سکتا، مخلوق میں، بناؤں گا..... اُن کی حاجتیں ہوں گی..... تو میری جگہ بیٹھ سکتا ہے..... (نعرے)

اللہ نے بٹھایا اُسے اپنے مقام پر..... تو بیٹھ جا میرے مقام پر..... میری مملکت احدیت ہے..... تو اس کا سلطان بن جا..... رسولؐ نے کہا..... تو نے نوازا میں نے سر جھکا کے مانا..... تو نے خود کہا ہے کہ تو سلطان ہے..... بادشاہوں کے وزیر ہوتے ہیں، میں یہ کام اپنے وزیر سے کراؤں گا..... (نعرے)

کیونکہ ہمیر نبوت کی رسم یہی ہے..... ہمیر رسالت کی ریت یہی ہے..... سلیمان بن داؤدؑ نے ملکہ بلقیس کا تخت خود نہیں منگوا یا، وزیر سے کہا..... اُس کی جگہ پر بیٹھا ہے تیرا رسولؐ..... اور کارکن بن کے کار کائنات چلا رہا ہے اُس کا وزیر علیؑ..... اور یہی میدانِ قیامت میں ہوگا..... عرش پہ بیٹھا ہوگا تیرا رسولؐ..... اور میدان میں اُس کا وزیر کھڑا ہو کے..... جہنم سے کہہ رہا ہوگا:

هَذَا لِيْ وَهَذَا لَكَ..... هَذَا لِيْ وَهَذَا لَكَ.....

هَذَا لِيْ وَهَذَا لَكَ.....

یہ تیرے لئے ہے، یہ میرے لئے ہے.....

اب تو یقین آ گیا ہوگا کہ ہمیں رسالت آتی ہے..... اور خدا کی قسم! ہر ایک سے بڑھ کر آتی ہے کیونکہ ہر ایک نے رسالت مولوی سے پوچھی..... ہم نے مولّا سے پوچھی..... (نعرے)

آپ کی محبت کو دیکھتے ہوئے ایک تحفہ دیتا ہوں..... جملہ وہی ہے.....

کہ رسولؐ کے اپنے ہم جنسوں میں بھی، نہ اُس کی کوئی مثل ہے، نہ اُس کا کوئی
بھول سکتا ہے.....

رسولؐ کے اپنے ہم جنسوں میں..... تیرے میرے میں نہیں.....
کہنے والا اگر کوئی عالم ہوتا..... میں بات ٹال دیتا، عالم غیر معصوم ہوتا ہے، وہ
بھول سکتا ہے..... کہنے والا علیؑ ہے.....

نہ اُس کی کوئی مثل..... یہ تو آسان ہے.....
چکر میں ڈالا ہے لفظ ہم شکل نے..... کہ اُس کا کوئی ہم شکل نہیں..... اور میں
سنتا ہوں..... علیؑ اکبر ہم شکل رسولؐ.....

آؤ..... اب کھولوں راز.....
رسولؐ نے دنیا چھوڑ دی.....
حسینؑ روزِ تانا کے مزار پہ جاتا..... تانا! واپس آ..... میں نہیں رہ سکتا
..... میں نہیں رہ سکتا.....

بتیس (۳۲) برس گزرے، آوازِ قدرت آئی..... اے حقیقت محمدیہ! ایک
دفعہ حسینؑ کے لئے بکھر جا..... سنبھالو! اپنے آپ کو..... مجھے فقرہ کہنے دو.....
رسولؐ کہہ گئے تھے، ہم جاہل تھے، ہم سمجھ نہ سکے وہ تو کہہ گئے.....
الْحُسَيْنُ بَنِيَّ وَ اَنَا مِنْ الْحُسَيْنِ. (بہارِ نبویؐ)

تمہارے تصور سے بھی پہلے مجلس تمام کرنے لگا ہوں میں..... بس یہ سوچ لینا
اگلے سال وہی روئے گا جو ہوگا.....

میں نے پہلی مجلس میں ہی مولا حسنؑ کی شہادت کے جملے کہہ دیئے تھے..... لیکن

بچوں نے بتایا کہ آج تابوت ہے..... تو اس کے حوالے سے بس دو فقرے کہنے لگا ہوں
زیادہ نہیں.....

اور اس یقین کے ساتھ کہ جس نے جنازے سے تیر پٹے وہ پردے میں موجود
ہے..... (اللہ اکبر)..... (گریہ بند ہوا)

تصور میں لاؤ..... زہر ہل چکا ہے حسنؑ کو..... ادھر زہر ملا..... جگر کے
کٹڑے باہر آنے پہ تیار ہوئے..... حسنؑ نے کہا کوئی میری زینبؑ کو بلائے..... اپنے
کھر علیؑ کی بیٹی تڑپ کر کھڑی ہو گئی..... فتنہ میرے حسنؑ کو کچھ ہو گیا..... فتنہ میرا دل
کہہ رہا ہے.....!

دوڑی علیؑ کی بیٹی..... حسنؑ نے پوری طاقت سے دبایا ہوا ہے سینے کو..... کہ
زینبؑ کے آنے سے پہلے کٹڑے باہر نہ گریں..... پڑھنے والے تو یہ بتا دیتے ہیں کہ بی بیؑ
نے ناشت میں کٹڑے سنبھالے..... یہ ٹھیک ہے..... نہیں تردید نہیں کرتا..... طشت میں
سنبھالے ضرور، لیکن بعد میں..... حسنؑ نے دبایا ہوا ہے سینے کو..... جیسے ہی زینبؑ نے
دروازے پہ قدم رکھا..... ضبط ٹوٹ گیا..... خون کی پہلی الٹی آئی..... اب قتال اٹھانے
کا وقت نہیں تھا..... زینبؑ نے دوڑ کے ہاتھوں کا پیالہ بنایا.....

حسنؑ کا خون چہرے پہ ملا..... بالوں پہ ملا..... کہا، جا کے اماں کو دکھاؤ گی
..... تیرے بعد حسنؑ کا یہ حال ہوا..... (اتم حسینؑ)

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْصَلِبُونَ

کہ رسولؐ کے اپنے ہم جنسوں میں بھی، نہ اُس کی کوئی مثل ہے، نہ اُس کا کوئی
مماثل ہے.....

رسولؐ کے اپنے ہم جنسوں میں..... تیرے میرے میں نہیں.....
کہنے والا اگر کوئی عالم ہوتا..... میں بات ٹال دیتا، عالم غیر معصوم ہوتا ہے، وہ
بھول سکتا ہے..... کہنے والا علیؑ ہے.....

نہ اُس کی کوئی مثل..... یہ تو آسان ہے.....
چکر میں ڈالا ہے لفظ ہم شکل نے..... کہ اُس کا کوئی ہم شکل نہیں..... اور میں
سنتا ہوں..... علی اکبرؑ ہم شکل رسولؐ.....

آؤ..... اب کھولوں راز.....
رسولؐ نے دنیا چھوڑ دی.....
حسینؑ روزِ نانا کے حزار پہ جاتا..... نانا! واپس آ..... میں نہیں رہ سکتا
..... میں نہیں رہ سکتا.....

بتیس (۳۲) برس گزرے، آوازِ قدرت آئی..... اے حقیقت محمدیہ! ایک
دفعہ حسینؑ کے لئے بکھر جا..... سنبھالا! اپنے آپ کو..... مجھے فقرہ کہنے دو.....
رسولؐ کہہ گئے تھے، ہم جاہل تھے، ہم سمجھ نہ سکے وہ تو کہہ گئے.....
الْحُسَيْنُ مِنِّي وَ اَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ. (بہترین نعرے)

تمہارے تصور سے بھی پہلے مجلس تمام کرنے لگا ہوں میں..... بس یہ سوچ لینا
اگلے سال وہی ردے گا جو ہوگا.....

میں نے پہلی مجلس میں ہی مولا حسنؑ کی شہادت کے جملے کہہ دیئے تھے..... لیکن

بچوں نے بتایا کہ آج تابوت ہے..... تو اس کے حوالے سے بس دو فقرے کہنے لگا ہوں
زیادہ نہیں.....

اور اس یقین کے ساتھ کہ جس نے جنازے سے تیر چٹے وہ پردے میں موجود
ہے..... (اللہ اکبر)..... (گریہ بند ہوا)

تصور میں لاؤ..... زہرٹل چکا ہے حسنؑ کو..... ادھر زہر ملا..... جگر کے
گلزے باہر آنے پہ تیار ہوئے..... حسنؑ نے کہا کوئی میری زینبؑ کو بلائے..... اپنے
گھر علیؑ کی بیٹی تڑپ کر کھڑی ہو گئی..... نغمہ میرے حسنؑ کو کچھ ہو گیا..... نغمہ میرا دل
کہہ رہا ہے.....!

دوڑی علیؑ کی بیٹی..... حسنؑ نے پوری طاقت سے دبایا ہوا ہے سینے کو..... کہ
زینبؑ کے آنے سے پہلے گلزے باہر نہ گریں..... پڑھنے والے تو یہ بتا دیتے ہیں کہ بی بیؑ
نے ٹشت میں گلزے سنبالے..... یہ ٹھیک ہے..... میں تردید نہیں کرتا..... ٹشت میں
سنبالے ضرور، لیکن بعد میں..... حسنؑ نے دبایا ہوا ہے سینے کو..... جیسے ہی زینبؑ نے
دروازے پہ قدم رکھا..... ضبط ٹوٹ گیا..... خون کی پہلی اُلٹی آئی..... اب قہال اٹھانے
کا وقت نہیں تھا..... زینبؑ نے دوڑ کے ہاتھوں کا بیالہ بنایا.....

حسنؑ کا خون چہرے پہ ملا..... بالوں پہ ملا..... کہا، جا کے اماں کو دکھاؤں گی
..... تیرے بعد حسنؑ کا یہ حال ہوا..... (ما تم حسین)

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ